www.KitaboSunnat.com

پیارے رسول ﷺ کی پیاری وصیتیں

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

کی کتب سے ماخوذ، صحیح احادیث کی روشنی میں

کبار علمائے امت کی تشریحات کے ساتھ

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عمر حفظہ اللہ تعالیٰ
فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

مکتبہ بیت السلام
الریاض۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

پیارے رسول ﷺ کی پیاری وصیتیں

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی کتب سے ماخوذ، صحیح احادیث کی روشنی میں
کبار علمائے امت کی تشریحات کے ساتھ

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عمر حفظہ اللہ تعالیٰ
فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

مکتبہ بیت السلام
لاہور۔ الریاض

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب کے جملہ حقوق نقل ونشر واشاعت بحق

مکتبہ بیت السلام الریاض لاہور

محفوظ ہیں

[redacted]

۱۴۳۳ھ ـــــــــ ۲۰۱۲ء

مکتبہ بیت السلام الریاض لاہور

ص۔ب 16737 سعودی عرب

فون نمبر 4381122-4381155 فیکس 4385991

موبائل نمبر 0532666640 - 0566661236

لاہور 0321-6466422

bait-us-salam@hotmail.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیارے رسول ﷺ کی پیاری وصیتیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فہرس

❀ عرضِ ناشر 11

❀ حرفِ اول 13

❀ **کتاب الإیمان** 15

⊙ سب سے پسندیدہ اعمال 17

⊙ استقامت کی فضیلت 22

⊙ تقدیر پر ایمان 26

⊙ حسب ونسب پر فخر کرنے کی ممانعت 34

⊙ اخلاص 39

⊙ عبادت کا معیار 43

⊙ ذاتِ الٰہی میں غور وخوض کی ممانعت 49

⊙ مبالغہ آرائی شرک کا ذریعہ ہے 55

⊙ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت 59

⊙ پوشیدہ شرک سے اجتناب 64

⊙ دس کاموں کی وصیت 69

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❁ عبادات 75

⊙ عبادت میں میانہ روی مستحب ہے 77

⊙ مسنون نماز سیکھنا واجب ہے 85

⊙ اول وقت میں نماز کی فضیلت 89

⊙ امام کو آسانی اپنانی چاہیے 95

⊙ نفلی نماز گھر میں مستحب ہے 99

⊙ نمازِ چاشت اور وتر کی وصیت 104

⊙ قیام اللیل کی ترغیب اور اس کے فوائد 108

⊙ جمعہ کے روز طہارت کا اہتمام 117

⊙ دورانِ نماز چند کاموں کی ممانعت 121

⊙ رکوع اور سجدے میں تلاوتِ قرآن کی ممانعت 124

⊙ نفلی روزہ مستحب ہے 128

⊙ روزے میں وصال 135

⊙ اطمینان کے ساتھ مقامِ عرفہ سے واپسی 139

⊙ جمرات کو کنکریاں مارنا 142

❁ دعائیں اور اذکار 145

⊙ نبی اکرم ﷺ کی دعا 147

⊙ گناہوں کو مٹانے والے اعمال 150

⊙ اللہ ہی سے مدد مانگنا اور اسی پر توکل کرنا 154

⊙ بلندی پر چڑھتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہنا 156

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

⊙ جنت کا خزانہ 159
⊙ چھوٹا عمل ... بڑا اجر 164
⊙ زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تروتازہ رکھو 166
⊙ توبہ اور استغفار کی ترغیب 170
⊙ موت کو کثرت سے یاد کرو 172
⊙ موت سے ڈرو 174
✿ آداب، نیکی اور صلہ رحمی کا بیان 179
⊙ حیا کی ترغیب 181
⊙ سلام عام کرنے اور کھانا کھلانے کی ترغیب 184
⊙ پاکیزہ مال کا صدقہ 187
⊙ پڑوسی سے حسنِ سلوک 191
⊙ ہمسائے کے ساتھ نیکی کی صورتیں 194
⊙ راستے کے آداب 197
⊙ مومن آدمی سے دوستی رکھو 200
⊙ غصہ ختم کرنے کی وصیت 202
⊙ زبان کی حفاظت کرو 206
⊙ فضول کاموں کو چھوڑنا 209
⊙ بال سنوارنے کی وصیت 214
⊙ نکاح کی ترغیب 216

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

⊙ کتاب الزھد والرقائق 219
⊙ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑنا اور رسول اللہ ﷺ کی آل
کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا 221
⊙ اتباعِ سنت کی وصیت 224
⊙ ایک عظیم الشان وصیت 232
⊙ اللہ سے ڈرنے اور حسنِ اخلاق کی وصیت 236
⊙ سچائی کی ترغیب 240
⊙ مصیبت کے وقت صبر کرنا چاہیے 246
⊙ اللہ تعالیٰ سے حیا کرو 253
⊙ وقف فی سبیل اللہ 256
⊙ زیادہ سے زیادہ اعمال کرو اگرچہ قیامت قریب آ جائے 259
⊙ حقیقی غنی 261
⊙ جو لوگوں کے پاس ہے، اس سے لاتعلق ہو جاؤ 264
⊙ دنیا سے بے رغبتی 266
⊙ سادگی کی ترغیب 269
⊙ امانت لوٹانے کی وصیت 271
⊙ دنیا میں اجنبی اور مسافر کی طرح رہو 273
⊙ طلبائے علم سے حسنِ سلوک کی وصیت 275
⊙ پانچ چیزیں 277
⊙ ان کلمات کو مضبوطی سے پکڑ لو 281

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

❁ **کتاب المنہیات (ممنوعات)**......287
⊙ دین میں غلو اور مبالغہ کرنے سے بچو......289
⊙ سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو......294
⊙ کبیرہ گناہوں سے بچو......305
⊙ بغض کی مذمت......308
⊙ تعریف میں مبالغہ آرائی کی مذمت......310
⊙ اختلاف کی مذمت......313
⊙ تجارت میں زیادہ قسمیں اٹھانے کی مذمت......319
⊙ عورتوں کے پاس جانے سے بچو......321
⊙ مظلوم کی بد دعا کا اثر......324
⊙ کنکر پھینکنے سے بچو......326
⊙ راستے کے آداب......328
⊙ بدگمانی سے بچو......330
⊙ گالی گلوچ کرنا منع ہے......334
⊙ جھوٹی حدیث بنانے کا انجام......345
⊙ حرام نظر کی ممانعت......347
⊙ مشکوک چیز سے بچو......350
⊙ دودھ والا جانور ذبح کرنے کی ممانعت......353
⊙ حیوانات پر زیادہ بوجھ ڈالنے کی ممانعت......360
⊙ بخل سے بچو......363

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❁ **کتاب الفتن** 367

⊙ امیر کی اطاعت 369

⊙ پہلے خلیفہ کی بیعت 371

⊙ فتنوں کا خطرہ 376

⊙ فتنوں سے بچو 380

⊙ نماز میں تاخیر 385

⊙ دشمن سے ٹکراؤ کی تمنا کرنا مکروہ ہے 388

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

انسانی رشد و ہدایت کے لیے جو ضابطہ حیات قرآن مجید اور اس کی عملی تعبیر وتفسیر سنتِ رسول اللہ ﷺ میں بیان کیا گیا ہے، وہ ایسا کامل و اکمل لائحہ عمل ہے کہ اس میں زندگی کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے کا شفاف علاج اور زندگی کے ہر موڑ کے لیے مکمل راہنمائی موجود ہے، کیونکہ وہ اس کائنات کے خالق و مدبر کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور قیامت تک محفوظ ومصون رہے گا، اس میں کسی کمی بیشی کا امکان نہیں ہے۔ مزید برآں احادیث نبویہ کی حفاظت و اشاعت کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے لیے ایک عملی نمونہ محفوظ فرما دیا ہے، جس کی بنا پر اسلامی شرائع اور دینی احکام پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے نہایت آسان بنا دیا گیا ہے۔

زیرنظر کتاب میں احادیث وسنن سے "وصایا نبویہ" پر مشتمل احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ ان نبوی وصیتوں کا سب سے امتیازی پہلو یہ ہے کہ ان میں اختصار کے ساتھ انتہائی مشفقانہ انداز میں امت مسلمہ کے لیے دنیوی و اخروی فوز و فلاح کے کامیاب اصول اور زریں قوانین بیان کیے گئے ہیں، جن پر عمل پیرا ہوکر ہر مسلمان اپنی دنیوی واخروی نجات کا سامان جمع کرسکتا ہے۔

ان وصیتوں اور نصیحتوں میں عقائد و اعمال کے علاوہ زندگی کے بیشتر معاملات کی اصلاح کے لیے ہدایات وتوجیہات موجود ہیں، جو بلاشبہہ ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کے لیے سرمایہ حیات ہیں۔ ان احادیث کے جمع و انتخاب میں محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیقات و تخریجات پر اعتماد کرتے ہوئے صرف معتبر و مستند احادیث ہی کو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے، تاکہ ہر مسلمان بلا کھٹکے ان نصوص شرعیہ پر عمل پیرا ہو سکے اور ان کی صحت و استناد کے متعلق کسی کے ذہن میں کوئی شبہہ نہ رہے۔ نیز احادیث کے متون کی تشریح میں اکابر علمائے امت کے اقوال و شروح کو بھی کتاب کی زینت بنایا گیا ہے، تاکہ نصوص شرعیہ کو سمجھنا آسان ہو اور اس سلسلے میں کوئی ابہام اور تشنگی باقی نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو مؤلف، مترجم اور ناشر کے لیے اخروی نجات کا ذریعہ اور بلندیِ درجات کا باعث بنائے۔ آمین یا رب العالمین

ابو میمون حافظ عابد الٰہی

مدیر

مکتبہ بیت السلام

ریاض، لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حرفِ اول

نبی کریم ﷺ کو سیکڑوں سے متجاوز جو معجزات و خصائص عطا فرمائے گئے تھے، ان میں آپ ﷺ کا ایک خصوصی وصف ''جوامع الکلم'' کا انعام بھی تھا۔ یعنی نبی کریم ﷺ کی گفتگو اختصار و ایجاز کی حامل ہوتی، لیکن ان میں معانی و مطالب کا ایک سمندر موجزن ہوتا، حتی کہ آپ کی کئی ایک مختصر احادیث و فرامین سے بعض علماء نے بیسیوں مسائل کا استنباط کیا ہے۔

انھیں صفات و امتیازات کی حامل نبی کریم ﷺ کی وصیتیں اور نصیحتیں ہیں جو آپ ﷺ نے بعض مواقع پر مخصوص افراد کو مخاطب کرتے ہوئے امت کے لیے ارشاد فرمائی ہیں۔ یہ وصیتیں کئی اعتبارات سے متعدد فوائد و نفائس پر مشتمل ہیں:

۱۔ وصیت ہمیشہ اخوت و شفقت اور نصیحت و اخلاص کی بنا پر کی جاتی ہے، خصوصاً وصایا نبویہ میں یہ امتیازات بدرجہ اتم موجود ہیں۔

۲۔ یہ وصیتیں صرف مخصوص افراد و مخاطبین ہی کے لیے نہیں بیان کی گئیں، بلکہ ان کے ذریعے سے پوری امت کو خطاب کیا گیا ہے۔

۳۔ نبی کریم ﷺ کسی تجربہ اور مشاورت کے ساتھ نہیں بلکہ وحیِ الٰہی کی بنیاد پر مخاطبین کو وصیت کیا کرتے تھے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾

[النجم: 4,3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔''

۴۔ ان وصیتوں میں مخاطبین کی دنیا و آخرت دونوں کی سر بلندی اور فلاح و نجات کا سامان موجود ہے، جو یقیناً تا قیامت آنے والوں کے لیے سر چشمہ ہدایت ونجات ہے۔

۵۔ ان وصیتوں کی ایک اور نمایاں خوبی الفاظ میں اختصار اور معانی و مطالب کی وسعت و جامعیت ہے، جو نبی کریم ﷺ کے معجزۂ الٰہیہ ''جوامع الکلم'' کا نتیجہ ہے۔

زیر نظر کتاب میں صحیح اور مستند احادیث کی روشنی میں حسنِ ترتیب کے ساتھ ہر موضوع کے متعلق وصایا نبویہ کو جمع کیا گیا ہے، تاکہ قارئین کے لیے استفادہ کرنے میں سہولت ہو۔ علاوہ ازیں اس کتاب کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ تمام احادیث کے ساتھ کبار علمائے امت کی تشریحات کے ذکر کا بھی خصوصی التزام کیا گیا ہے، تاکہ نصوص شرعیہ کا معنی و مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو اور اس سلسلے میں کسی قسم کی لغزش کا امکان نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے عامۃ المسلمین کے لیے باعث ہدایت و اصلاح بنائے۔ آمین یا رب العالمین

حافظ محمد عمر

گوجرانوالہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كتاب الإيمان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سب سے پسندیدہ اعمال

1۔ عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَجلٍ مِنْ خَثْعَمٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَهُوَ فِيْ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِه، قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ الذي تزعمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قال: «نَعَمْ» قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: «إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: «ثُمَّ صِلَةُ الرَّحِمِ» قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَبْغَضُ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: «اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: «ثُمَّ قَطِيْعَةُ الرَّحِمِ»[1]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ خثعم (قبیلے) کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ سے ملنے گیا تو آپ اپنے چند صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کی: کیا آپ رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''اللہ پر ایمان لانا'' میں نے پھر عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کے بعد کونسا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''اس کے بعد صلہ رحمی ہے۔'' فرماتے ہیں: میں نے پھر عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کے ہاں سب سے بُرا عمل

---

[1] صحيح. أبو يعلى، رقم الحديث [6739]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کونسا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔'' فرماتے ہیں: میں نے پھر عرض کی: اس کے بعد کونسا عمل ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''اس کے بعد قطع رحمی ہے۔''

تشریح:

صحابہ کرام نبی کریم ﷺ سے سب سے بہتر اور فضیلت والے اعمال کے بارے میں عموماً دریافت کر لیا کرتے تھے، جو ان کی فقاہت اور دلچسپی کی دلیل ہے۔ ان کا سب سے اچھے اور پسندیدہ عمل کے بارے میں دریافت کرنا بھی ان کی نیکی کے ساتھ محبت کی بہت بڑی دلیل ہے، اس لیے کہ وہ بخوبی واقف تھے کہ زندگی کا عرصہ نہایت کم ہے، لہٰذا اسے غنیمت سمجھنا چاہیے۔

مندرجہ بالا حدیث میں دو قسم کے پسندیدہ اعمال کا ذکر ہے، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ پر ایمان لانا:

عربی لغت کی رو سے ایمان سے مراد تصدیق ہے، جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے باپ سے کہا تھا:

﴿ وَ مَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ﴾ [یوسف: 17]

''اور تو ہرگز ہمارا اعتبار کرنے والا نہیں، خواہ ہم سچے ہوں۔''

یعنی آپ ہمیں سچا تسلیم نہیں کریں گے یا ہماری تصدیق نہیں کریں گے۔

شریعت کی رو سے:

ایمان سے مراد دل سے پختہ یقین، زبان سے اقرار اور دیگر اعضاء سے عمل کرنا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ مکمل طور پر یقین رکھتے ہوئے اقرار و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تصدیق کرنا، اللہ کی ذات، ربوبیت، اُلوہیت اور اس کے اسما و صفات کا مکمل اعتراف کرنا، اسی اکیلے کو عبادت کے لائق سمجھنا، اور دل کا اس قدر مطمئن ہو جانا کہ اس کے اثرات انسان کے عمل سے نمایاں ہوں۔ اللہ کے احکام کی پابندی کرنا، حرام کردہ امور سے دور رہنا اور محمد بن عبداللہ ﷺ کے آخری رسول ہونے کا یقین کرنا، جس کے نتیجے میں آپ کی ہر اس بات کو تسلیم کرنا جو اللہ تعالیٰ، دین اسلام کے غیبی امور اور شرعی احکام سے متعلق ہو۔ نیز ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے آپ ﷺ کے ہر حکم و نہی کی پابندی کرتے ہوئے فرمانبرداری کرنا اور ان تمام اعمال کے ساتھ اطمینان کا اظہار کرنا۔

اللہ پر ایمان کے چار تقاضے ہیں:

1. اس کی ذات پر ایمان۔
2. اس کے رب ہونے پر ایمان۔
3. اس کے معبود ہونے پر ایمان۔
4. اس کے اسماء وصفات پر ایمان۔

۲۔ صلۂ رحمی:

امام قرطبی رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

”صلہ رحمی کے واجب اور اسے قطع کرنے کے حرام ہونے پر ساری امت کا اتفاق ہے۔“[1]

صلہ رحمی کی فضیلت:

صلہ رحمی کی بدولت لمبی عمر اور مال و دولت میں برکت حاصل ہوتی ہے،

[1] تفسير القرطبي (٥/ ٦)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

«مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ» ❶

''جسے زیادہ مال اور لمبی عمر چاہیے وہ صلح رحمی کرے۔''

نیز صلہ رحمی کی وجہ سے صدقہ وخیرات کا اجر وثواب دوبالا ہوجاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ الصَّدَقَةُ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الْكَاشِحِ» ❷

''دشمنی رکھنے والے رشتہ دار پر صدقہ کرنا سب سے زیادہ فضیلت کا حامل ہے۔''

صحابہ کرام پسندیدہ اعمال کے بارے میں پوچھنے کے بعد بُرے اعمال کے بارے میں دریافت کرنے لگے تاکہ وہ ان سے بچ سکیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا'' اور ''قطع رحمی'' کرنا انتہائی بُرا عمل ہے۔

شرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾ [النساء: 48]

''بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے۔''

اور قطع رحمی کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴾ [محمد: 22]

''پھر یقیناً تم قریب ہو اگر تم حاکم بن جاؤ کہ زمین میں فساد کرو اور اپنے رشتوں کو بالکل ہی قطع کردو۔''

---

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [2067] صحيح مسلم [2557/21]

❷ صحيح. مسند أحمد [416/5]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک کے فوائد:

1. اللہ پر ایمان سب سے پسندیدہ عمل اور شرک سب سے بُرا عمل ہے۔
2. صلہ رحمی کی ترغیب۔
3. قطع رحمی کی مذمت اور وہ مبغوض ترین عمل ہے۔
4. صحابہ کرام کی پسندیدہ اور بُرے اعمال کے بارے میں دریافت کرنے میں دلچسپی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

استقامت کی فضیلت

2۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ، قَالَ: «قُلْ: رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ» قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا»[1]

سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسا عمل بتایئے جسے میں مضبوطی سے تھام لوں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''اللہ کے رب ہونے کا اقرار کرنے کے بعد ثابت قدم رہو!'' میں نے پھر عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھ پر کس چیز کو سب سے زیادہ خطرناک محسوس کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: ''اس کو۔''

تشریح:

صحابہ کرام کو نبی اکرم ﷺ سے مستفید ہونے میں بہت دلچسپی ہوا کرتی تھی۔ اس مقام پر جلیل القدر صحابی سفیان بن عبداللہ ثقفی نبی کریم ﷺ سے ایسا عمل دریافت کر رہے ہیں، جسے وہ باقاعدگی سے اپنا سکیں تو نبی مکرم ﷺ ان کی راہنمائی کرتے ہوئے انھیں ثابت قدمی کی تلقین کرتے ہیں۔

آپ کا یہ فرمان: ''اللہ کے رب ہونے کا اقرار کرنے کے بعد ثابت قدم

[1] صحیح. سنن الترمذي، رقم الحدیث [2410]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہو" تمام احکام و نواہی کو شامل ہے، جس کے پیش نظر اگر کوئی (شخص) کسی حکم پر پابندی سے عمل نہ کر پائے یا کسی حرام کام کا ارتکاب کر بیٹھے تو وہ اس سے تائب ہونے تک صراطِ مستقیم سے بھٹکا رہے گا۔ اسی ثابت قدمی کو اس آیت کریمہ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ [حم السجدة: 30]

"بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر خوب قائم رہے۔"

درحقیقت جو شخص اللہ کے رب ہونے پر راضی ہوگیا، وہ ربوبیت کے تقاضے بھی ادا کرے گا، اُسی کی رضا مندی والے کام حقیقت کے سانچے میں ڈھالے گا اور اُسی کی نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے شکر گزاری کا مظاہرہ کرے گا۔[1]

آپ کے فرمان: «مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟» کا مطلب ہے کہ میرے بارے میں وہ کونسی چیز ہے جسے آپ میرے حق میں سب سے زیادہ خوفناک محسوس کرتے ہیں؟ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: "اس کو" دراصل نبی اکرم ﷺ کا اس مختصر سے ارشاد کے ذریعے زبان کی تباہیوں سے خبردار کرنا مقصود ہے۔

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"کبھی انسان اپنی زبان سے اللہ کی ناراضگی والا ایسا بول ادا کر دیتا ہے جس کے نتیجہ و انجام سے وہ بالکل بے خبر ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس بول کی وجہ سے اس انسان سے ہمیشہ کے لیے ناراض ہو جاتے ہیں۔ اسی مناسبت سے ایک شاعر نے کہا ہے:

إِحْفَظْ لِسَانَكَ أَنْ تَقُولَ فَتُبْتَلَى
إِنَّ الْبَلَاءَ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ

[1] تحفة الأحوذي شرح جامع الترمذي [77/7]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اپنی زبان کو باتوں سے بچا لیجیے ورنہ مصیبت سے ہمکنار ہونا پڑے گا، کیونکہ مصیبت کی گفتگو سے انتہائی گہری وابستگی ہے۔''

اکثر لوگ اپنے لیے، اپنے بچوں کے لیے یا اپنے مال، دوست اور قریبی رشتہ دار کے لیے بد دعا کر دیتے ہیں جو قبولیت کے وقت میں ہونے کی وجہ سے قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انھیں ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمھیں ان سب کی بنیاد سے آگاہ نہ کر دوں؟''

میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہماری باتوں کی وجہ سے بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ یعنی ہماری باتوں کی وجہ سے ہمیں سزا ملے گی؟ آپ علیہ الصلاۃ والسلام اس معاملے کی ہولناکی بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے:

«ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى وُجُوهِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ» [1]

''اے معاذ! تیری ماں تمھیں گم پائے، لوگوں کی چرب زبانیاں ہی انھیں جہنم میں اوندھا کر کے دھکیل دیں گی۔''

پیارے بھائی! ان چرب زبانیوں سے خبردار رہتے ہوئے اپنی زبانیں قابو میں رکھیے، جھوٹ، فراڈ، جھوٹی گواہی، چغلی، غیبت اور اللہ سے دور کرنے اور عذاب الٰہی کو دعوت دینے والی باتوں سے گریز کرنا، حفاظتِ زبان کے زمرے میں شامل ہے، لہٰذا ان تمام چیزوں سے دور رہنا واجب ہے۔ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے دین کی حفاظت کرے، جو ہمارے لیے ایک قلعے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

[1] صحيح. سنن الترمذي، رقم الحديث [2616]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک کے فوائد:

① یہ بات واضح ہوتی ہے کہ برائی سے بچانے والے مسائل سیکھنے کی صحابہ کرام میں بہت دلچسپی پائی جاتی تھی۔

② اللہ کی باتوں کو مضبوطی سے تھامنا واجب ہے۔ آدمی کو عموماً "رَبِّيَ اللّٰهُ" (میرا رب اللہ ہے) کا ورد کرتے رہنا چاہیے، اللہ ہے تو اس کا رب ہی لیکن اس کے وِرد کی وجہ سے اسے جلد از جلد لوگوں سے بے نیاز کر دے گا۔

③ پامردی اور ثابت قدمی کی ترغیب۔

④ زبان کی ہولناکیوں سے تنبیہ، جو انسان کی بربادی کا خاص سبب ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تقدیر پر ایمان

3۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: «يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ» [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ فرمانے لگے: اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں سکھا دیتا ہوں: اللہ کو یاد رکھو، اللہ تیری حفاظت کرے گا، اگر تو اللہ کو یاد رکھے گا تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ اگر کچھ مانگنا ہو تو صرف اللہ سے مانگ، اگر مدد کی ضرورت ہو تو صرف اللہ سے مطالبہ کرنا، اور بخوبی جان لے کہ اگر ساری دنیا بھی تجھے کسی چیز سے مستفید کرنے پر اتر آئے تو محض اسی چیز کو تیرے لیے مفید بنا سکتی ہے، جو اللہ نے تیرے لیے لکھ ڈالی ہے، اگر تجھے کسی چیز کے

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [2516]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذریعے نقصان پہنچانا چاہے تو محض اسی چیز کو تیرے لیے نقصان دہ بنا سکتی ہے، جسے اللہ نے تیرے لیے پہلے سے لکھ ڈالا ہے۔ قلمیں اٹھا لی گئی ہیں اور لکھے ہوئے صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔''

تشریح:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جب نبی کریم ﷺ کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھے تو اس وقت ابھی بچے تھے، مکمل جوان نہیں ہوئے تھے، آپ ﷺ نے انھیں انتہائی اہم کام کے لیے تیار کرنے کے لیے توجہ فرماتے ہوئے، اے بچے! کی آواز سے پکارا اور تعلیمانہ انداز سے کہا: ''اللہ کو یاد رکھا کرو'' جس سے مراد اللہ کے احکام کی پابندی اور ممنوعات سے گریز کرتے ہوئے اس کے قانون اور دین کی حفاظت ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہوگا جب کوئی علم دین سے اس قدر بہرہ ور ہو جس قدر اس کی عبادت، معاملات اور دعوت الی اللہ کی ذمہ داری کے لیے کافی ہو، جو اللہ کی حفاظت کے زمرے میں آتا ہے۔ ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کو قطعاً اپنی حفاظت کی ضرورت نہیں، لہٰذا اس سے مراد اس کے دین وقوانین کی حفاظت ہوگی، مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ ﴾ [محمد: 6]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمھاری مدد کرے گا۔''

یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ کی ذات سے تعاون کرو، کیونکہ اللہ ہر ایک سے بے نیاز ہے۔ اسی طرح ایک اور آیت میں فرمایا:

﴿ ذٰلِكَ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ ﴾ [محمد: 4]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''(بات) یہی ہے۔ اور اگر اللہ چاہے تو ضرور ان سے انتقام لے لے۔''

لوگ اسے بے بس بھی نہیں کر سکتے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ﴾ [الفاطر: 44]

''اور اللہ کبھی ایسا نہیں کہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں کوئی چیز اسے بے بس کر دے۔''

اس لحاظ سے ''اللہ کی حفاظت کرو وہ تمھاری حفاظت کرے گا'' کا مفہوم یہ ہوگا کہ جو اللہ کے دین کا پاسبان ہوگا اللہ اس کا محافظ ہوگا۔

''اللہ کی حفاظت کرنا تو اسے سامنے پائے گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''اُسے اپنے آگے ہی پائے گا۔'' اور ''اللہ کا خیال رکھا کرو'' ان سب کا مفہوم یہ ہوگا کہ اگر اس کے حکم کی پابندی اور ممنوعات سے گریز کرتے ہوئے اس کے دین کو محفوظ کیا جائے، تو اسے بالکل سامنے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اللہ کو سامنے پانے کا مفہوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر اچھے کام میں آپ کی راہنمائی کرتے ہوئے برائی سے بچانے کا سبب پیدا فرمائے گا، خصوصاً جب اللہ سے مدد مانگتے ہوئے اسے پکارا جائے، کیونکہ اگر اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے مدد مانگی جائے تو اللہ اسے کافی ہو جاتا ہے، لہٰذا جسے اللہ کافی ہو جائے اُسے کسی مدد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الأنفال: 64]

''اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو بھی جو تیرے پیچھے چلے ہیں۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:

﴿ وَ اِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ﴾ [الأنفال: 62]

''اور اگر وہ ارادہ کریں کہ تجھے دھوکا دیں تو بے شک تجھے اللہ ہی کافی ہے۔''

اسی لیے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ کا پاسباں بن جا، اُسے اپنے سامنے پائے گا۔''

بعدازاں ارشاد فرمایا:

''اگر کچھ چاہیے تو اُسی سے مانگو، مدد بھی چاہیے تو اللہ سے مانگو۔''

ان الفاظ میں سے مخلوق پر اعتماد نہ کرنے کی تلقین ہے، مثلاً اگر کوئی غریب اور ضرورت مند آدمی بغرضِ مال اللہ سے درخواست کرتے ہوئے پکارتا ہے: ''اللہ تعالیٰ! مجھے مال عطا فرما۔'' تو وہاں سے اس کو مال و دولت ملے گا، جہاں سے اُسے وہم و گمان بھی نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس اگر وہ لوگوں سے مطالبہ کر بیٹھے تو وہ دیں گے یا انکار کر دیں گے، اس بارے میں آپ کا ارشادِ گرامی ہے:

« لَأَنْ یَّأْخُذَ أَحَدُکُمْ حَبْلَهُ فَیَحْتَطِبُ ثُمَّ یَبِیعُهُ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُ مِنْ أَنْ یَّسْأَلَ النَّاسَ، أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوْهُ » [1]

''کوئی شخص اپنی رسی لے کر لکڑیاں اکٹھی کر کے بیچ لے تو یہ اس کے لیے لوگوں سے بھیک مانگنے سے بہت بہتر ہے، کیونکہ معلوم نہیں لوگ اُسے کچھ دیں یا نہیں۔''

لہٰذا یہ دعا: « اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي، اَللّٰهُمَّ أَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ »

[1] صحيح. سنن أبي داود، رقم الحديث [2579]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! مجھے رزق سے نواز۔ اے اللہ! مجھے اپنے فضل کے ذریعے ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔'' یا ایسی ہی دیگر دعائیں کرتے ہوئے صرف اللہ سے مانگیں۔

اسی طرح مدد بھی صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے، کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں حکم دیا تھا: ''اگر مدد چاہیے تو اللہ سے مانگو۔''

استعانت سے مراد مدد مانگنا ہے، سوائے ضرورت کے کسی آدمی سے کوئی مطالبہ نہ کرے، اگر بالفرض کسی مخلوق سے تعاون لینے کی مجبوری ہو تو اُسے محض ایک سبب اور ذریعہ سمجھے، بہت بڑا سہارا سمجھتے ہوئے اُس پر اعتماد ہرگز نہ کرے، اصلی سہارا اللہ کو سمجھے۔ ان دو جملوں میں غیر اللہ سے مانگنے کی وجہ سے توحید کے ضیاع کی دلیل ہے، جس کی موجودگی میں ہر چھوٹے بڑے کام میں غیر اللہ سے مانگنا ناگریز ہوتا ہے، اگر اللہ مدد کرنے پر آئے تو خواہ اسباب معلوم ہوں یا نہ ہوں، ضرور اُسے آسان کرے گا، اللہ چاہے تو کسی خفیہ سبب سے ایسی پریشانی دور کر دے جسے کوئی بھی دور نہ کر سکتا ہو، اللہ چاہے تو آپ کی مدد کے لیے کسی آدمی کو آپ کے تابع و مسخر کر دے، اس صورت میں اللہ تعالیٰ کو ہرگز نظر انداز نہ کریں جو سبب پیدا فرمانے والا ہے۔ جیسا کہ آج کل کے نادان کم عقل لوگ اس کا شکار ہیں۔

پھر فرمایا:

''اور بخوبی جان لیں کہ اگر ساری دنیا آپ کو کسی چیز سے مستفید کرنے پر اتر آئے تو محض اسی چیز کو تیرے لیے مفید بنا سکتی ہے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ ڈالی ہے۔''

یعنی اگر اُن سے کوئی فائدہ پہنچے تو اُسے اللہ کی طرف سے سمجھو۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا نہیں کہا کہ اگر وہ کسی چیز کے ذریعے فائدہ دینا چاہیں تو فائدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں دے سکتے، بلکہ آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

''اسی چیز کا فائدہ دیں گے جسے اللہ نے مقدر میں کیا تھا۔''

لوگوں کے ایک دوسرے کے لیے معاون و مفید ثابت ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں، البتہ وہ (فائدہ وتعاون) ہرگز اللہ کی تقدیر سے باہر نہیں ہوگا بلکہ سب سے پہلے تو اُس میں اللہ کا فضل شامل حال ہوگا جس نے اُسے آپ کے لیے تابع کیا تھا، جو فائدہ دینے، نیکی کرنے اور پریشانی ٹالنے پر آمادہ ہوگیا۔

اگر اس کے الٹ ہو تو بھی ایسا ہی ہوگا، مثلاً ''اگر وہ (دنیا والے) آپ کو کسی چیز کے ذریعے نقصان دینا چاہیں، تو صرف اسی چیز کو آپ کے لیے نقصان دہ بنا سکتے ہیں، جسے اللہ نے تیرے مقدر میں کیا ہے۔'' ایسا عقیدہ ہونے کے بعد لازماً یہ نتیجہ نکلے گا کہ انسان کی وابستگی اپنے پروردگار ہی سے ہوگی، وہ اسی پہ اعتماد کرے گا اور اُسے کسی سے کوئی ڈر نہیں ہوگا، کیونکہ وہ بخوبی سمجھ چکا ہے کہ اگر ساری مخلوق مل کر بھی کسی چیز کے ذریعے نقصان دینا چاہے تو اسی چیز کو نقصان دہ بنا سکتی ہے جسے اللہ نے مقدر میں کیا ہے۔ اس صورت میں بندہ اپنی امیدیں اللہ سے وابستہ کرے گا اور اسی کو تھامے گا، خواہ ساری مخلوق اس کے مقابلے میں اتر آئے، تب بھی اُسے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اسی چیز کے پیشِ نظر اگر ہم اپنے اسلاف پر نظر کریں تو بھی یہی چیز سامنے آتی ہے کہ جب انھوں نے اللہ پہ اعتماد و یقین کرلیا تو نہ ان کو کسی قسم کا غلط پراپیگنڈہ نقصان دے سکا اور نہ کسی کا حسد ہی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴾ [آل عمران: 120]

''اور اگر تم صبر کرو اور ڈرتے رہو تو ان کی خفیہ تدبیر تمھیں کچھ نقصان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں پہنچائے گی۔ بے شک اللہ، وہ جو کچھ کرتے ہیں، اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔''

اس کے بعد نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''قلمیں اٹھالی گئیں اور لکھے ہوئے صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔''

یعنی جو اللہ نے لکھ دیا ہے اُسی پہ بس ہے اور صحیفوں کی سیاہی خشک ہو چکی ہے، اب اُس میں کوئی ردّ و بدل نہیں ہو سکتا۔

فرمانِ نبوی ہے:

''جو چیز تجھے ملنے والی ہے وہ تجھ سے کبھی خطا نہیں ہو سکتی۔''

ایک روایت میں ہے:

''جو چیز تجھ سے خطا ہونے والی ہے وہ ہرگز آپ کو نہیں مل سکتی۔''

حدیث پاک کے فوائد:

1. نبی کریم ﷺ کا نو عمر بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا، جو آئندہ وقت میں امت کے لیڈر بننے والے تھے۔
2. عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ''اے بچے!'' کہہ کر بلانے میں نبی کریم ﷺ کا اندازِ شفقت و نرمی۔
3. چھوٹے سے بچے کو اپنے پیچھے بٹھانے میں نبی کریم ﷺ کی عاجزی اور انکساری۔
4. بچوں کو حدود اللہ کی پاسداری کا درس دینے کی ترغیب، نیز یہ کہ جو حدود اللہ اور فرائض کا پابند ہوگا اللہ اس کا پاسبان ہوگا۔
5. غیر اللہ سے مانگنا ناجائز ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''جو کچھ مانگنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوتو اللہ سے مانگو‘‘ نیز یہ اُن صوفیوں کے خلاف دلیل ہے جو اللہ کے سوا اہل قبور اور فوت شدہ بزرگوں سے مانگتے ہیں۔

6 مدد اللہ سے مانگنا اور غیر اللہ سے نہ مانگنا واجب ہے۔

7 جو تقدیر پر اس انداز سے ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ کسی کام کے وقوع پذیر ہونے، لکھے جانے اور اس کے فیصلے سے پہلے ہی اسے بخوبی جانتا ہے، تو اس کی بدولت اس کو یہ فائدہ نصیب ہوگا کہ اس کے دل کو اطمینان و قرار حاصل ہوگا، وہ کسی غیر پر ہرگز اعتماد نہیں باندھے گا اور اس کا یہ عقیدہ بن جائے گا کہ اگر کوئی فائدہ نصیب میں نہ ہوا تو چاہے سب لوگ فائدہ دینے پر اتر آئیں، مجھے ہرگز کسی فائدے کا حصول نہیں ہوسکتا، اس کے برعکس اگر ساری کائنات نقصان پہنچانا چاہے اور وہ مقدر میں نہ ہوتو ہرگز میرا نقصان ممکن نہیں ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حسب ونسب پر فخر کرنے کی ممانعت

4۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا، فَالنَّاسُ رَجُلَانِ؛ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلَى اللّٰهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللّٰهِ، وَالنَّاسُ بَنُوْ آدَمَ، وَخَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ، قَالَ اللّٰهُ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾» ❶

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتحِ مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا، فرمانے لگے: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے آباء واجداد کی بنیاد پر کیے جانے والے جاہلیت والے فخر وتعصب کو یقیناً ختم کر دیا ہے۔ اب لوگ دو قسم کے ہیں: ① نیک، پرہیزگار اور اللہ کے نزدیک عزت والا۔ ② بدبخت، گناہگار اور اللہ کے ہاں ذلیل۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور اللہ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا اور ہم نے تمھیں قومیں اور قبیلے بنا

❶ صحيح. سنن الترمذي، رقم الحديث [3270]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔''

تشریح:

یہ حدیث ان لوگوں کی مذمت کر رہی ہے جو اپنے خاندانوں اور آباء و اجداد کی بنیاد پر غیروں پر فخر وتکبر کرنے میں مبتلا ہو جاتے ہیں، یہ جاہلیت والا طرز عمل ہے، جسے مٹانے اور باطل قرار دینے کے لیے اسلام کی آمد ہوئی، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت والا فخر وغرور ختم کر دیا ہے۔''

یعنی اُس فخر وغرور کو جو زمانۂ جاہلیت میں برادری کی بنا پر اور آباء و اجداد کو باعزت وافضل سمجھنے کی بنیاد پر ان میں پیدا ہو چکا تھا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی دو قسموں کی طرف اشارہ کیا ہے، جن میں سے ایک تو پرہیزگار اور ایماندار ہیں، غرور اور گھمنڈ ان کے شایان شان نہیں، بلکہ عاجزی و انکساری اپناتے ہوئے تکبر کو نظر انداز کرنا ان کا شیوہ ہوگا، جبکہ دوسرا: ''بدبخت اور فاسق ہے'' جس کے لیے غرور و گھمنڈ کرنا بدبختی میں اضافے کا سبب ہے کیونکہ اولاً تو وہ بدبخت ہے اور ثانیاً وہ غرور و گھمنڈ کرنے والا اور متکبر قرار پایا ہے، جس کے پیشِ نظر اس کے غرور و گھمنڈ میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

فخر وغرور سے ممانعت اور عاجزی و انکساری کی پابندی:

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے اس ارشاد: ''تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے'' کے ذریعے اسی چیز کی طرف اشارہ کیا ہے، یعنی تم سب آدم علیہ السلام سے ہو اور آدم کی بنیاد مٹی ہے۔ لہٰذا جن کی بنیاد ہی مٹی ہو، انھیں فخر وغرور بالکل زیبا نہیں، اور پھر جب ان کی تخلیق بھی رسوا کن پانی سے ہو، ان سب کمزوریوں کو مانتے ہوئے تو بندہ کسی طرح بھی فخر وغرور اور تعصب کی گنجائش نہیں رکھتا۔ حق تو یہ ہے کہ جاہلیت والے مذموم اعمال سے انتہائی دور رہتے ہوئے عاجزی اپنائی جائے، اسی لیے اسلام نے ایسے اخلاق سے دور رہنے اور انھیں نظر انداز کرنے کی تلقین کی ہے۔

بعد ازاں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سورۂ حجرات کی آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی جس میں استعمال ہونے والا لفظِ ﴿شُعُوْباً﴾ عربی گرائمر کی رو سے ''شَعَبْ'' کی جمع ہے، جس سے مراد خاندان اور برادری کا سب سے بڑا گروہ ہوتا ہے۔ اور لفظِ ﴿قَبَائِلَ﴾ کا استعمال خاندان اور برادری کے چھوٹے گروہ کے لیے ہے۔ اور ان سے بھی چھوٹے گروہوں اور خاندانوں کے لیے عربی میں بالترتیب ''عمائر'' ''بطون'' ''افخاذ'' اور ''فصائل'' کا استعمال ہوتا ہے۔

آیت کریمہ میں مذکورہ لفظ ﴿لِتَعَارَفُوْا﴾ دراصل ''لِتَتَعَارَفُوْا'' تھا۔ ایک تاء کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اس لفظ کے ذریعے خاندان اور برادریوں کے ترتیب دینے کی بنیادی وجہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، یعنی انھیں آپس کے تعارف کے لیے ترتیب دیا گیا ہے نہ کہ اونچے خاندان کی وجہ سے فخر کرنے کے لیے، فخر تو محض تقویٰ کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ﴾ [الحجرات: 13]

''بے شک تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔"

یعنی آپ صرف تقوی کی وجہ سے افضل ہو سکتے ہیں، خاندان کی بنیاد پر ہرگز نہیں۔ اس کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ تمھیں بخوبی جانتا ہے اور تمھاری دلی کیفیات سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول ہے:

اسلام کے نقطۂ نظر سے فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔ اللہ سے ہمہ وقت ڈرنے والا ہی اس کے ہاں عزیز ہے، جو اللہ سے جس قدر ڈرنے والا ہوگا اسی قدر اسے وہ زیادہ عزیز ہوگا، البتہ یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ کچھ خاندان اور قبیلے فضیلت کے حامل ہوتے ہیں، مثلاً جس خاندان میں رسولِ اکرم ﷺ کی پیدائش ہوئی، وہ عرب کے تمام خاندانوں سے افضل تسلیم کیا جاتا رہا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب کفارِ مکہ نے آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ رسالت کا عہدہ کسی مالدار اور شان و عظمت والے خاندان میں ہونا چاہیے تھا تو اللہ نے ان کے جواب میں فرمایا:

﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ [الأنعام: 124]

"اللہ زیادہ جاننے والا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے۔"

اور نبی ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

"لوگوں کی مثال معادِن (سونے، چاندی کی کانوں) جیسی ہے، اسلام کی سمجھ حاصل کرنے والوں میں بہتر وہی ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں بھی بہتر تھے۔"[1]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3253] صحيح مسلم، [2378/168]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسانی تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے برادریاں اور خاندان بنانے سے قطعاً منع نہیں کیا لیکن آپ نے ان کی وجہ سے فخر کرنے سے منع فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی نسلی اعتبار سے ایک قوم کو دوسری پر فضیلت عطا فرمائی ہے، جیسا کہ عربی لوگ اجتماعی لحاظ سے عجمیوں پر فضیلت رکھتے ہیں، اس کے باوجود اگر کوئی عربی نافرمان اور عجمی متقی پرہیزگار ہو تو وہ عجمی ہی اللہ کے ہاں اس عربی سے زیادہ عزیز ہوگا۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. تکبر کی مذمت۔
2. آباء و اجداد اور خاندانوں کو معیار بناتے ہوئے ایک دوسرے پر فخر کرنے کی مذمت۔
3. حضرت آدم اور حواء علیہما السلام سب لوگوں کے والدین ہیں۔ یہ اُن لوگوں کے خلاف دلیل ہے جو جناب آدم علیہ السلام کو ابو البشر (انسانوں کے باپ) تسلیم نہیں کرتے۔
4. اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ آدمی انتہائی قابل احترام ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔
5. ''علیم'' اور ''خبیر'' اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔
6. لوگ دو قسم کے ہیں: متقی اور گنہگار۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اخلاص

5۔ عَنِ الضَّحَاكِ بْنِ قَيْسٍ الْفِهْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: أَنَا خَيْرُ شَرِيْكٍ، فَمَنْ أَشْرَكَ مَعِي شَرِيْكًا فَهُوَ لِشَرِيْكِي، يَا أَيُّهَا النَّاسُ: أَخْلِصُوا أَعْمَالَكُمْ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَقْبَلُ إِلَّا مَا أُخْلِصَ لَهُ، وَلَا تَقُوْلُوْا: هٰذَا لِلّٰهِ وَلِلرَّحِمِ؛ فَإِنَّهَا لِلرَّحِمِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْهَا شَيْءٌ، وَلَا تَقُوْلُوْا: هٰذِهِ لِلّٰهِ وَلِوُجُوْهِكُمْ؛ فَإِنَّهَا لِوُجُوْهِكُمْ لَيْسَ لِلّٰهِ مِنْهَا شَيْءٌ» [1]

حضرت ضحاک بن قیس فہری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل اعلان فرماتے ہیں: میں سب سے اچھا شریک ہوں، جس نے میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا وہ میرے شریک کے لیے ہوگا۔ اے لوگو! اپنے اعمال محض اللہ کی رضا کے لیے کیا کرو، اللہ تعالیٰ خالص عمل کو ضرور قبول فرمالیتا ہے۔ ایسا مت کہو کہ یہ رشتہ داری کی وجہ سے بھی ہے اور اللہ کی رضا کے لیے بھی، اس صورت میں وہ (چیز) رشتہ داری ہی کے لیے ہوگی، اللہ کے لیے ہرگز نہیں ہوگی۔ ایسا بھی مت کہو: یہ (چیز) اللہ کی رضا کے لیے اور تمھاری رضا کے لیے ہے۔ وہ (چیز) ان لوگوں کی رضا کے لیے ہی ہوگی، اللہ کے لیے ہرگز نہیں ہوگی۔''

[1] شعب الإيمان [336/5]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اس بات سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی مرد وعورت کے عمل میں شرک کی ملاوٹ ہوئی اور وہ شرک کی گندگیوں (سے پاک صاف ہو کر) مثلاً تکبر اور شہرت وغیرہ سے پاک صاف ہو کر اللہ کے لیے خالص نہ ہوا تو ایسا عمل ہرگز قبول نہیں ہو سکے گا۔ بسا اوقات کچھ کام دنیوی مفاد سامنے رکھتے ہوئے غیر اللہ کی غرض سے بھی کیے جاتے ہیں، مثلاً کوئی آدمی محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اور نمود و نمائش کی غرض سے کوئی کام کر بیٹھے، جیسا کہ منافق لوگ اپنی نمازوں میں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نمازوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ﴾ [النساء: 142]

''اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں۔''

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے وعید سنائی ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ﴾ [الماعون: 4]

''نمازیوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔''

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے کافروں کو خالص ریا کار قرار دیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ﴾ [الأنفال: 47]

''اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اور لوگوں کو دکھاوا کرتے ہوئے نکلے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایسی ریا کاری کا فرضی نماز اور روزے میں کسی مومن سے صادر ہونا ہرگز ممکن نہیں، اگرچہ زکوۃ، حج اور ان کے علاوہ علانیہ طور پر کیے جانے والے ایسے اعمال میں، جن سے کسی دوسرے کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے، دِکھلاوا تو ہوتا ہے، لیکن پھر بھی اخلاص کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ایسے اعمال کے بارے میں کسی مسلمان کو قطعاً کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ بیکار ہوجائیں گے یا پھر ایسا کرنے والا اللہ کی ناراضگی اور عذاب کا حقدار ٹھہرے گا، کیونکہ کئی قسم کے اعمال ایسے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی مقصود ہوتی ہے اور دِکھلاوا بھی، ہاں اگر کسی عمل میں ریا کاری ہی بنیاد ہو تو اس وقت صحیح احادیث کی روشنی میں وہ عمل یقیناً باطل اور رائیگاں ہوگا۔

دل کو ریا کاری سے محفوظ کرنے کا طریقہ:

آپ بخوبی جان چکے ہوں گے کہ ریا کاری اعمال کی بربادی اور اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے، نیز یہ ایک تباہ کن کبیرہ گناہ ہے۔ اس سے محفوظ رہنے کے دو مقامات ہیں:

1. اسے اُن بنیادوں سے ختم کیا جائے جو انسان کو ریا کاری پر اکساتی ہیں، مثلاً کسی سے تعریف کروانے کی خاطر، کسی کی مذمت کے ڈر سے اور کسی لالچ کی بنیاد پر۔ ایسے بندے کو اس مرض کے علاج کی خاطر مندرجہ ذیل باتیں ذہن نشین کرنا ہوں گی، مثلاً ریا کاری کا نقصان، دل سے اچھائی کا ختم ہوجانا، آئندہ کے لیے اچھے کام سے محرومی، اللہ کے ہاں مرتبے کا فقدان، اس کی ناراضگی اور عذاب وغیرہ۔ بعد ازاں جب وہ لوگوں کی تعریف اور دنیاوی زیبائش کے مقابلے میں اخروی ناز ونعمت اور ثواب سامنے رکھے گا تو لازماً ریا کاری سے محفوظ ہوجائے گا، مثلاً کوئی آدمی بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زہریلے شہد کو اپنے قریب کرنا گوارہ نہیں کرتا، حالانکہ اُسے اس کی مٹھاس کا بھی بخوبی علم ہوتا ہے۔

(2) دورانِ عبادت ایسا خدشہ لاحق ہونے پر دفاع کے طریقوں کے بارے میں علم ہونا چاہیے، کیونکہ جو حرص، خودغرضی، ریاکاری اور لوگوں کی تعریف و مذمت کے احساس کو پس پشت ڈال کر اپنے دل سے جہاد کرنے لگے گا تو شیطان دورانِ عبادت بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا، بلکہ ریاکاری کے وسوسے ڈال ڈال کر اسے آمادہ کرتا رہے گا، لہٰذا اگر کسی کی نظر پڑنے کا خیال تنگ کر رہا ہو تو مقابلتاً یہ خیال لانے کی کوشش کرے کہ مجھے کسی سے کیا غرض؟ خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو، اللہ میری ہر کیفیت سے بخوبی واقف ہیں۔ کسی کے دیکھ لینے یا اطلاع پا لینے سے مجھے کیا حاصل ہوگا؟ بعد ازاں اس کی توجہ کا میلان پھر بھی تعریف کی طرف ہونے لگے تو ریاکاری کا نقصان، اللہ کی ناراضگی اور اخروی خسارے کو سامنے رکھنا چاہیے۔

حدیث پاک کے فوائد:

(1) اخلاص کی ترغیب اور ریاکاری پر تنبیہ، جو چھوٹا شرک ہے۔

(2) ثابت ہوا کہ شرک بھی چھوٹا، بڑا ہوتا ہے، اور یہ کہ ریاکاری چھوٹا شرک ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ صرف خالص عمل قبول فرماتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبادت کا معیار

6۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَوْصِنِي! فَقَالَ: «أُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ مِنَ الْمَوْتىٰ، وَاذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّوَجل عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وَعِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ، وَإِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاعْمَلْ بِجَنْبِهَا حَسَنَةً، السِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ» ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَمْلَكِ النَّاسِ مِنْ ذٰلِكَ»؟ قُلْتُ: بَلىٰ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَأَخَذَ بِطَرَفِ لِسَانِهِ، فَقُلْتَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ـ كَأَنَّهُ يَتَهَاوَنُ بِهِ ـ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلىٰ مَنَاخِرِهِمْ فِي النَّارِ إِلَّا هٰذَا» وَأَخَذَ بِطَرَفِ لِسَانِهِ.❶

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی وصیت کیجیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”عبادت ایسے کیا کرو جیسے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو، خود کو فوت شدگان میں شمار کرو، ہر شجر و حجر کے پاس اللہ کا ذکر کیا کرو، اور اگر گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً بعد میں نیکی کیا کرو، پوشیدہ کے عوض پوشیدہ اور علانیہ کے عوض علانیہ۔“ نیز فرمایا: ”کیا آپ کو وہ چیز نہ بتاؤں جو لوگوں کو اس (گناہ) سے بالکل محفوظ کر سکتی ہے؟“ میں بولا: ضرور! یا رسول

❶ **صحیح**. صحيح الترغيب والترهيب [2870]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ! آپ نے اپنی زبان کو پکڑ لیا، میں خاطر میں نہ لاتے ہوئے پھر آپ سے پوچھنے لگا تو نبی کریم ﷺ نے دوبارہ اپنی نوکِ زبان پکڑنے کے بعد فرمایا: ''یہی چیز لوگوں کو نتھنوں کے بل دھکیلتے ہوئے جہنم میں پھینکے گی۔''

تشریح:

مندرجہ بالا حدیث میں نبی کریم ﷺ کی چند وصیتوں کا بیان ہوا ہے۔ جو انھیں اپنائے گا اس کے لیے وہ دنیا و آخرت کی سلامتی کی ضامن ہیں۔

① عبادت میں اخلاص:

بلاشبہ اگر انسان کا عقیدہ ہو کہ میری عبادت، تنہائی اور اجتماعی پوزیشن سے اللہ تعالیٰ خوب واقف ہیں تو حتی الوسع عبادت کی باقاعدگی اور اخلاص میں جستجو کرنے کی کوشش کرنے لگے گا۔ مزید یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر حرکت کو نوٹ کر رہے ہیں تو لازماً آنکھ جھپکنے اور دل کی دھڑکن برابر بھی اس کی عادت کی خرابی کا امکان نہیں رہ سکتا۔ یہ عقیدہ ایک انتہائی جامع نقطۂ نظر کی حیثیت رکھتا ہے۔

② دنیا کو خیر آباد کہنے کی تیاری:

فرمانِ نبوی ہے: ''خود کو فوت شدگان میں شمار کرو'' لہٰذا دنیا کو خیر آباد کرتے ہوئے آخرت کو اپنا گھر بنانے کی فکر کرو۔ آپ اس دنیا میں مسافرانہ حیثیت سے آئے اور بالآخر اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد قبروں میں جانے والے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

''ضرور (ایک روز) دنیا رخصت ہو جائے گی اور آخرت کا استقبال کرنا پڑے گا، ان دونوں کو چاہنے والے یہاں موجود ہیں، لہٰذا آپ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دنیا کے بغیر صرف آخرت کے طلبگار بن جائے، آج حساب نہیں صرف عمل ہے۔ آئندہ عمل کی گنجائش نہیں رہے گی بلکہ حساب کا وقت ہوگا۔ آپ موت کے انتہائی قریب ہیں، آپ بے خبر ہوں گے اور وہ آپ کو دبوچ لے گی۔ آپ فوتشدگان کے لشکر کا فرد بن کر رہ جائیں گے۔ لہٰذا خود غرضی سے روگردانی کرتے ہوئے عمل کو غنیمت گردانتے ہوئے امیدوں کے پُل توڑ کر اپنی جان اللہ کے راستے میں قربان کر دینے والے کے مصداق لوگوں کے مقام تک پہنچنے کی کوشش کی جائے۔ جو شخص (آئندہ) زندہ رہنے کی امید کے باوجود اس کے لیے خاص تگ و دو کا اہتمام نہیں کرتا، وہ دنیا داروں کے مقابلے میں خود غرضی، طمع اور اس کی ذلت سے آزاد ہے۔"

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کا قول ہے:

"جب آپ کو کوئی قبر دیکھنے کا اتفاق ہو تو اُسے اپنی قبر سمجھتے ہوئے آئندہ کی زندگی کو غنیمت سمجھیے۔"

③ ہر جگہ اللہ کی یاد:

ارشادِ نبوی ہے: "ہر شجر و حجر کے پاس اللہ کا ذکر کریں" یعنی ان سے گزرتے ہوئے اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونا۔ مراد یہ ہے کہ ہر حالت میں اسے یاد رکھا جائے۔

تندرست دل کی علامات:

اللہ تعالیٰ کی یاد اور خدمتِ دین میں اکتاہٹ کا احساس نہ ہونے دینا، کسی سے خاص لگاؤ نہ ہونا، مزید برآں ہر لغزش و سستی سے دور رہنے کی کوشش کرنا، ان سب کی بنیاد تقویٰ، پامردی، کمال، پاکدامنی اور عیب و عار سے پاک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صاف رہنا ہے۔ آپ ﷺ نے تو ایسے کاموں سے بھی منع فرمایا ہے جن سے گناہوں کی طرف قدم اٹھنے کا امکان ہو۔ ارشادِ نبوی ہے:

''اگر کوئی گناہ کر بیٹھو تو فوراً اس کے بعد نیکی کر لیا کرو۔''

یہ نیکی اُسے زائل کرنے کے لیے کافی ہوگی، کیونکہ نیکیاں گناہوں کو نیست و نابود کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

4 گناہ کے عوض نیکی کرنا:

ارشادِ نبوی ہے: ''پوشیدہ کو پوشیدہ سے اور علانیہ کو علانیہ سے۔'' یعنی اگر درپردہ گناہ ہو جائے تو اس کا دفاع بھی درپردہ نیکی سے کریں، اگر گناہ علانیہ ہو تو اس کے ردعمل کے لیے علانیہ طور پر کوئی نیک کام کر کے دکھاؤ۔ یہی ایک مناسب قدم ہوگا۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ درپردہ گناہ کے کفارے کے لیے علانیہ توبہ کرنا پڑے گی، کیونکہ یہ محض غلط فہمی پر مبنی ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں:

''صغیرہ گناہ کے مقابلے میں نیک کام کرنا ہی سرّی توبہ کی حیثیت رکھتا ہے، البتہ کبیرہ گناہ کے ازالے کے لیے واضح طور پر توبہ کی ضرورت ہوگی۔''

نبی اکرم ﷺ نے ہر قسم کے گناہ سے بچنے کے لیے زبان کی حفاظت کی تلقین فرمائی ہے۔ زبان اگرچہ جسامت میں چھوٹی نظر آتی ہے لیکن جرم اور گناہ کے اعتبار سے بہت بڑی چیز ہے، مثلاً کبیرہ گناہ شرک، لاعلمی میں اللہ کی ناراضگی والا بول، بہتان طرازی، جھوٹ، چغلی، غیبت اور جھوٹی گواہی وغیرہ سب کچھ زبان کے گناہوں میں شامل ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے زبان کو پکڑ کر ارشاد فرمایا تھا: ''یہی (چیز) لوگوں کو نتھنوں کے بل دھکیلتے ہوئے جہنم میں پھینک دے گی۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ زبان کے بارے میں عموماً تنبیہ فرماتے رہتے تھے۔ جناب عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے جب آپ سے نجات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

''اپنی زبان کو قابو میں رکھا کرو۔''❶

نیز آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''جسے اللہ اور آخری دن پر ایمان ہے اُسے اچھی بات کہنا ہوگی یا خاموش رہنا ہوگا۔''❷

مزید فرمایا:

''جو مجھے اپنے جبڑوں کے درمیان والی چیز کی ضمانت دے گا، میں اُسے (اس کے عوض) جنت کی ضمانت دوں گا۔''❸

فضول اور لایعنی باتیں ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتیں، آنحضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''اسلام کا حسن اور نکھار، فضول باتوں اور کاموں کو ترک کرنے میں ہے۔''❹

اگر بات کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو وہ بات کہیں جو اچھی ہو یا پھر خاموش رہیں۔

حدیث پاک کے فوائد:

① اللہ کی عبادت اُسے دیکھنے کے انداز سے کرنے کی ترغیب اور یہ کہ ایسا انداز عبادت میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کا بڑا سبب ہے۔

---

❶ **صحیح**. سنن الترمذي، رقم الحديث [2406]

❷ صحيح البخاري، رقم الحديث [6018] صحيح مسلم [48/74]

❸ صحيح البخاري، رقم الحديث [6474]

❹ **صحیح**. مسند أحمد [201/1]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

② انسان کو فوتشدگان میں سمجھتے ہوئے موت کی تیاری کرنے کی تلقین کی گئی ہے، کیونکہ یہ چیز اللہ کے خوف، نیکیوں میں رغبت اور گناہوں سے دوری کا خاص سبب ہے۔

③ ہر جگہ، ہمہ وقت اللہ کا ذکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے جو اللہ سے ڈرنے اور اسے نہ بھولنے کا ذریعہ ہے کیونکہ یاد، بھولنے کی ضد ہے۔

④ برائی کے بعد نیکی کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ یہ اُسے مٹا ڈالتی ہے جیسا کہ احادیث میں بھی مذکور ہے۔

⑤ نبی کریم ﷺ نے خوب واضح فرما دیا ہے کہ زبان لوگوں کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے، نیز انسان کا محاسبہ بھی زبان کے نتائج اور انجام سے ہوگا کیونکہ جو زبان پر کنٹرول کر سکتا ہے وہ دیگر اعضاء پر بھی کنٹرول کر سکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذاتِ الٰہی میں غور وخوض کی ممانعت

7۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « تَفَكَّرُوا فِيْ خلقِ اللّٰهِ، وَلَا تَفَكَّرُوا فِي الْخَالِقِ » ❶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مخلوقِ خدا کے بارے میں غور وفکر کرتے رہا کرو، لیکن خالقِ کائنات کے بارے میں سوچ کے گھوڑے ہرگز نہ دوڑاؤ۔''

تشریح:

مندرجہ بالا حدیث لوگوں کو کائناتِ کی حقیقت تک پہنچنے کی تلقین کر رہی ہے، مثلاً آسمانوں کے بارے، ستاروں، ان کی گردش اور طلوع وغروب میں غور وفکر کرنا۔ زمین کے بارے، پہاڑوں، معادن، نہروں، سمندروں اور حیوانات و نباتات میں غور و تدبر سے کام لینا۔ نیز آسمان و زمین کے درمیان کی ہر چیز کو احاطۂ عقل میں لانے کی کوشش کرنا، یعنی فضا میں بادلوں کا ٹھہراؤ، ان سے بارشوں کا نزول، گرجنا اور چمکنا وغیرہ، ہر ذرے کی جُنبش میں اللہ پاک کی ہزاروں حکمتیں پنہا ہیں، جو اُس کی گواہی میں مگن اور اس کی عظمت و کبریائی کی دلیل بن کر وحدانیتِ باری تعالیٰ کا ثبوت پیش کر رہی ہیں۔ ❷

---

❶ حسن. صحيح الجامع الصغير، رقم الحديث [2976]

❷ فيض القدير [345/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر لوگوں کو اپنی نعمتوں کے بارے میں غور وفکر کرنے کی ترغیب بھی دی اور اس پر عمل پیرا ہونے والوں کی تعریف بھی کی ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾

[آل عمران: 190,191]

”بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں عقلوں والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ اَوَ لَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ وَّ اَنْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ﴾ [الأعراف: 185]

”اور کیا انھوں نے نگاہ نہیں کی آسمانوں اور زمین کی عظیم الشان سلطنت میں اور کسی بھی ایسی چیز میں جو اللہ نے پیدا کی ہے اور اس بات میں کہ شاید ان کا مقررہ وقت واقعی قریب آ چکا ہو، پھر اس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔''

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قرآن مجید سے سبق حاصل کرنے، اس میں غور وفکر اور تدبر کرنے کی انتہائی زیادہ ترغیب دی گئی ہے۔ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ غور و فکر کرنا بصیرت کی بنیاد ہے اور یہی چیز تمام علوم و معارف اور ادراکات کے لیے ایک جال اور ہتھیار کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس کی اہمیت وفضیلت کو تسلیم کرنے کے باوجود اس کے انجام وحقیقت سے بے خبر ہیں۔''[1]

اللہ کی ذات کے بارے میں غور وخوض کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہی غور وخوض عوام الناس کے لیے شیطان کی فریب کاری اور چال ہے۔

علامہ ابن الجوزی کا قول ہے:

''اس (شیطان) کی ایک چال یہ بھی ہے کہ وہ ایک عام آدمی کے پاس آکر اُسے ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں سوچ بچار کرنے پر مجبور کرتا ہے، حتی کہ وہ (آدمی) یقین کی دولت سے محروم ہوجاتا ہے۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم سوالات کی کشمکش میں آکر ایسا سوال بھی کر گزرو گے کہ ہمارا خالق اگر اللہ ہے تو اللہ کا خالق کون ہے؟''

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''خدایا! ایک روز میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عراقی آدمی پوچھنے لگا: ہمارا

---

[1] إحياء علوم الدين | 423/4]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خالق تو اللہ ہے مگر اللہ کا خالق کون ہے؟ فرماتے ہیں: میں اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس کر پکار اٹھا: اللہ کے رسول نے واقعتاً سچ فرمایا تھا۔ اللہ تو ایسا ہے جو اکیلا ہی یکتائی کے لائق اور بے نیاز ہے، جس کی اولاد ہے نہ باپ، بلکہ کوئی اس کی برابری کے لائق ہی نہیں۔[1]

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ:

ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی ہستی کے بارے میں ہرگز عقلی شہسوار نہیں بننا چاہیے۔ ابن ابی العز کا قول ہے: ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں غور و خوض کرنا، اس کی حقیقت کے بارے میں دریافت کرنا اور شک و شبہے میں ڈالنے والے خیالات کا عقیدے اور یقین سے کوئی واسطہ نہیں، یہ سبھی ناجائز ہیں، کیونکہ ارشادِ نبوی ہے:

''اللہ کی نعمتوں میں غور وفکر کرتے رہا کرو لیکن ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں ہرگز ایسی جسارت نہ کرنا۔''

نیز نبی کریم ﷺ نے ایک مومن شخص کو اللہ کے بارے میں آنے والے خیالات سے باز رہنے کی تلقین کی ہے۔ نیز کہتے ہیں:

''شیطان انسان کے ذہن میں خیال ڈالتا ہے کہ فُلاں کو کس نے پیدا کیا؟ پھر سوچتا ہے کہ اللہ نے۔ پھر خیال ڈالتا ہے: اچھا تو فلاں کا خالق کون ہے؟ پھر اللہ کا خیال آتا ہے، تیسری دفعہ پھر یہی کیفیت پیش آتی ہے، یہاں تک کہ شیطان مسلسل اُسے ان خیالات میں لگائے رکھتا ہے، بالآخر وہ یہ بھی خیال ڈالتا ہے کہ اللہ کا خالق کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جب یہاں تک نوبت پہنچ جائے تو ''أَعُوذُ

---

[1] تلبیس إبلیس [ص: 343]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم" پڑھو اور ان خیالات سے باز رہو۔"❶

آپ ﷺ نے "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم" پڑھنے کا حکم اسی لیے دیا ہے کہ یہ خیالات شیطانی ہیں، ان کے متعلق غور وخوض سے باز آ جانا ہی ان پر کنٹرول کرنے کے مترادف ہے کیونکہ ایسے خیالات انسان کی تباہی و بربادی کا سبب بن سکتے ہیں۔

بندۂ مومن کا فریضہ ہے کہ قرآن و حدیث کے بیان پر اکتفا کرتے ہوئے ایسے خیالات سے گریز کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے یہی (قرآن و حدیث) کافی ہیں۔

قرآن و حدیث سے تجاوز کرتے ہوئے مزید خیالات میں مصروف رہنا فضول تکلف اور مبالغہ آرائی کا انداز ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"مبالغہ آرائی کرنے والے تباہ ہو جائیں، گہرائی میں پڑنے والے برباد ہو جائیں، حد سے بڑھنے والوں کا کچھ نہ رہے۔"❷

نوٹ: وہ لوگ بھی اس بددعا اور حدیث کے مصداق ہیں جو اللہ کے اسماء و صفات کے بارے میں کنہ و گہرائی تک پہنچنے کی جسارت کرتے ہیں۔

حدیث پاک کے فوائد:

① ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں گہرائی تک پہنچنے کی کوشش کرنے کی مذمت اور ممانعت۔

② علم الکلام کے ناجائز ہونے کا اشارہ ہے کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ یہی علم لوگوں میں فساد اور

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [3276] صحيح مسلم [128/588]

❷ صحيح مسلم [2670/7]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تفرقہ بازی کا سبب ہے۔

③ کائناتِ باری تعالیٰ اور اس کی نعمتوں میں غور و تدبر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، کیونکہ اس عمل سے دل میں ایمان مضبوط ہو کر بڑھ جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مبالغہ آرائی شرک کا ذریعہ ہے

8۔ عن أنسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، يَا سَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِنَا، وَخَيْرَنَا، وَابْنَ خَيْرِنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «يَا أَيُّهَا النَّاس: عَلَيْكُم بِتَقْوَاكُمْ، وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، وَاللّٰهُ مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُوْنِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي أَنْزَلَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَل»[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: اے محمد! اے ہمارے سردار اور سردار کے بیٹے! ہم سے بہتر اور بہتر کے بیٹے! رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے: ”اے لوگو! تقویٰ کو لازم پکڑ لو، کہیں شیطان تم کو گمراہ نہ کر دے۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ خدا کی قسم! مجھے ہرگز اس مقام سے بلند نہ کرو جو اللہ نے مجھے دیا ہے۔“

تشریح:

مندرجہ بالا حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی مدح سرائی میں مبالغہ آرائی اور غلو کرنے کی واضح طور پر ممانعت پائی جا رہی ہے، کیونکہ یہ انسان کے حق میں شیطان کی گمراہ کن چال ہے۔ دوسری روایت میں آنحضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

---

[1] صحيح. مسند أحمد [153/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

«لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ فَقُولُوا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ»❶

''مجھے میرے مقام سے اس قدر بڑھا نہ دینا، جس قدر عیسائیوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھا دیا تھا۔ میں صرف اللہ کا بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور رسول ہی کہا کرو۔''

نبی اکرم ﷺ کی ہستی بندہ اور رسول دو خوبیوں کی حامل اور صادق مصداق ہے، لہٰذا انسان کے لیے بھی سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرتا رہے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾

[الفرقان: 63]

''اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ﴾ [الصافات: 171]

''اور بلاشبہ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے ہماری بات پہلے طے ہو چکی۔''

اگرچہ رسول ہونا انتہائی اعلیٰ مقام اور منصب ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مندرجہ بالا آیات میں بندگی کا ذکر رسالت سے پہلے کیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ عبادت و بندگی ہی ان کے لیے انتہائی عظمت و بزرگی کا سبب بنی۔ اسی مناسبت سے ایک شعر ہے:

لَا تَدْعُنِي إِلَّا بِيَا عَبْدَهَا
فَإِنَّهُ أَشْرَفُ أَسْمَائِي

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [3445]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''مجھے اس (محبوبہ) کا بندہ و غلام کہہ کر بلایا کرو کیونکہ وہ میرے لیے سب سے اچھا نام ہے۔''

یعنی جب آپ نے مجھ سے کوئی بات کہنا ہو تو فلاں عورت کا بندہ اور غلام کہہ کر آواز دیا کرو، کیونکہ یہی میرے ہاں انتہائی برگزیدہ نام ہے۔

معلوم ہوا کہ محمد ﷺ ایک بندے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ نبوت و رسالت کے ایسے منصب پر سرفراز ہیں جس کی تکذیب گوارہ نہیں، ہم دورانِ نماز آپ کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے ان الفاظ سے گواہی دیتے ہیں:

«وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»

''میں گواہ ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

اور نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے لیے انتہائی اعلیٰ وصف کا انتخاب کیا ہے۔ چونکہ انبیاء اور صالحین کے بارے میں مبالغہ آرائی کرنا نعوذ باللہ شرک کا ذریعہ بن سکتی ہے، اس لیے نبی اکرم ﷺ نے اپنی مدح سرائی میں مبالغہ آرائی کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ جناب عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والدِ محترم سے بیان کرتے ہیں:

ایک بار نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں کسی آدمی نے کسی شخص کی تعریف کرنا شروع کی، تو آپ ﷺ اُسے ڈانٹ پلاتے ہوئے گویا ہوئے: ''تو ہلاک ہو جائے! تو نے اپنے دوست کی گردن تن سے جدا کر ڈالی ہے۔'' آپ نے مندرجہ بالا الفاظ کئی بار دہرانے کے بعد ارشاد فرمایا: ''اگر آپ نے اپنے بھائی کی خدمت میں تعریفی کلمات پیش کرنا ہوں تو یہ کہنا چاہیے: میں اُسے ایسا ایسا سمجھتا ہوں، لیکن اس کی حقیقت سے واقف نہیں۔''[1]

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجه، رقم الحدیث [3744]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک کے فوائد:

1. صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت تھی۔
2. صالحین کے متعلق غلو اور مبالغہ آرائی کرنے کی ممانعت۔
3. لوگوں میں اس طرح کے شرک پیدا کرنے والا شیطان ہے۔ لہٰذا اس سے کنارہ کشی کی جائے۔
4. نبی ﷺ اس قدر بلند و بالا مقام کے حامل ہیں کہ آپ نے اپنے رب کی معرفت کا حق ادا کرتے ہوئے کسی کو اجازت نہیں دی کہ آپ کو اللہ کے عطا کردہ منصب سے فائق تر کر دیا جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت

9۔ عَنْ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُتَوَفّٰى بِخَمْسٍ لَيَالٍ، خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيكُمْ إِخْوَةٌ وَأَصْدِقَاءُ، وَإِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللّٰهِ أَنْ أَتَّخِذَ مِنْكُمْ خَلِيلًا، وَلَوْ أَنِّي اتَّخَذْتُ مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، إِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ فَلَا تَتَّخِذُوا قُبُورَهُمْ مَسَاجِدَ فَإِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ»[1]

حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پانچ رات قبل آپ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے: ''اے لوگو! تم میں چند میرے بھائی اور چند ساتھی ہیں، میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر کسی کی دوستی سے براءت کا اعلان کرتا ہوں۔ اگر میں نے کسی کو دوست بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا تھا، ویسے ہی مجھے بنا لیا ہے۔ تم سے قبل کچھ ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جنھوں نے اپنے انبیاء و

---

[1] صحیح ابن حبان [334/14]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ تم ان کی قبروں کو سجدہ گاہ نہ بناؤ، میں تمھیں ان کی قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع کرتا ہوں۔''

تشریح:

امام ابن رجب رحمہ اللہ کا قول ہے:

''ہمارے علم کے مطابق نبی اکرم ﷺ دس دن سے زیادہ عرصہ بیمار رہے اور آپ کا یہ خطبہ مرض الموت کا ابتدائی خطبہ ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی دوستی سے بیزاری کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا: جیسے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا تھا ویسے ہی مجھے بنا لیا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا دوست بن جائے، اُسے کسی دوسرے سے دوستی لگانے کی حاجت باقی نہیں رہتی۔''

علماء بتاتے ہیں کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں عطا کردہ اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم دینے کا مقصد یہ تھا کہ ان کے دل سے بیٹے کی محبت کی شدت کم ہو اور اللہ سے تعلق مضبوط ہو۔ جس کے نتیجے میں انھوں نے واقعتاً ایسا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تکمیل میں اپنے فرزند کو لٹا دیا تو اللہ نے انھیں ذبح کرنے سے منع کر دیا کیونکہ خون بہانا مقصود نہیں تھا بلکہ اپنی دوستی جانچنا مقصود تھا۔ نیز اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں بیٹے کی محبت بھی خلل انداز نہ ہو سکے۔

''خلہ'' سے مراد ایسی گہری محبت ہوتی ہے جو دل اور جسم کی ہر رگ، رگ میں رینگ رہی ہو۔ اسی مناسبت سے ایک شاعر نے کہا ہے:

قَدْ تَخَلَّلْتُ مَسْلَكَ الرُّوْحِ مِنِّيْ
وَبِهٰذَا سُمِّيَ الْخَلِيْلُ خَلِيْلَا [1]

[1] فتح الباري [554,553/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اس کی دوستی میری رگ رگ میں سرایت کر گئی ہے اور اسی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کہا گیا ہے۔''

''خلہ'' محبت کی اعلیٰ اور بلند ترین قسم ہوتی ہے۔ ہمارے علم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے صرف دو آدمیوں کے ساتھ اس طرح کی محبت کی ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ قرآن کی اس آیت میں ملاحظہ کیجیے:

﴿ وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴾ [النساء: 125]

''اور اللہ نے ابراہیم کو خاص دوست بنا لیا۔''

اور دوسرے محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، کیونکہ آپ کا ارشادِ گرامی ہے:

''اللہ نے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا تھا، ویسے ہی مجھے بھی بنایا ہے۔''[1]

مندرجہ بالا ارشادِ گرامی ان لوگوں کی جہالت و نادانی کے خلاف دلیل ہے جو کہتے ہیں: ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل اور محمد ﷺ اللہ کے حبیب ہیں۔ ایسا کہنے سے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی ہے۔ اس لیے کہ اس سے آپ کی شان و عظمت ابراہیم علیہ السلام سے کم ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز آپ کو حبیب اللہ کہنے سے اللہ کے دیگر حبیبوں سے فرق کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا گیا، کیونکہ قرآنِ مجید میں آتا ہے:

﴿ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ ''نیک لوگ اللہ کے حبیب ہیں۔''

﴿ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ ''صبر کرنے والے اللہ کے حبیب ہیں۔''

لہٰذا ان کے خیال کے مطابق تو رسول کا غیرِ رسول سے کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ ہاں یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی خلیلی کا تذکرہ اللہ نے خود کیا ہے اور محمد ﷺ کی خلیلی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبانی کروا دیا۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

---

[1] صحیح. مسلم عن جندب [532/23]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ نے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل منتخب فرمایا تھا، ویسے ہی مجھے منتخب کیا ہے۔''

اس کے بعد آپ ﷺ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے اپنی امت کو منع کر رہے، اس ممانعت میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے علاوہ ہر ایک کی قبر شامل ہے۔

مندرجہ بالا حدیث میں امت کو شرک اور اس کے اسباب دور کرنے کے بارے میں آپ ﷺ کا اظہارِ حرص بیان ہو رہا ہے، چونکہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا شرک کا سبب اور ذریعہ ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ نے امت کو اس سے محتاط رکھنے میں حریصانہ انداز اختیار کیا ہے، جو امت سے شفقت و مہربانی کی دلیل ہے۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

اعتراض: رسول اللہ ﷺ کی قبر مسجد کے درمیان میں آتی ہے، یہ ہمارے لیے اشکال کا باعث ہے، لہٰذا اسے کیسے دور کیا جا سکتا ہے؟

اس کا جواب کئی طریقوں سے ممکن ہے:

1. نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں مسجد کی تعمیر ہو چکی تھی، لہٰذا اس صورت میں تو قبر پر مسجد کی بنیاد استوار ہی نہیں ہوئی۔
2. نبی اکرم ﷺ کی تدفین مسجد کی بجائے گھر میں ہوئی تھی، لہٰذا یہاں سے صالحین کی مسجد میں تدفین کا جواز درست نہیں۔
3. جناب عائشہ اور آپ ﷺ کے دیگر حجرے صحابہ کرام کے اتفاق سے مسجد میں داخل نہیں ہوئے، بلکہ بعض صحابہ کرام کی زندگی میں تقریباً ۹۴ھ میں ایسا کیا گیا تھا، مزید یہ کہ ان چند صحابہ کرام نے اسے جائز قرار دیا تھا اور نہ اسے پسند کیا تھا، بلکہ کچھ صحابہ کرام اس کی مخالفت پر ڈٹے رہے۔ تابعین عظام میں جناب سعید بن مسیّب نے بھی اس کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کی تھی اور وہ اس کام پر راضی نہ تھے۔

4 آپ ﷺ کی قبر اگرچہ احاطۂ مسجد شامل کی گئی، لیکن وہ علیحدہ کمرے میں محفوظ ہے، اس کے اوپر کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا، مزید یہ کہ قبر والی جگہ کو مثلّث انداز میں، قبلے سے (ہٹ کر) ترچھے زاویے میں تین دیواروں کے ساتھ لپیٹ کر محفوظ کیا ہوا ہے، جبکہ رکن بھی شمالی زاویے میں ہے اور نمازی اسے قبلے کے طور پر استعمال نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ (حجرہ قبر) قبلے سے علاحدہ جانب ہے۔

مندرجہ بالا جواب سے قبر پرستوں کا اشکال دور ہو جانا چاہیے، جسے وہ بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قبر کو مسجد میں داخل کرنے کا عمل تابعین سے لے کر آج تک ایسے ہی چلا آرہا ہے اور دیگر مسلمانوں نے اسے برقرار رکھتے ہوئے انکار نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں کہ عہد تابعین میں بھی اس پر انکار ہوا تھا، لہٰذا اسے اجماع کہنا تو مناسب نہیں ہوگا، بالفرض اگر اجماع بھی مان لیا جائے تو ہمارے پہلے جواب سے قبرِ رسول کا موجودہ قبر سے کافی فرق واضح ہو جاتا ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1 جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت کا بیان۔

2 شرک کے اسباب اختیار کرنے کی شدید ممانعت۔

3 قبروں پر مساجد کی بنیادیں استوار کرنا حرام اور ممنوع ہے۔

4 نبی اکرم ﷺ کے سلیقہ گفتگو اور اظہارِ عاجزی کا بیان، آپ نے تواضع کی بنیاد پر فرمایا: ''تم میں چند میرے بھائی اور چند ساتھی ہیں۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پوشیدہ شرک سے اجتناب

10۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ؟» قَالَ: قُلْنَا: بَلٰى، فَقَالَ: «الشِّرْكُ الْخَفِيُّ، أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرٰى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ»[1]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم مسیح دجال کے ذکر میں مشغول تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: کیا میں تمھیں مسیح دجال سے زیادہ خطرناک چیز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ فرماتے ہیں: کیوں نہیں؟ آپ ﷺ فرمانے لگے: ''پوشیدہ شرک'' اور وہ یہ ہے کہ آدمی کسی دوسرے کی نظر پڑنے پر اپنی نماز خوبصورت انداز سے ادا کرنے لگ جائے۔''

تشریح:

ایک روز رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام کی محفل میں تشریف لائے تو وہ دجال مسیح کے بارے میں بحث و مباحثہ کر رہے تھے کہ وہ قربِ قیامت ظہور پذیر ہوگا، اس کا فتنہ بنی نوع انسان کی تاریخ میں سب سے ہولناک اور بڑا فتنہ ہوگا۔ ارشادِ نبوی ہے:

[1] حسن. سنن ابن ماجه، رقم الحديث [4204]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

«مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ»[1]

''جناب آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر قیامِ قیامت تک دجال سے خطرناک کوئی مخلوق نہیں ہوگی۔''

ایک روایت میں ہے:

«أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ»[2]

''دجال سے بڑھ کر کوئی معاملہ بڑا نہیں ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاءِ کرام اپنی اپنی قوم کو اس کے فتنے سے آگاہ کرتے رہے، نبی کریم ﷺ نے تو ان سب سے بڑھ کر اپنی امت کو دجال کے متعلق خبردار کر دیا ہے۔

صحیح بخاری میں جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوکر اللہ کی تعریف کرنے لگے، پھر آپ نے دجال کے بارے میں کچھ باتیں عرض کیں تو فرمانے لگے: جیسے ہر نبی اپنی اپنی قوم کے لیے نذیر تھا ویسے ہی میں بھی تمھارے لیے نذیر ہوں، البتہ میں آپ کو ایک ایسی بات سے آگاہ کرتا ہوں جو انھوں نے اپنی قوم کو نہیں بتائی تھی، وہ یہ ہے کہ وہ (دجال) بھینگا ہوگا جبکہ اللہ جل شانہ کی ذات اس خامی سے پاک ہے۔[3]

دجال کو مسیح کہنے کی وجہ:

امام ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دجال کو اس لیے مسیح کہا گیا ہے کہ اس کی ایک آنکھ کا نام ونشان

---

[1] صحیح مسلم [2946/126]

[2] صحیح مسلم [2946/127]

[3] صحیح البخاري، رقم الحدیث [3337] صحیح مسلم [169/95]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تک نہ ہوگا، اور (عربی زبان میں) جس کا ایک رخسار، آنکھ اور پپوٹے تک نہ ہوں اُسے مسیح ہی کہا جاتا ہے۔''

یاد رہے کہ یہ مسیح بمعنی ''ممسوح'' ہے جبکہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا لقب مسیح بمعنی ''ماسح'' ہے، کیونکہ وہ بیمار کو ہاتھ پھیرتے تو اللہ کے حکم سے وہ شفایاب ہوجاتا تھا۔ اور دجال ''کذاب'' کو کہا جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی توجیہ کے مطابق اسے اس لیے دجال کا نام دیا گیا ہے کیونکہ یہ اپنی دھوکہ دہی سے حق پر پردہ پوشی کرنے کی کوشش کرے گا۔ عربی زبان میں جب کسی اونٹ کو گندھک کا لیپ کر کے ڈھانپ دیا جائے تو ''دجل البعیر'' بولا جاتا ہے، یا کسی برتن پہ سونے کی ملمع سازی کر کے اسے چھپا لیا جائے تو تب بھی ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس کی تائید میں ابن درید کا قول ہے کہ وہ جھوٹ پہ جھوٹ بول کر حق کو چھپانے کی کوشش کرے گا، اس لیے اُسے دجال کہا گیا ہے۔ ایک قول کے مطابق چونکہ اس کا پوری روئے زمین پہ گشت کرنا اسے اپنے قدموں سے ڈھانپنے اور چھپانے کے مترادف ہے، اس لیے اسے دجال کہا گیا ہے۔

بہر حال معلوم ہوا کہ ایک دفعہ صحابہ کرام اس کی ہولناکی اور فتنے کے بارے آپس میں بحث و مباحثے میں مگن تھے تو نبی کریم ﷺ نے انھیں اس سے بھی زیادہ خطرناک اور بھیانک چیز کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ریاکاری ہے جو شرکِ اصغر ہے، یعنی انسان کا اپنی عبادت لوگوں کو دکھانا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مثال کے انداز میں انسان کی ایسی کیفیت کا تذکرہ فرمایا جس کا وہ عموماً شکار نظر آتا ہے۔ فرمایا کہ ''آدمی کا کسی کے دیکھنے اور غور کرنے پر اپنی نماز کو اچھے انداز میں ادا کرنا'' یعنی لوگوں میں اپنا تقدس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جمانے کی خاطر رکوع و سجود کے حسن کو دوبالا کرتے ہوئے لمبی نماز ادا کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس انداز سے انتہائی محتاط رہنے کا درس دیا ہے۔ فرمایا:

﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ [الکہف: 110]

''پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو لازم ہے کہ وہ عمل کرے نیک عمل اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔''

جو اپنے رب سے ملنا چاہتا ہے، اُسے اپنے رب کی عبادت کو ہر قسم کے شرک سے بچاتے ہوئے نیک اور صالح عمل کرنا ہوگا۔ حدیثِ قدسی ہے:

''میں تمام شرکاء سے بڑھ کر شرک سے بیزار ہو کر اعلان کرتا ہوں کہ جس نے کسی عمل میں شرک کی آمیزش کی، مجھے اس سے اور اس کے شرک سے کوئی سروکار نہیں۔''[1]

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا قول ہے:

''یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اگر عبادت میں ذرا بھر بھی ریاکاری کی ملاوٹ ہوئی تو وہ ہرگز قابل قبول نہیں، مثلاً اگر کوئی آدمی سنجیدگی سے مقام سجدہ کو تکتے ہوئے، قیام، رکوع، سجدہ اور تشہد کو محض اس لیے لمبا ادا کرے کہ لوگ مجھے دیکھ کر پکار اٹھیں: ماشاء اللہ! فلاں تو نوافل کو کثرت اور پابندی سے ادا کرتا ہے۔ تو ایسے آدمی کی نماز قطعاً قبول نہ ہوگی اور اسے نماز سے کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ اس نے اللہ کے لیے پڑھی جانے والی نماز میں لوگوں کو شامل کر لیا ہے، اللہ کو ایسی عبادت کی کوئی ضرورت نہیں۔''

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2985]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک کے فوائد:

① ایک ہولناک آفت کا تذکرہ، جو دجال کی صورت میں رونما ہوگی۔

② آدمی کے لیے دجال سے بھی زیادہ خطرناک چیز ریا کاری ہے۔

③ کوئی عملی بات سمجھانے کی خاطر مثال سے وضاحت کرنا ایک اچھا انداز ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے ما فی الضمیر کے اظہار کے لیے عمل کی صورت میں ایک چیز کو سامنے رکھا ہے، لہٰذا آپ نے ریا کاری کی مثال بیان کرنے کے لیے ایسے آدمی کو پیش کیا جو لوگوں سے تعریف اور واہ واہ کروانے کی خاطر اچھے انداز میں نماز ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

④ صحابہ کرام کی توجہ حاصل کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کا اچھا انداز، جس میں آپ ﷺ نے انھیں ہوشیار اور تیار کرنے کے لیے اپنا ما فی الضمیر بتانے سے پہلے ایک سوالیہ انداز اختیار کیا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو دجال سے بھی زیادہ خطرناک چیز کی خبر نہ دوں؟'' اس میں آپ نے اپنی گفتگو کے لیے ان کے دلوں کو تیار کرنے اور حاضر کرنے کے لیے تنبیہی کلمہ ادا کرنے کے بعد سوالیہ انداز اپنایا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دس کاموں کی وصیت

11۔ عَنْ مُعَاذٍ رضي الله عنه قَالَ: أَوْصَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ، قَالَ: « لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ، وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ، وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ، وَ إِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَ إِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَإِنْ هَلَكَ النَّاس، وَإِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتَانٌ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَاثْبُتْ، وَأَنْفِقْ عَلَىٰ عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَدَبًا، وَأَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ» ❶

جناب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ دس کاموں کی وصیت کرتے ہوئے فرمانے لگے: ”خواہ تجھے جلا کر مار ڈالا تب بھی کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔ تیرے والدین اگر تجھے اپنا اہل اور مال چھوڑنے کی تلقین کریں تب بھی ان سے تعلق نہ توڑو۔ جان بوجھتے کبھی بھی فرض نماز نہ چھوڑنا کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ کا ذمہ اس سے اٹھ جائے گا۔ چونکہ شراب ہر بدی کی ماں ہے، لہٰذا

❶ صحیح. مسند أحمد [238/5]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسے ہرگز نوشِ جان نہ کرنا۔ نافرمانی سے دور رہنا، اس لیے کہ نافرمانی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجاتے ہیں۔ میدان جنگ سے کبھی نہ بھاگنا، خواہ سب لوگ شہید ہوجائیں، اگر لوگوں میں موت کی وبا پھوٹ پڑے تو وہی رہنا۔ اپنی دولت اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا۔ ان پر ادب کی لاٹھی کا استعمال کرتے رہنا اور انھیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تلقین بھی کرتے رہنا۔''

تشریح:

نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ایسے دس اعمال کی وصیت فرمائی ہے جن میں سے کچھ کو اپنانے اور کچھ سے بچنے کا حکم ہے۔

① اگر کسی کو زبردستی شرک کی دعوت دی جا رہی ہو تب بھی افضل یہی ہے کہ زبان اور دل سے شرک کا ارتکاب نہ کیا جائے کیونکہ فرمانِ نبوی ہے:

''خواہ تجھے قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔''

ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مندرجہ بالا فرمان میں آپ ﷺ نے افضل واکمل درجے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کسی مجبور آدمی کو تکلیف و دھمکی پر کفر کو ترجیح دینے میں اتنا سخت انداز اپنایا ہے، البتہ اگر کسی بہادر آدمی کی شہادت سے اسلام میں خلا اور کمزوری آنے کا خدشہ ہو تو اس صورت میں حفاظتِ جان کے لیے شدید مار کٹائی سے بچنا یا مال کو ضائع ہونے سے بچانا افضل ہوگا، جس طرح کہ فرمانِ الٰہی بھی اس کی شہادت دے رہا ہے:

﴿ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ﴾ [النحل: 106]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص اللہ کے ساتھ کفر کرے اپنے ایمان کے بعد، سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔''

② گناہ سے بچتے ہوئے والدین کی مخالفت کے انداز میں نافرمانی کرنا زیبا نہیں، حتیٰ کہ اگر وہ تجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے یا روپے، پیسے کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرنے کا کہیں تو بھی نافرمانی درست نہیں ہوگی۔ اور یہ اس صورت میں ہے جب وہ تیرے اوپر ظلم نہ کر رہے ہوں۔

③ کسی مجبوری یا بھول جانے کے علاوہ جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑنے کا تذکرہ ہے، کیونکہ جو جانتے بوجھتے فرض نماز چھوڑ دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا و آخرت کے حوالے سے خطرے میں رہے گا۔

④ شراب پینے سے ممانعت، کیونکہ برے کاموں کے لیے عقل ایک آڑ ہوتی ہے اور عقل کو عقل کہا ہی اس لیے جاتا ہے کیونکہ یہ ایک عقلمند انسان کو نازیبا حرکات کرنے سے بچا کر رکھتی ہے، اس کے نہ ہونے سے انسان طرح طرح کی برائیوں کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شراب کو ''اُم الخبائث'' (بدیوں کی ماں) کہا جاتا ہے۔ جیسے نماز کو ''ام العبادات'' (عبادات کی ماں) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ یہ فحاشی، بے حیائی اور برائیوں سے دور رہنے کا سبب ہے۔

⑤ سب گناہوں سے دور رہنا۔ پہلے کسی ایک دو گناہ سے دور رہنے کی تلقین فرمائی تھی، اب ہر قسم کی برائی اور نافرمانی سے دور رہنے کا حکم دیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ سابقہ گناہ زیادہ نقصان دہ ہیں اس لیے انھیں خصوصی طور پر ذکر فرمایا ہے، یہ بات الگ ہے کہ ہر قسم کی نافرمانی اللہ کی ناراضگی باعث ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

6 میدان جنگ سے بھاگنے کی ممانعت۔ عموم کے بعد تخصیص کا انداز ہے، اگر چہ سب لوگ بھاگ جائیں یا شہید ہو جائیں، تب بھی مندرجہ بالا عمل سے ممانعت ہی ہوگی۔

7 وبائے طاعون کی صورت میں بھی وہاں ہی رہنا۔ اگر لوگوں میں طاعون یا کسی اور وجہ سے موتیں ہو رہی ہوں تو وہاں ہی رہنا ہوگا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"جب آپ کسی ایسے شہر میں ہوں جہاں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے، تو وہاں ہی رہو اور اگر اس قسم کے شہر میں آپ موجود نہ ہوں تو طاعون کی صورت میں اس شہر سے دور ہی رہو۔"[1]

ان دو حکموں کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے شہر میں داخل ہونے یا اس سے خروج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ اگر اس حدیث پر عمل کر لیا جائے تو گناہ سے چھٹکارا ممکن ہے، جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔

8 اپنے زائد مال کو بھی اہل و عیال پر خرچ کرنا۔ اس کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اعتدال کے ساتھ اپنی طاقت و گنجائش کے مطابق ہی خرچ کرنا چاہیے۔

9 اولاد کو ادب سکھانا۔ اس فرمانِ نبوی: "ان پر ادب کی لاٹھی استعمال کرتے رہنا" کی بنیاد پر محض سزا دینے کے لیے لاٹھی کا استعمال نہیں ہونا چاہیے، بلکہ ادب سکھانے کے لیے اُسے استعمال کرنا چاہیے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ مار پٹائی کے بغیر ادب سیکھنے کے لیے آمادہ نہ ہوں تو اس سے ہرگز چشم پوشی نہیں کرنی چاہیے۔

10 اولاد کو اللہ سے ڈراتے رہنا۔ اس کا مفہوم ہے کہ انھیں اچھے اخلاق کی

---

[1] صحيح. سنن الترمذي، رقم الحديث [1065]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترغیب دیتے ہوئے اور احکامِ الٰہی کی مخالفت کے بارے میں نصیحت و تعلیم کا انداز اختیار کر کے ڈراتے رہنا چاہیے۔ ❶

حدیث پاک کے فوائد:

1. شرک اور اس کے قریب جانے کی ممانعت، خواہ کسی مسلمان کو کچل ڈالا جائے یا جلا دیا جائے۔
2. والدین کی نافرمانی مذموم اور ممنوع ہے، اگر وہ مال و دولت لینے اور بیوی سے جدا ہونے کا مطالبہ کریں تب بھی ان کی بات ماننا واجب ہے۔
3. نماز کی اہمیت کا بیان اور یہ کہ جو اسے جان بوجھ کر چھوڑے گا وہ کافر ہے۔
4. شراب پینا مذموم اور ممنوع ہے کیونکہ یہ تمام برائیوں کی سردار ہے۔
5. ہر قسم کی نافرمانی سے بچنا ہوگا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔
6. خواہ سب لوگ شہید ہو جائیں، پھر بھی میدان جنگ سے بھاگنا گوارہ نہیں کیونکہ میدانِ جنگ سے بھاگنا اعمال کی بربادی ہے، جیسا کہ آئندہ حدیث میں بیان ہوگا۔
7. وبائے طاعون کے زمانے میں وہاں ہی رہنا ہوگا اور اس قسم کے شہر سے ہرگز نہیں نکلنا چاہیے۔
8. اہل و عیال پر خرچ کرنا اور انھیں احکامِ الٰہی کی مخالفت کرنے سے ڈراتے رہنا واجب ہے۔

---

❶ مرقاۃ المفاتیح [139,138/1]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبادات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت میں میانہ روی مستحب ہے

12۔ عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰهِ رضي اللّٰه عنهما قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّي عَلٰى صَخْرَةٍ فَأَتٰى نَاحِيَةَ مَكَّةَ فَمَكَثَ مَلِيًّا، ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَجَدَ الرَّجُلَ يُصَلِّي عَلٰى حَالِهِ، فَقَامَ فَجَمَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالْقَصْدِ ۔ثَلَاثًا۔ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا» ❶

جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ایک آدمی کے قریب سے گزرے جو ایک چٹان پر نماز ادا کر رہا تھا، آپ مکہ کی کسی بستی میں چند لمحے گزارنے کے بعد واپس آئے تو وہ آدمی ویسے ہی نماز میں مصروف تھا۔ آپ ٹھہرے، اپنے دونوں ہاتھ ملائے اور فرمانے لگے: ''اے لوگو! میانہ روی اپنایا کرو'' تین دفعہ کہنے کے بعد پھر فرمایا: ''تم تھک جاؤ گے لیکن اللہ کو اکتاہٹ محسوس نہیں ہوگی۔''

تشریح:

مندرجہ بالا حدیث عبادت میں آسانی اور اعتدال کے پہلو کی طرف اشارہ کر رہی ہے، جس کی توجیہ اس فرمان ''تم تھک جاؤ گے لیکن اللہ کو تھکاوٹ محسوس نہیں ہوگی'' میں بیان ہو رہی ہے۔ نیز اس فرمان میں یہ بھی پہلو نمایاں ہو

❶ صحیح، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 4241۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے کہ عبادت میں حد سے بڑھی ہوئی پابندی اکتاہٹ کا سبب ہوگی، جس کے نتیجے میں انسان تھک ہار کر بالکل ہی عبادت سے دست بردار ہو جائے گا۔

اس کی مزید وضاحت اس فرمانِ نبوی میں ہے:

«إِنَّ هٰذَا الدِّيْنَ مَتِيْنٌ فَأَوْغِلُوْا فِيْهِ بِرِفْقٍ»

”بے شک یہ دین انتہائی مضبوط ہے لہٰذا اس میں نرمی کو داخل کر لیا کرو۔“

نیز فرمایا:

«سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَاعْلَمُوْا أَنَّهُ لَنْ يُّدْخِلَ أَحَدُكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ» ❶

”سیدھے سیدھے اور قریب قریب رہا کرو اور بخوبی جان لو کہ کسی کو اس کا عمل ہرگز جنت میں داخل نہیں کرے گا، اور اللہ کو پسندیدہ عمل وہی ہے جو کم ہونے کے باوجود ہمیشہ کیا جاتا رہے۔“

مزید فرمایا:

«يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا، وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ» ❷

”اے لوگو! ایسے کام کو اپنا معمول بنایا کرو جو تمھارے بس میں ہو، اللہ تعالیٰ تو نہیں اکتاتا لیکن تم اکتا جاؤ گے، اور اللہ کو پسندیدہ عمل وہی ہے جو کم ہونے کے باوجود ہمیشگی والا ہو۔“

امام محب طبری رحمہ اللہ کا قول ہے:

---

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [6464] صحيح مسلم [783/218]

❷ صحيح البخاري، رقم الحديث [5523]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”کسی کام پر ہمیشگی کرنے والا ایک پابند ملازم کی طرح ہے جو ہمہ وقت اطاعت وفرمانبرداری کرتا رہتا ہے، اس لیے وہ بھی مسلسل عمل کے ذریعے احسان وخلوص کا حق ادا کرتا رہے گا، ہم اس خادم کی بات نہیں کرتے جو کچھ عرصے بعد اپنے عمل سے معزول ہو جاتا ہے، لہٰذا جب کوئی (آدمی) کسی کام کو شروع کرنے کے بعد اعراض کا انداز اختیار کرتا ہے تو سزا اور مذمت کا حقدار بھی ہوتا ہے۔“[1]

اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے سختی اور مبالغہ آرائی کو ناپسند کیا اور اس کی وجہ سے اپنے نفس پر ظلم کرنے سے منع کیا ہے۔ حدیث میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں، جن میں ایک صحیح بخاری کی روایت ہے:

”جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین آدمی نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھر آپ کی عبادت کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے تشریف لائے تو ان (ازواج مطہرات) کے بتانے پر وہ اپنی عبادت کو کم سمجھنے لگے اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ہماری کیا حیثیت ہے؟ آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ ایک کہنے لگا: میں تو تاحیات ساری رات نماز میں گزارہ کروں گا۔ دوسرا کہنے لگا: میں زمانہ بھر روزے ہی رکھتا رہوں گا کبھی ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرا کہنے لگا: میں عورتوں سے اس قدر دور ہو جاؤں گا کہ تاحیات شادی نہیں کروں گا۔ رسول اکرم ﷺ پوچھنے لگے: کیا آپ نے واقعی ایسی ایسی باتیں کہی ہیں؟ جہاں تک میری بات ہے تو درحقیقت میں تم

---

[1] فتح الباري [299/11]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سب سے زیادہ خشیتِ الٰہی رکھتا ہوں اور اس سے ڈرنے والا ہوں، لیکن میں روزہ رکھ بھی لیتا ہوں اور ناغہ بھی کر لیتا ہوں، نماز ادا بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں نے عورتوں سے شادی بھی کی ہوئی ہے، جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔''[1]

جناب عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مجھے کہنے لگا:

''کیا مجھے سچ بتایا گیا ہے کہ تم دن کو روزہ اور رات قیام میں گزارتے ہیں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ، تو آپ فرمانے لگے: آئندہ ایسا نہ کرنا، روزہ رکھنے کے بعد ناغہ کرلیا کرو اور کچھ قیام فرما کر سو جایا کرو، اس لیے کہ آپ کے جسم، مہمان، آپ کی آنکھ اور بیوی کا بھی آپ پر حق ہے، لہٰذا ہر مہینے میں بس تین روزے کافی ہیں۔ ہر نیکی کا بدلہ تجھے دس گناہ مل جایا کرے گا، اس طرح یہ زمانہ بھر کے روزے قرار پا جائیں گے، لیکن میں نے سختی کو اختیار کیا لہٰذا اب وہ مجھ پر مسلط ہوچکی ہے۔ میں کہہ بیٹھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھ میں بڑی طاقت ہے تو آپ فرمانے لگے: ''چلو پھر اللہ کے نبی داود علیہ السلام والا روزہ رکھ لیا کرو اور بس'' میں نے دریافت کیا: اللہ کے نبی داود علیہ السلام والا روزہ کیسا تھا؟ آپ ﷺ فرمانے لگے: ہر ایک دن کے وقفے پر روزہ رکھنا'' جناب عبداللہ جب بوڑھے ہوگئے تو کہتے: ہائے کاش! میں آپ ﷺ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [4776] صحيح مسلم، برقم [1401]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی پہلی بات ہی مان لیتا۔“ ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ مندرجہ بالا واقعہ رقم کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

یہی عبادت گزار جب بڑھاپے میں پکار اٹھے تھے کہ ہائے کاش! میں نے رسول اللہ ﷺ کی رخصت کو قبول کیا ہوتا۔ جب آپ ﷺ سے روزوں کے بارے میں بحث و مباحثہ کر رہے تھے تو آپ نے ان سے فرمایا: ”چلو میرے بھائی داود علیہ السلام کے روزے کی طرح ایک دن کے وقفے پر روزہ رکھ لیا کرو“ آپ ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ”داود علیہ السلام والا روزہ افضل ترین روزہ ہے“ اور زمانہ بھر کے روزے سے منع فرمایا دیا، نیز آپ نے رات کا کچھ حصہ سونے میں گزارنے کا حکم دیا اور فرمایا: ”میں قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کیے ہوئے ہوں اور گوشت بھی کھاتا ہوں، جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں۔ ❷

عبادت کے معاملے میں جو بھی اپنے نفس کو کچلنے کی کوشش کرے گا اور فرمانِ نبوی سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا اُسے پشیمانی اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا، اس کی طبیعت خراب ہوجائے گی اور ﴿حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ﴾ کے مصداق محمد رسول اللہ ﷺ کی سنتِ مطہرہ کی مخالفت کی وجہ سے خیرِ کثیر سے بھی محروم ہوجائے گا۔

آپ تو ہمیشہ امت کے لیے افضل عمل کا انتخاب کرتے رہے چونکہ تصوف و رہبانیت آپ کی بعثت کے منافی ہے، لہٰذا آپ نے ان کا بھی قلع قمع

---

❶ صحیح البخاري، رقم الحدیث [1874]

❷ صحیح البخاري، رقم الحدیث [4776] صحیح مسلم، برقم [1401]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر دیا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے مسلسل روزے رکھنے، وِصال (بغیر افطاری و سحری) والے روزے (سے بھی منع کر دیا، رمضان کے) آخری عشرے کے سوا رات بھر کے قیام، گوشت سے بے رغبتی اور نکاح کی استطاعت رکھنے والے نوجوان کو شادی کے بغیر رہنے کی اجازت نہ دی، البتہ ایسی اکثر باتوں سے واقفیت نہ رکھنے والے عبادت گزار کو معذور سمجھتے ہوئے ضرور ثواب ہوگا، جبکہ اس کے مقابلے میں ایک صاحبِ علم، جو تجاوز اور مبالغہ آرائی کا شکار ہو، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی اور وہ تکبرانہ صفت کا مالک ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین عمل وہ ہے جو تھوڑا ہونے کے باوجود تسلسل سے کیا جانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اچھے انداز سے اتباعِ سنت کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی مرضی کرتے ہوئے مخالفت کرنے سے محفوظ رکھے۔[1]

دین میں زبردستی اور تشدد سے کام لینا بدعت کی ایک قسم اور دین میں ایک نئی ایجاد ہے۔ اس سلسلے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر عمل میں تیزی اور سختی والا پہلو پایا جاتا ہے اور ہر سختی کے بعد آسانی بھی ہوتی ہے، لہٰذا جس (عمل) کی آسانی میری سنت کے مطابق ہوئی وہ کامیاب و کامران ہوگیا لیکن جس نے آسانی کے لیے کوئی اور طریقہ اختیار کیا وہ تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔[2]

سوال کیا اس فرمانِ نبوی: ''بے شک اللہ اکتاہٹ محسوس نہیں کرے گا بلکہ تم ہی اُسے گراں سمجھنے لگو گے'' کا یہ مفہوم ہوسکتا ہے کہ اللہ کی ذات میں بھی اکتاہٹ والی خامی ہے؟

---

1. سیر أعلام النبلاء [85/3]
2. صحیح ابن حبان، رقم الحدیث [11]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جواب اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی خامی کو تسلیم کرنا سراسر غلط ہے کیونکہ اکتاہٹ وگرانی ایک خامی کا نام ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بارے میں یہ بیان کرنا کہ جو اس (اللہ) سے اکتاہٹ محسوس کرنے لگے گا اللہ اس سے کتاہٹ محسوس کرے گا۔ اس کے کمال پر دلالت کرتا ہے۔

یاد رکھیے! وہ صفات جن میں کمال اور نقص دونوں (معانی) کی گنجائش ہو، انھیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کمال پر محمول کیا جائے گا کیونکہ جہاں بھی مقابلے کے طور پر ایسی صفات استعمال کی جائیں وہاں ایک قسم کا کمال اور خوبی ہی مراد لی جائے گی، جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ﴾ [النساء: 142]

''بے شک منافق لوگ اللہ سے دھوکا بازی کر رہے ہیں، حالانکہ وہ انھیں دھوکا دینے والا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ﴾ [الأنفال 30]

''اور وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر کر رہا تھا۔''

لہٰذا اللہ تعالیٰ کا دھوکہ دینے والے کو دھوکہ دینا اور مزاح کرنے والے سے مزاح کرنا بھی کمال اور خوبی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو غالب، زبردست، جاہ و جلال، کمال اور بڑی طاقتوں والی ذات ہے، اُسے کوئی عاجز و بے بس کرنے والا نہیں۔

حدیث پاک کے فوائد

① عبادت میں انتہا پسندی منع ہے کیونکہ یہی چیز عبادت سے روگردانی کا سبب بن سکتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

2. بہترین عبادت وہ ہے جو کمی و زیادتی سے بالا رہ کر اعتدال کے ساتھ کی جائے۔
3. نبی کریم ﷺ کا صحابہ کرام کو عبادت میں عمدگی اور دلچسپی پیدا کرنے کی تربیت دینا۔
4. نبی پاک ﷺ کی بیدار مغزی اور فراست کہ آپ نے آدمی کو نماز کی حالت میں دیکھ کر کچھ عرصے کے لیے نظر انداز کرنے کے بعد دوبارہ اسی حالت میں دیکھ کر اسے خبردار بھی کیا اور اس کے بعد سب لوگوں کو عبادت کے معاملے میں اعتدال اور میانہ روی کی تلقین بھی کی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسنون نماز سیکھنا واجب ہے

13۔ قَالَ أَبُوْ حَازِمِ بْنُ دِيْنَارٍ: إِنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُوْدُهُ؟ فَسَأَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ، وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، أَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى فُلَانَةَ۔ امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ۔: «مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ» فَأَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هَاهُنَا، ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلَيْهَا، وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِي» [1]

ابوحازم بن دینار فرماتے ہیں کہ کچھ آدمی سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس منبرِ رسول کی لکڑیوں کے بارے میں پوچھنے کے لیے تشریف لائے تو انھوں نے بتایا: اللہ کی قسم! مجھے یقیناً ان کے بارے میں علم ہے کہ وہ کون سی تھیں۔ میں اس دن کو بھی بخوبی جانتا ہوں جس دن اُسے رکھا گیا اور آپ ﷺ اس پر جلوہ افروز ہوئے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [917]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کسی عورت کا نام لے کر بتایا کہ آپ ﷺ نے اسے پیغام بھجوایا: ''اپنے بڑھئی غلام سے میرے لیے منبر بنانے کا کہو، جس پر بیٹھ کر میں (بآسانی) لوگوں سے ہم کلام ہوسکوں'' اس (عورت) کے حکم پر وہ ''غابہ'' (نامی) جنگل کے درختوں کی لکڑیوں سے بنا کر اُسے لے آیا، تو وہ (عورت) آپ ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوگئی، پھر آپ نے اُسے وہاں رکھنے کا حکم صادر فرمایا، پھر میں نے آپ کو اس پر نماز پڑھاتے ہوئے بھی دیکھا، آپ ﷺ نے اسی پر تکبیر کہنے اور رکوع کرنے کے بعد تھوڑا سا پیچھے آ کر منبر کی پہلی سیڑھی کے پاس سجدہ کیا، دوسری دفعہ پھر ایسا ہی کیا۔ فارغ ہونے کے بعد لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمانے لگے: ''میں نے تمھیں اپنی نماز سکھانے کے لیے ایسا کیا ہے تاکہ تم میری پیروی کرسکو اور میری نماز جان لو۔''

تشریح:

جب لوگ منبرِ رسول ﷺ کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے کہ وہ کس قسم کی لکڑی سے بنا ہوا تھا تو سہل بن سعد ساعدی کے پاس پوچھنے کے لیے تشریف لائے، انھوں نے بتایا کہ انھیں اس بارے میں بخوبی علم ہے بلکہ وہ تو اس منبر کی آمد والے دن اور اس دن کو بھی بخوبی جانتے ہیں جس دن آپ نے اس پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ نیز اس کی جگہ اور اس پر بیٹھنے کے دن سے بھی واقف ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے پورا واقعہ بیان کیا کہ آپ ﷺ نے ایک ایسی خاتون کو پیغام بھجوایا جس کا غلام بڑھئی تھا، فرمایا: ''میرے لیے اپنے بڑھئی غلام سے منبر بنانے کا کہو، جس پر بیٹھ کر میں (بآسانی) لوگوں سے ہم کلام ہو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سکوں"، یعنی لوگوں کو وعظ و نصیحت اور خطبہ دینے کے لیے اس کا سہارا لے سکوں۔ یہ حدیث مساجد میں منبر رکھنے کے استحباب کی دلیل ہے، تاکہ کوئی خطیب اس پر جلوہ افروز ہو کر لوگوں کو دیکھتے ہوئے انھیں اپنی بات اچھے انداز سے سنا اور پہنچا سکے اور لوگ بھی اس کا مشاہدہ کر سکیں۔ اس کے بعد انھوں نے بیان کیا ہے کہ جب منبر رکھ دیا گیا تو آپ اس کی اونچی سیڑھی پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے۔ وہاں پر آپ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا، جب سجدے کا وقت آیا تو منبر سے نیچے (آ کر) سجدہ کیا۔ دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا، نماز سے فارغ ہو کر فرمانے لگے:

"میں نے تمھیں اپنی نماز سکھانے کے لیے ایسا کیا ہے تاکہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز جان لو۔"

یعنی صحابہ کرام بآسانی مشاہدہ کر سکیں کیونکہ آپ ایک پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» ❶

"نماز ایسے پڑھا کرو جیسے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔"

چنانچہ آپ ﷺ پہلی صف والوں اور سب لوگوں کو دکھانے کے لیے اس عالی شان مقام پر کھڑے ہوئے جو اتنی بلند جگہ تھی کہ سب لوگ بآسانی آپ کا مشاہدہ کر سکتے تھے۔

اس حدیث سے ایک یہ بھی دلیل ملتی ہے کہ دورانِ نماز تھوڑا سا آگے، پیچھے ہونے سے کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی کیونکہ آپ ﷺ دورانِ نماز ہی منبر پر چڑھے بھی اور اترے بھی، جو اس عمل کے جواز کی دلیل ہے، نیز ایسا کرنے سے

---

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [631]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نماز پر کوئی خدشہ مرتب نہیں ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ جب سجدہ کرنے لگتے تو قبلہ کی جانب کوملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے پیچھے کی جانب نیچے آ کر زمین پر سجدہ کرتے اور اس دوران میں لوگوں سے متوجہ نہ ہوتے تھے، کیونکہ آپ دورانِ نماز قبلہ کی جگہ کو مدنظر رکھتے تھے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ منبر کی تین سیڑھیاں تھیں، کچھ میں ہے کہ دو سیڑھیاں تھیں، جنھیں ملانے سے یہ مفہوم واضح ہوتا ہے کہ تین سیڑھیاں تھیں، البتہ جو اس سیڑھی کو شمار نہیں کر سکا جس پر آپ بیٹھا کرتے تھے، وہ دو سیڑھیوں کا قائل ہے۔[1]

حدیث پاک کے فوائد

1. یہ واضح ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر منبر لکڑی سے بنا ہوا تھا۔
2. لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے منبر سے اوپر، نیچے کی طرف حرکت میں کوئی حرج نہیں۔
3. مساجد کے ائمہ کرام کے لیے ایک ترغیب کا پہلو پایا جاتا ہے کہ وہ بھی لوگوں کو عملاً نماز کا طریقہ سکھائیں اور سکھانے کے لیے محض بتانے پر بس نہ کریں بلکہ عملاً اس کی تعلیم کا اہتمام کریں۔

---

[1] عبد المحسن العباد، شرح سنن أبي داود [214,213/6]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اول وقت میں نماز کی فضیلت

14۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا» قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «بِرُّ الْوَالِدَيْنِ» قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ» فَمَا تَرَكْتُ أَسْتَزِيْدُهُ إِلَّا إِرْعَاءً عَلَيْهِ» [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے بہترین عمل کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کونسا ہے؟ فرمایا: ''نماز کا وقت ہوجانے پر اُسے ادا کر لینا۔'' کہتے ہیں: میں نے عرض کی: اس کے بعد کونسا ہے؟ فرمایا: ''والدین سے اچھا برتاؤ کرنا'' کہتے ہیں: میں نے پھر عرض کی: اس کے بعد کونسا ہے؟ فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا'' اس کے بعد میں آپ سے مزید پوچھنے سے احتراماً باز آ گیا۔''

تشریح:

مندرجہ بالا حدیث اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کی مختلف فضیلتوں کی نشاندہی کر رہی ہے۔ ایمان لانے کے بعد بہترین اور زیادہ ثواب والا عمل نماز کو اول وقت میں ادا کرنا ہے یعنی اسے اول وقت میں ادا کرنے کی پابندی کرنا۔ اس

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [262] صحيح مسلم [85/137]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیت کریمہ: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ﴾ [البقرۃ: 238] ''سب نمازوں کی حفاظت کرو'' میں بھی اس کام کا پابند ٹھہرایا گیا ہے، لہٰذا خیال رکھنے کا مطلب ہوا کہ اس کی فضیلت کے ضائع ہونے کے خوف سے اول وقت میں ادا کیا جائے، اس حدیث میں اس کی جلد تعمیل کرنے کے بارے میں ترغیب کا انداز نمایاں ہے۔

بہترین عمل اول وقت میں نماز کی ادائیگی ہے کیونکہ یہی چیز بندے اور رب کے مابین بہت بڑا تعلق، دین کا ستون اور انبیاء کرام کے لیے ایک قلعے کی حیثیت رکھتی ہے جو ایسے کمالات کو شامل ہے جو کسی میں نہیں پائے جاتے، اسی لیے کسی نے کہا ہے:

> ''نماز دل کی پاکیزگی ہے، غیب کے دروازوں کی چابی ہے، جن کی بدولت بھیدوں کا انکشاف ہوتا ہے اور روشنیاں مزید روشن ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کا ڈھانچہ کیا خوب اور ترتیب کس قدر انوکھی اور اچھی ہے، جیسے جنت کے محلات سونے چاندی کی اینٹوں اور کستوری کے لیپ سے تعمیر کیے گئے ہیں، ویسے ہی نماز بھی تلاوتِ قرآن کریم، رکوع اور سجود کی اینٹوں اور ''سبحان اللہ، الحمد للہ'' کے لیپ سے ترتیب دی گئی ہے۔''[1]

اول وقت کی نماز ایمان کے حسن و توانائی کی دلیل اور آخرت میں انسان کی نجات کے بعد جنت میں داخلے کی بشارت ہے۔ جناب ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اِفْتَرَضْتُ عَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَعَهِدْتُ عِنْدِي عَهْدًا أَنَّهُ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ أَدْخَلْتُهُ

[1] فیض القدیر [213/1]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِيْ ›› ❶

''اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کر دی ہیں اور یہ پختہ عزم کر لیا ہے کہ جو بھی انھیں وقت کا خیال رکھتے ہوئے ادا کرے گا، میں اُسے جنت میں ضرور داخل کروں گا، اگر کسی نے ان کا خیال نہ رکھا تو اس سے میرا کوئی وعدہ نہیں۔''

آج کے مسلمان اس مسئلے کو نظر انداز کرتے ہوئے نماز کو اول وقت سے لیٹ کر دیتے ہیں جو ایک شیطانی چال ہے۔ اگر کوئی آج کے روز نماز کو اول وقت سے لیٹ کر دے گا تو ممکن ہے کہ کل کے روز اُسے بالکل ہی چھوڑ دے۔ یہ ایک ایسی حرکت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ڈراتے ہوئے خبردار کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴾ [مریم: 59]

''پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ان کی جگہ آئے جنھوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے تو وہ عنقریب گمراہی کو ملیں گے۔''

جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اسے تلاوت کر کے فرمانے لگے:

''اسے بھلانے کا مطلب ترک کرنا (چھوڑنا) نہیں بلکہ تاخیر مراد ہے۔'' ❷

اسی لیے تو صحابہ کرام کو اول وقت میں نماز ادا کرنے کی جستجو ہوا کرتی تھی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

---

❶ حسن. سنن ابن ماجه، رقم الحديث [1152]

❷ تفسير ابن كثير [129/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''جسے قیامت کے روز بحالتِ اسلام اللہ سے ملاقات کا شوق ہے، اُسے ان نمازوں کا ضرور خیال رکھنا ہوگا خواہ کہیں بھی ان کا وقت آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی کے لیے سنن ہدایت کو ہی شریعت بنایا تھا اور یہ (نمازیں) سننِ ہدایت کا حصہ ہیں، اگر تم گھروں میں نماز ادا کرنے کو اس طرح معمول بنا لو جس طرح کوئی پیچھے رہنے والا اپنے گھر ہی میں ادا کر لیتا ہے تو اپنے نبی کی سنت کے تارک ہو جاؤ گے، اگر تم اپنے نبی کے طریقے سے دور ہو گئے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ کوئی بھی وضو کرنے والا جب اچھی طرح وضو کرنے کے بعد مسجد کی طرف چل دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ایک نیکی لکھ کر ایک درجہ بلند کرتے ہوئے اس کے ایک گناہ پر قلم پھیر دیتے ہیں۔ عہد نبوی میں ہم میں سے جو نماز باجماعت کی ادائیگی سے پیچھے رہ جاتا تھا اسے پکا منافق تصور کیا جاتا رہا حتی کہ ایک آدمی کو دو آدمیوں کے کندھوں کے سہارے صف میں داخل کیا جاتا تھا۔''[1]

نماز کے بعد بہترین عمل والدین سے اچھا برتاؤ کرنا ہے۔ یعنی شریعت کے مطابق چلتے ہوئے ان کی بات کو تسلیم کیا جائے اور ان سے احسان کا انداز اختیار کیا جائے۔ امام عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حقوق اللہ میں بہترین عمل نماز اور حقوق العباد میں بہترین عمل والدین سے احسان ہے۔ لہٰذا تمام عزیز و اقارب سے بڑھ کر یہی دو ہستیاں اچھے برتاؤ کی زیادہ حقدار ہیں۔

اسی لیے اللہ عزوجل نے اپنے شکر کے ساتھ ہی ان کے شکر کا ذکر بھی فرمایا ہے:

---

1 صحیح مسلم، رقم الحدیث [654]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ﴾ [لقمان: 14]

''کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی خوشنودی اور ناراضگی کو اپنی خوشنودی اور ناراضگی کا سبب قرار دیا ہے۔ جناب عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رب کی رضا باپ کی رضا میں اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔''

اس کے بعد اللہ کے راستے میں دینی شعائر کو بلند اور اجاگر کرنے کے لیے مال و جان سے جہاد کرنا ہے۔ والدین کی اجازت کی بنیاد پر جہاد کے حلال ہونے کی وجہ سے اسے (والدین سے احسان کو) جہاد والے عمل سے پہلے بیان کیا ہے نہ کہ بہتر ہونے کی وجہ سے، کیونکہ جہاد ہی تو ایمان کی سربلندی کا ذریعہ ہے، جس کی وجہ سے جہاد فضیلت والا عمل قرار پایا ہے، لہٰذا جہاد کا والدین کی اجازت پر موقوف ہونا اس (والدین سے احسان کرنے) کے افضل اور بہتر ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا، جس کی بے شمار مثالیں ہیں۔ شریعت کی مخالفت میں والدین کی فرمانبرداری کو مدنظر رکھنا، احسان کے زمرے میں شامل نہیں بلکہ گناہ ہوگا، لہٰذا انسان کا فریضہ ہے کہ جو حکم اس کے دین سے ٹکرائے اس سے دور رہے اور جو اس کے مطابق ہو اس کی تعمیل کرے۔

ابو عبیدہ بن جراح کے اسلام لانے کے بعد کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ جب ان کا باپ گمراہی پر قائم رہا اور اپنی سرکشی میں محو رہا تو انھوں نے اللہ اور رسول کی بات تسلیم کرتے ہوئے بدر کے روز اپنے باپ کا سر تن سے جدا کر کے آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دیا اور ان پر ذرا بھر رحم نہ کھایا اور نہ کوئی شفقت ہی ان کے دامن گیر ہوسکی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا تین اعمال کے سوا کسی اور عمل کو اس لیے نہیں پیش کیا گیا کہ جو ان کا خیال رکھے گا وہ لازماً ان کے سوا دیگر اعمال کا خیال بھی رکھا کرے گا اور جو انھیں نظر انداز کرے گا وہ دیگر کو کیا سمجھے گا؟ جو نماز کو دین کا ستون سمجھنے کے باوجود ضائع کر ڈالے گا اُسے کسی دوسرے عمل کی کیا پرواہ ہوگی اور جو والدین کو پورا حق نہ دیتے ہوئے انھیں اپنے اچھے برتاؤ سے محروم رکھے گا، ظاہر ہے وہ دوسروں سے اس سے بھی برا سلوک کرے گا۔ اسی طرح جو دین سے بھرپور بغاوت کرنے والے کافروں سے خوف کھائے، وہ ان کے علاوہ فاسقوں سے جہاد کیسے کر سکے گا؟[1]

حدیث پاک کے فوائد

① نماز کی اہمیت اور اول وقت میں اس کی فضیلت۔

② والدین سے اچھے برتاؤ کی ترغیب۔

③ جہاد کی ترغیب اور یہ کہ وہ افضل ترین عمل ہے۔

④ نفع بخش اعمال کے بارے میں صحابہ کرام کی جستجو۔

⑤ عبداللہ بن مسعود کا نبی اکرم ﷺ کے مزاج کا خیال رکھتے ہوئے بکثرت سوالات کرنے سے گریز کر کے آپ کا احترام کرنا۔

[1] فیض القدیر [213/1]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام کو آسانی اپنانی چاہیے

15۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا. فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَضِبَ فِي مَوْعِظَةٍ قَطُّ أَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَأَيُّكُمْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيُوجِزْ، فَإِنَّ مِنْ وَرَاءِهِ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ» [1]

حضرت ابومسعود انصاری فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ سے کہنے لگا: فلاں (امام) کے لمبی نماز پڑھانے کے باعث میں فجر کی نماز بعد میں ادا کرتا ہوں، جس کے نتیجے میں آپ کو اس قدر غصہ آیا کہ میرے خیال کے مطابق میں نے آپ کا اتنا غصہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: ''اے لوگو! تم میں سے بعض (لوگوں میں) نفرت پھیلا رہے ہیں، ہر امام مختصر امامت کروایا کرے، کیونکہ اس کے پیچھے عمر رسیدہ، کمزور اور ضرورت مند موجود ہوتے ہیں۔''

تشریح:

یہ امام سنت سے ثابت شدہ امامت سے لمبی امامت کروایا کرتے تھے تو

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [706] صحيح مسلم [466/172]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ کو غصہ آ گیا کہ اس قسم کے امام تو لوگوں کو اللہ کے دین سے دور کرنے کا سبب ہیں۔ اس آدمی نے لوگوں سے یہ نہیں کہا تھا کہ فجر کی نماز ادا نہ کیا کرو، بلکہ اس نے سنت سے ہٹ کر لمبی نماز پڑھانے کی وجہ سے لوگوں کو متنفر کرنے کی کوشش کی تو لوگ متنفر ہونے شروع ہو گئے۔

اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اگر کوئی آدمی نفرت دلانے والی بات کہے بغیر ہی لوگوں کو اللہ کے دین سے متنفر کرنے والا انداز اختیار کرے تو وہ اللہ کے دین سے نفرت دلانے کے زمرے ہی میں شامل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات جب رسولِ اکرم ﷺ نے کوئی شرعی کام کرنا ہوتا تو محض فتنے اور نقصان کے خدشے سے اُسے نظر انداز کر جاتے، مثلاً آپ کا دل چاہا کہ کعبہ کو ابراہیمی بنیادوں پر استوار کر دیا جائے لیکن فتنے کے ڈر سے ایسا نہ کر سکے۔ آپ نے سفر میں روزہ رکھا ہوتا اور صحابہ کرام کی روزے کی وجہ سے مشقت و تنگی پر نظر پڑتی تو ان کی آسانی کی خاطر روزہ افطار کر لیتے۔

انسان کی جستجو یہ ہونی چاہیے کہ لوگ بغیر کسی شرعی تنگی کو سامنے رکھنے کے خوشی، آسانی اور آرام سے اللہ کے دین کو قبول کر لیں، اور یہی چیز آپ ﷺ کی سیرت میں شامل ہے۔

اس حدیث میں ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اُس امام کے فعل سے غضبناک ہو گئے۔ نیز یہ اشارہ بھی مل رہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ کی حرمت کی پامالی کی بنیاد پر ہی دورانِ وعظ غضبناک ہوا کرتے تھے۔

جناب جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب آپ ﷺ جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو کر آواز اور غصہ عروج کو پہنچ جاتا، معلوم ہوتا کہ آپ کسی لشکر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے خبردار کر رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ وہ صبح ہوتے ہی حملہ آور ہوگا یا شام کو حملہ آور لشکر آنے والا ہے۔“ [1]

اس کے بعد آپ ﷺ نماز میں تخفیف کرنے کی وصیت فرمارہے ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ بعض مقتدی کمزور اور ناتواں ہوتے ہیں، ان میں کچھ بیمار اور ضرورت مند بھی ہیں اور کچھ اپنے وعدے کے مطابق جانا چاہتے ہیں یا کوئی کسی کا انتظار کر رہا ہوگا، لہٰذا کسی امام کا لوگوں پر شریعت سے بڑھ کر بوجھ ڈالنا جائز نہیں ہوگا۔

البتہ نماز سنت کے مطابق پڑھائی جانی چاہیے، خواہ کوئی غضبناک ہو یا راضی، جسے سنت راضی نہیں کر سکتی اُسے اللہ بھی راضی نہیں کرے گا، اتباع سنت کی ہونی چاہیے، غیرِ سنت کی نہیں۔

اس معاملے میں تین قسم کے امام پائے جاتے ہیں:

ایک قسم تو کوتاہی کا شکار ہے، وہ مقتدیوں کو مسنون کام بھی نہیں کرنے دیتے اور جلد بازی کا شکار ہیں، یہ غلطی پر ہیں اور گناہگار ہیں، انھوں نے امامت کی امانت کا حق ادا نہیں کیا۔

تیسری قسم حد سے گزری ہوئی ہے، جو لوگوں پر گرانی کا باعث ہے، جیسے یہ اکیلا ہی نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ (امام) حد سے لمبی قراءت، رکوع، سجود، رکوع کے بعد اور بین السجدتین حد سے زیادہ کھڑے ہوتے اور بیٹھے رہتے ہیں، یہ بھی غلطی پر ہے اور اپنے نفس پر ظلم کر رہا ہوتا ہے۔

تیسرے نمبر پر وہ آدمی ہے جو لوگوں کو نماز سنت کے مطابق پڑھاتا ہے۔ یہ بہترین قسم ہے اور اسی نے ہر لحاظ سے امانت کا حق ادا کیا ہے۔

---

[1] صحیح. سنن النسائي، رقم الحدیث [1578]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک کے فوائد

1. لوگوں کو اللہ کے دین سے دور کرنے پر تنبیہ کی گئی ہے۔
2. نبی کریم ﷺ کا عوام الناس پر نرمی کرنا اور یہ کہ آپ ﷺ اللہ کے فرمان کے مطابق بے حد مہربان ہیں۔
3. دورانِ نماز تخفیف مستحب (اچھا) ہے۔
4. تمام حالات خصوصاً نماز میں ضرورت مندوں اور کمزوروں کا خیال رکھنے کی ترغیب۔
5. ہر چیز میں صحابہ کرام کی نبی کریم ﷺ سے پوچھنے کی جستجو تھی، جو ان کی وسعتِ علمی اور علم وتقویٰ کے لحاظ سے بہترین لوگ ہونے کی دلیل ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نفلی نماز گھر میں مستحب ہے

16۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اتَّخَذَ حُجْرَةً ـ قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: مِنْ حَصِيرٍ ـ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى فِيهَا لَيَالِيَ، فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: «قَدْ عَرَفْتُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ، فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ»[1]

جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں چٹائی کا ایک خیمہ تعمیر کرنے کے بعد چند راتیں اس میں قیام فرمانے لگے، تو چند صحابہ کرام بھی آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے لگے، جب آپ کو ان (کی اقتدا) کے بارے میں پتہ چلا تو آپ رُک گئے۔ پھر ان کے قریب جا کر فرمانے لگے: ”میں آپ کے فعل (کام) سے بخوبی واقف ہو چکا ہوں، لہٰذا اے لوگو! آئندہ اپنے گھروں میں نماز ادا کیا کرو، کیونکہ آدمی کا اپنے گھر میں فرض نماز کے علاوہ نفلی نماز ادا کرنا بہترین نماز قرار پاتا ہے۔“

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے ماہِ رمضان میں مسجد میں ایک خاص مقام پر چٹائی کا

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [731]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حجرہ نما ایک خیمہ بنایا، تاکہ نفلی نماز کی ادائیگی کے دوران میں ایک تو کوئی آگے سے نہ گزر سکے اور دوسرا یہ کہ دلی میلان اس طرف ہو کر خشوع، خضوع میں اضافے کا سبب بن سکے، لہٰذا اگر اسے ہمیشہ کے لیے بنا کر نمازیوں پر تنگی ڈالنا مقصود نہ ہو تو (مندرجہ بالا حدیث) اس کے جواز کی دلیل ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز ادا کرنے کے لیے رات کو اسے بنا لیتے اور بوقتِ دن بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے، جیسا کہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، جسے امام بخاری و مسلم نے بیان کیا ہے۔ فرماتی ہیں کہ آپ ماہِ رمضان کو اس حجرے میں چند راتیں نماز ادا کرتے رہے۔

ملا علی قاری کے قول کے مطابق آپ ﷺ فرائض اور تراویح کی جماعت میں شامل ہونے کے لیے باہر تشریف لاتے، یہاں تک کہ آپ پر لوگوں کا ہجوم ہوگیا۔ ''فَأْتَمُّوا بِهِ'' کے بارے میں ابن حجر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مذکورہ الفاظ (امام کے) حجرے کے اندر ہونے پر بھی اقتداء کی گنجائش رکھتے ہیں، یہ ایک بحث طلب مسئلہ ہے، جس کے ثبوت کے لیے نصِ صریح کی ضرورت ہے۔ لیکن میرا موقف یہ ہے کہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے حجرے میں موجود ہونے کی حالت میں اقتدا کی تھی، جس کی تائید میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ''الأدب المفرد'' میں ان الفاظ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ آ کر اس میں نماز ادا کرنے لگے تو چند آدمی آپ کی تلاش میں نکلے، بالآخر آپ کو ڈھونڈ کر جماعت میں آپ کی نماز کی اقتداء کرنے لگے....۔

نیز بخاری کی حضرت عائشہ والی روایت بھی یہی مفہوم پیش کر رہی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے معمول کے مطابق رات کو اس حجرے میں نماز ادا کر رہے تھے، جو چٹائی سے بنا ہوا تھا، حجرے کی دیوار چھوٹی ہونے کے باعث

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام کی نظریں آپ ﷺ کی شخصیت کو تکنے لگی۔ بالآخر وہ آپ کی نماز کے ساتھ نماز کی ادائیگی میں مصروف ہو گئے۔

بعض علمائے کرام کا کہنا ہے کہ جو واقعہ جناب زید بن ثابت کی روایت سے ثابت ہوتا ہے وہ اس واقعے سے الگ ہے۔ واللہ اعلم

البتہ آپ کا مسجد میں (نفلی) نماز ادا کرنا ایک توجہ طلب معاملہ ہے، کیونکہ اس عمل سے آپ ﷺ اس افضلیت کے تارک نظر آرہے ہیں جسے حاصل کرنے کے لیے آپ لوگوں سے کہا کرتے تھے:

''(نفلی) نماز اپنے گھروں میں ادا کیا کرو۔''

اس اشکال کو دور کرنے کے لیے ہمارے سامنے چند پہلو نمایاں ہیں:

پہلے نمبر پر تو یہ نماز اس سے علیحدہ ہے، کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک نمازِ تراویح کی ادائیگی مسجد ہی میں بہتر ہے، جیسا کہ آئندہ بھی اس پر بات ہوگی۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ آپ بحالتِ اعتکاف تھے اور اعتکاف کرنے والا مسجد میں بھی نماز ادا کر سکتا ہے۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ جب آپ نے اسے حجرہ نماز بنا لیا تو وہ خصوصیت کے لحاظ سے گھر کا درجہ ہی رکھتا ہے۔

ایک پہلو یہ بھی ہے کہ نفلی نماز گھر میں ادا کرنے سے ریا کاری کے شامل نہ ہونے کی وجہ سے افضل قرار پائی ہے، جبکہ نبی اکرم ﷺ ہر حالت میں ریا کاری سے پاک ہیں۔

آپ کے فرمان: ''اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو'' کا مطلب ہوگا کہ وہ نوافل ادا کیا کرو جن کی جماعت مشروع نہیں اور مسجد کے ساتھ خاص نہیں۔ اور یہ حکم استحباب پر محمول ہے۔

ملا علی قاری کا قول ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ'' سے ثابت ہونے والی فضیلت، اسلام کے شعاری نوافل، مثلاً عید، گرہن اور استسقاء کی نمازوں کے سوا ہر قسم کے نوافل اور سنتوں کو شامل ہے۔''

بعض شوافع کا قول ہے کہ مندرجہ بالا حدیث ان نوافل کو شامل ہے، جن کی جماعت کروانا مشروع ہے اور نہ مسجد کے ساتھ خاص ہیں، جیسے تحیۃ المسجد۔

امام نووی کا قول ہے: (آپ نے) ریا کاری سے بچنے کے لیے گھر میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دی ہے، اور اس لیے بھی کہ گھر کے بابرکت ہونے کی وجہ سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور شیطان بھی بھاگ جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث نمازِ تراویح کے گھر میں افضل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس کا پسِ منظر وہ رمضان والی نماز تھی جو آپ کی مسجد میں ادا کی گئی تھی اور اگر یہی نماز آپ کی مسجد کی نسبت گھر میں افضل ہوتی تو کسی اور مسجد میں اس کی ادائیگی کیسے افضل ہوسکتی ہے؟ لہٰذا نمازِ تراویح کے مسجد میں افضل ہونے والا اکثر علماء کا موقف اس حدیث کے خلاف ہے، کیونکہ اس حدیث کا پسِ منظر ہی نمازِ تراویح ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کی فرضیت کے خدشے سے ایسا فرمان صادر فرمایا تھا۔ اب آپ کی وفات سے وہ خدشہ نہیں رہا، لہٰذا علت مانعہ بھی زائل ہوگئی ہے، جس کے پیشِ نظر اب اس کی ادائیگی مسجد میں افضل قرار پاچکی ہے کیونکہ آپ بھی اسے چند راتیں مسجد میں ادا کرتے رہے اور جناب عمر بن خطاب نے اسے معمول بنا دیا اور اب تک مسلمانوں کا عمل ایسے چلے آرہا ہے، چونکہ یہ بھی اسلام کی ظاہری علامت ہے، لہٰذا اس کا معاملہ بھی نمازِ عید جیسا ہوگا۔

علامہ سندھی فرماتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اگر اسے اسلام کے شعار سے تصور کیا جائے تو تب اسے مسجد میں ادا کرنا افضل ہوگا۔'' واللہ تعالیٰ اعلم

لہٰذا حدیث کے مطابق قیامِ رمضان باجماعت ادا کرنا مستحب (اچھا، بہتر) ہوگا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے بعد اب ایسا خدشہ نہیں رہا، یہی وجہ ہے کہ جناب عمر بن خطاب نے لوگوں کو ابی بن کعب کے پیچھے جمع ہونے کی تلقین کی تھی، جس کا بیان آئندہ آرہا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے تین قسم کے پہلو نمایاں ہوتے ہیں:

1. جب کوئی بڑا آدمی اپنے پیروکاروں کے خلافِ عادت کسی کام کا ارتکاب کرے تو مناسب انداز سے ان کے سامنے اپنے عذر، فیصلے اور حکمت کو بیان کردینا چاہیے۔
2. آپ ﷺ اپنی امت پر شفیق و رؤوف کی حیثیت رکھتے ہیں۔
3. خرابی کے خوف سے کسی مصلحت کو چھوڑ کر اہم مصلحت کو مدنظر رکھنا۔[1]

حدیث پاک کے فوائد

1. نبی اکرم ﷺ کا فرض نماز کے علاوہ کسی اور نماز کے فرض ہوجانے کے خوف و خدشے سے امت پر اندازِ شفقت و محبت۔
2. آدمی کا فرضی نماز کے سوا دیگر نمازیں گھر میں ادا کرنا باعثِ فضیلت ہے۔
3. صحابہ کرام کا آپ ﷺ کی اقتداء کرنا، خیر کے کاموں میں ان کی دلچسپی ظاہر کرتا ہے۔

---

[1] مرقاۃ المفاتیح [311/4]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمازِ چاشت اور وتر کی وصیت

17۔ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ حَتّٰى أَمُوْتَ: صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحٰى، وَنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ. ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میرے خلیل (نبی اکرم ﷺ نے) مرتے دم تک تین کام کرنے کی وصیت فرمائی: ہر ماہ تین روزے رکھنا، نماز چاشت اور سونے سے قبل وتر ادا کرنا۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ کی یہ وصیت مندرجہ بالا تین اعمال کی اہمیت اور قدر و منزلت کی دلیل ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ''میرے خلیل'' کہنے سے آپ کے فرمان: ''اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا۔'' کی خلاف ورزی لازم نہیں آتی، کیونکہ وہ الفاظ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہیں نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے۔ یہاں نبی اکرم ﷺ کی طرف سے خلیل بنانے کی نفی ہے اور ابوہریرہ کی طرف سے اثبات ہے۔ اگر بالفرض نبی اکرم ﷺ نے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو خلیل بنایا ہوتا تو اعتراض درست تھا۔ ❷

ان وصیتوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [1178] صحيح مسلم [721/85]

❷ عبد المحسن العباد، شرح سنن أبي داود [91,90/8]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

① ہر ماہ تین روزے رکھنا: یہ ہر اسلامی مہینے کے تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں دن کا روزہ ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''ہر مہینے کے تین روزے زمانہ بھر کے روزوں کے برابر ہیں، جو ایام بیض ہیں (یعنی) تیراں، چوداں، پندراں کی صبح۔''[1]

② نمازِ چاشت کو معمول بنانا: اس کا وقت سورج کی ایک نیزہ بلندی سے شروع ہو کر زوال تک رہتا ہے، لیکن سورج کے خوب بلند ہونے اور شدتِ حرارت تک اسے لیٹ کرنا مستحب (اچھا) ہے۔ جناب زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ قباء والوں کے پاس گئے تو وہ چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں دھوپ کی حرارت سے گرمی محسوس کریں تو ''صلاۃ الأوابین'' کا وقت ہو جاتا ہے۔''[2]

امام مسلم وغیرہ نے چاشت کی فضیلت میں جناب ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''صبح ہوتے ہی ہر جسمانی جوڑ کے بدلے صدقہ کرنا تمھارا حق بنتا ہے۔ لہٰذا ہر قسم کی تسبیح (پاکیزگی بیان کرنا) تحمید (تعریف کرنا) تہلیل (لا إلہ إلا اللہ کہنا) تکبیر (بڑھائی کرنا) کرنا صدقہ ہے، نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہیں اور ان سب کا نعم البدل چاشت کے وقت پڑھی جانے والی دو رکعتیں ہیں۔''[3]

---

[1] حسن. سنن النسائي، رقم الحديث [2420]

[2] صحیح مسلم [748/144]

[3] صحیح مسلم [27/84]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

③ سونے سے قبل وتر ادا کرنا: سونے سے پہلے وتر پڑھنے میں کچھ تفصیل ہے، اگر کسی کو آخر شب بیدار ہونے پر اعتماد نہ ہوتو سونے سے پہلے ہی وتر کا اہتمام کرنا ہوگا اور اگر آخر شب بیدار ہونے کا اعتماد ہوتو رات کا آخر وقت موزوں ہے۔ اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کے فرامین درج ذیل ہیں:

''وتر رات کی نماز کے آخر میں ادا کیا کرو۔'' ❶

نیز فرمایا:

''قیام اللیل جوڑا جوڑا ہے۔ اگر کسی کو صبح کے طلوع ہونے کا خدشہ ہوتو محض ایک رکعت کی ادائیگی گزشتہ نماز کو وتر بنا دے گی۔'' ❷

اور وتر رات کی ابتداء، انتہاء اور درمیان سب میں ہوسکتا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ ﷺ وتر رات کے آغاز، آخر اور درمیان میں ادا کیا کرتے تھے، حتی کہ آپ کا وتر سحری تک چلا جاتا اور وفات سے پہلے عموماً آخر شب وتر ادا کرتے رہے۔

لہٰذا جسے آخر شب بیدار ہونے کی امید ہو، اُسے آخر شب ہی وتر ادا کرنا چاہیے اور جسے امید نہ ہو اسے سونے سے پہلے ہی ادا کر لینا چاہیے، تاکہ نیند وغیرہ کے غلبے کی وجہ سے وتر رہ نہ جائے۔ ❸

حدیث پاک کے فوائد

① نبی اکرم ﷺ کا صحابہ کرام کو نفع بخش امور کی تعلیم دینے کا اہتمام کرنا۔

② نبی اکرم ﷺ کی فقاہت کی بین دلیل کہ آپ نے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [472] صحيح مسلم [751/151]

❷ صحيح البخاري، رقم الحديث [990] صحيح مسلم [794/154]

❸ عبد المحسن العباد شرح سنن أبي داود [90/8]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسروں سے الگ کچھ کاموں کی وصیت فرمائی، جو دوسروں کو نہیں فرمائی۔

3 ہر ماہ کے تین روزوں کی ترغیب دینا۔ راجح بات یہی ہے کہ اس حدیث میں ان کا تعین نہیں، لہٰذا مہینے کے کسی بھی تین دنوں کے روزے رکھنا درست ہوگا۔ البتہ مہینے کے درمیان تیراں، چوداں اور پندراں کا روزہ رکھنے کی تاکید الگ حدیث سے ثابت ہے۔

4 کوئی صحابی، نبی اکرم ﷺ کو اپنا خلیل کہہ سکتا ہے لیکن نبی ﷺ کا کسی صحابی کو خلیل کہنا ثابت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیل منتخب کر لیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قیام اللیل کی ترغیب اور اس کے فوائد

18۔ عن بلال رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ، وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللّٰهِ، وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ، وَتَكْفِيْرٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ» ❶

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''قیام اللیل کو اپنا معمول بناؤ کیونکہ یہ تم سے قبل کے صالحین کا طریقہ و معمول رہا ہے اور یقیناً رات کا قیام اللہ کے قریب کرنے، گناہ سے دور کرنے، گناہوں کو مٹانے اور بدن سے بیماری ختم کرنے کا باعث ہے۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو قیام اللیل یعنی تہجد کی نماز کی وصیت کرنے کے بعد اس کی وجہ یوں بیان کی کہ یہ صالحین کی سیرت و کردار کا حصہ ہے جو ایک پرانی عادت چلی آرہی ہے، سابقہ باکمال شخصیتیں اس پر ہمیشگی کرتی رہیں اور اس کی فضیلت کو سمیٹنے میں بھرپور کوشاں رہیں۔

اسی طرح یہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ ایک روایت میں ہے:
''یہ تمھیں تمھارے پروردگار کے انتہائی قریب کرتا ہے۔''

❶ صحیح. سنن الترمذي، رقم الحديث [3549]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ گناہ سے باز کرتا ہے۔ اور ''گناہوں کو مٹانے'' کا مطلب ہے کہ انسان میں ایک خوبی پیدا ہوجاتی ہے، جو گناہوں کے کفارے کا کام سرانجام دیتی ہے۔ اور ''بدن سے بیماری دور کرنے کا سبب ہے'' سے مراد یہ ہے کہ بندہ بیماری سے دور رہتا ہے۔

قاضی عیاض کا قول ہے:

''اس کا مطلب ہے کہ قیام اللیل سے ایسا قرب نصیب ہوتا ہے جو تمھیں رب تعالیٰ کے نزدیک کرنے کا سبب ہوگا اور ایسا کمال حاصل ہوجاتا ہے جو تمھیں گناہوں اور حرام چیزوں سے کوسوں دور کردے گا۔ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ﴾ [العنکبوت: 45]

''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔''

ابن الحاج کا قول ہے:

''قیام اللیل میں چند فوائد پنہا ہیں، ایک تو گناہوں کو ایسے جھاڑتا ہے، جیسے تیز ہوا درخت سے خشک پتے جھاڑ دیتی ہے، دل کو اجالا اور چہرے کو حسن بخشتا ہے، کاہلی رفع کر کے جسم کو چست و چوکس کرتا ہے اور آسمانوں پر فرشتوں میں اس کا مقام یوں ہوتا ہے جیسے ہمارے سامنے کے بیش بہا چمکنے دمکنے والے ستارے کا ہوتا ہے۔''[1]

قیام اللیل کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ

[1] فیض القدیر [463/462/4]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [السجدة: 17,16]

''ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور طمع کرتے ہوئے پکارتے ہیں اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے، اس عمل کی جزا کے لیے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

نیز پرہیز گاروں کی تعریف میں فرمایا:

﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [الذاریات: 18,17]

''وہ رات کے بہت تھوڑے حصے میں سوتے تھے۔ اور رات کی آخری گھڑیوں میں وہ بخشش مانگتے تھے۔''

اور اللہ کے بندوں کی تعریف میں فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا﴾ [فرقان: 64]

''اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے رات گزارتے ہیں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ''فَضْلُ قِيَامِ اللَّيْلِ'' کے عنوان سے باب باندھ کر جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ کی حیات اقدس میں اگر کسی کو خواب آتا تو وہ اُسے آپ سے بیان کرتا، میں نے بھی چاہا کہ خواب دیکھ کر آپ کو سناؤں گا، میں بھرپور نوجوان تھا اور عہد رسالت میں مسجد میں ہی سوتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہا، میں نے خواب دیکھا کہ گویا دو فرشتے مجھے پکڑ کر آگ کی طرف لے گئے، جس کی منڈیر کنویں کی منڈیر جیسی تھی اور اس میں میرے جانے پہچانے افراد بھی تھے، میں کہنے لگا: ''أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ'' فرماتے ہیں، اس کے بعد ایک اور فرشتے سے ملاقات ہوئی تو مجھے کہنے لگا: ڈریے نہیں!''

میں نے یہ خواب حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا، جس پر انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے بھی بیان کیا ہے تو آپ فرمانے لگے: ''عبداللہ اچھا انسان ہے، اسے رات کو قیام کرنا چاہیے'' اس (واقعہ) کے بعد وہ رات کو کم سویا کرتے تھے۔ ❶

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''فرض نماز کے بعد افضل ترین نماز رات کی نماز ہے۔'' ❷

قیام اللیل میں نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ:

① قیام کا انداز:

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک رات میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے لگا تو آپ اتنی دیر قیام میں رہے کہ میں بُری سوچ کا شکار ہوگیا، ہم نے پوچھا: وہ کونسی؟ فرمانے لگے: میرا دل کیا کہ میں نبی ﷺ کو چھوڑ کر بیٹھ جاؤں۔'' ❸

حافظ ابن حجر کا قول ہے:

مندرجہ بالا حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ کو لمبا قیام اللیل

---

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [1070]

❷ صحيح مسلم، رقم الحديث [1163]

❸ صحيح البخاري، رقم الحديث [1084] صحيح مسلم، رقم الحديث [737]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پسند تھا، حتی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی اقتدا سے دلچسپی رکھنے اور طاقتور ہونے کے باوجود کھڑے نہ رہ سکے اور لمبے قیام کے بعد بیٹھنے کا عزم کر بیٹھے۔ ❶

۲۔ تعدادِ رکعات:

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''کوئی آدمی آپ ﷺ سے دریافت کرنے لگا، اے اللہ کے رسول ﷺ! قیام اللیل کیسے ادا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: ''جوڑے کے انداز میں، اگر آپ کو صبح کے طلوع ہونے کا خدشہ ہو تو صرف ایک رکعت ہی ادا کر لیجیے۔'' ❷

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نبی اکرم ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں ادا کرتے تھے، جن میں ایک رکعت وتر کی اور دو رکعات فجر کی شامل ہوتیں۔'' ❸

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نبی کریم ﷺ نماز عشاء کی فراغت سے لے کر فجر سے پہلے پہلے گیارہ رکعات اس انداز سے ادا کرتے کہ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت سے وتر ادا کر لیتے۔'' ❹

۳۔ قیام کا وقت:

جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

❶ فتح الباري [19/3]

❷ صحيح البخاري، رقم الحديث [1076]

❸ صحيح البخاري، رقم الحديث [1089]

❹ صحيح مسلم، رقم الحديث [736]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ کسی مہینے کے اس قدر روزے چھوڑ دیتے کہ ہمیں خیال آتا کہ آپ روزے نہیں رکھیں گے اور بسا اوقات اس قدر روزے رکھتے کہ ہمیں خیال آتا کہ آپ وقفہ نہیں کریں گے۔ اور رات کو قیام کی حالت میں بھی نظر آتے اور سوئے ہوئے بھی۔“ [1]

فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ رات کے آغاز، درمیان اور آخر میں قیام فرماتے تھے، جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو بخوبی علم تھا کہ اللہ کے ہاں پسندیدہ قیام کونسا ہے۔ جناب عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کو داود علیہ السلام کا روزہ اور نماز سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، وہ نصف شب سونے کے بعد دو تہائی قیام فرما کر پھر سو جاتے تھے، اور روزہ ایک دن کے وقفے پر رکھتے تھے۔“ [2]

امام مہلب کا قول ہے: داود علیہ السلام خود کا بہت خیال کرتے تھے، رات کا ابتدائی حصہ سو کر، اُس وقت قیام کے لیے بیدار ہو جاتے جس میں اللہ تعالیٰ پکار لگاتے ہیں: ”کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کی حاجت برآئی کروں؟“ پھر قیام کی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے بقیہ رات سو کر آرام فرماتے، بعد والی نیند کا وقت سحری ہوتا تھا، یہ انداز تھکاوٹ دور کرنے کے لیے آرام دہ ہے، اس لیے سب سے پسندیدہ قرار پایا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

”اللہ تو نہیں اکتائے گا، تم اکتا جاؤ گے۔“ [3]

---

1. صحيح البخاري، رقم الحديث [1090]
2. صحيح البخاري، رقم الحديث [1089] صحيح مسلم، برقم [1159]
3. صحيح البخاري، رقم الحديث [1100] صحيح مسلم، رقم الحديث [786]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تو ہمیشہ فضل و احسان کرتا رہتا ہے، البتہ مندرجہ بالا انداز اس لیے سب سے زیادہ آسان ہے کہ قیام کے بعد کچھ دیر کے لیے آرام فرما لینا، جسم کی سستی دور کرنے کے بعد راحت بخشتا ہے اور بیداری کی تھکاوٹ دور کرتا ہے، نیز صبح کی عبادت اور دن کے وظائف بخوشی انجام پاتے ہیں کیونکہ آخر میں تھوڑا سا آرام فرمانے سے طاقت بحال ہو کر رنگ میں نکھار آ جاتا ہے، جس سے اس کا ماضی والا عمل مزید مخفی ہو جاتا ہے، لیکن صبح تک بیدار رہنا اتنا مناسب نہیں، ابن دقیق العید نے بھی انھیں فوائد کی طرف اشارہ کیا ہے۔[1]

امام ابن قدامہ مقدسی کا قول ہے:

''جان لینا چاہیے کہ جسے آسانی سے قیام کی توفیق نصیب ہو چکی ہے وہ تو بہت خوب ورنہ دراصل قیام اللیل ایک مشکل اور گراں امر ہے جس میں آسانی کے لیے دو قسم کے اسباب ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں: ظاہری اور باطنی۔

ظاہری اسباب درج ذیل ہیں:

1. زیادہ کھانے سے پرہیز کیا جائے۔ بعض علماء کا قول ہے:

''اے قیام اللیل کے طلبگارو! بسیار خوری سے پرہیز کیا کرو، جس کی وجہ سے پیاس کم لگے گی، چنانچہ نیند بھی کم آئے گی اور خسارہ بھی کم ہوگا۔''

2. بوقت دن مشقت کے کاموں سے پرہیز کیا جائے تاکہ تھکاوٹ کم ہو۔
3. قیلولے (دن کو سونے) کو معمول بنایا جائے، یہ بھی قیام اللیل کے لیے معاوِن ہے۔
4. گناہوں سے حتی الوسع پرہیز کیا جائے۔

[1] البحر الرائق [130,129]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام ثوری رحمہ اللہ کا قول ہے:

”مجھے ایک گناہ کے ارتکاب نے پانچ ماہ تک قیام اللیل سے محروم کیے رکھا۔“

باطنی اسباب درج ذیل ہیں:

① مسلمانوں کے بارے میں دل صاف رکھنا، بدعات اور دنیا کے فضول کاموں سے دور رہنا۔

② امیدیں کم کرکے دل میں ہمیشہ خوف پیدا کیے رکھنا۔

③ قیام اللیل کی فضیلت مدنظر رکھنا۔

④ سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی جائے اور دورانِ قیام اپنے رب سے مناجات اور مشاہدے کا انداز اپنا کر ایمان کو مضبوط کرنا کیونکہ مناجات کا انداز ہی لمبے قیام کی طرف راغب کرتا ہے۔

امام ابوسلیمان رحمہ اللہ کا قول ہے:

”قیام اللیل کرنے والوں کو دورانِ قیام اتنی زیادہ خوشی ہوتی ہے، شاید اتنی خوشی کھیلنے والوں کو اپنے کھیل سے نہ ہوتی ہو اور اگر قیام اللیل نہ ہوتا تو میں قطعاً دنیا میں رہنا پسند نہ کرتا۔“

صحیح مسلم میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان مروی ہے:

”ہر رات ایک لمحہ ایسا آتا ہے جس میں کوئی مسلمان کسی خیر کا بھی سوال کرے تو وہ اسے حاصل ہو جاتی ہے۔“[1]

حدیث پاک کے فوائد

قیام اللیل کی ترغیب۔

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [757]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

② قیام اللیل صالحین کی خوبی اور خصلت ہے۔

③ قیام اللیل گناہوں اور بیماریوں کو نیست و نابود کر ڈالتا ہے۔

④ قیام اللیل عظیم ترین عبادت ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کے روز طہارت کا اہتمام

19۔ عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاؤُا فَقَالُوا: يَا ابن عَبَّاسٍ، أَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّهُ أَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِمَنِ اغْتَسَلَ، وَمَنْ لَّمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ، وَسَأُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدَأَ الْغُسْلُ، كَانَ النَّاسُ مَجْهُودِينَ، يَلْبَسُونَ الصُّوفَ، وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ، وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ، إِنَّمَا هُوَ عَرِيشٌ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمٍ حَارٍّ، وَعَرِقَ النَّاسُ فِي ذٰلِكَ الصُّوفِ، حَتّٰى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ، آذَى بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الرِّيحَ، قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوا، وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطِيبِهِ» قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ جَاءَ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ، وَلَبِسُوا غَيْرَ الصُّوفِ، وَكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ، وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُؤْذِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ» [1]

عکرمہ فرماتے ہیں کہ چند عراقی لوگ آ کر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنے لگے: کیا جمعہ کا غسل واجب (ضروری) ہے؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں! ہاں غسل بہتر اور پاکیزگی کا ذریعہ ضرور ہے،

[1] حسن. سنن أبي داود، رقم الحديث [353]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

البتہ اگر کوئی غسل نہ کر سکے تو ضروری بھی نہیں۔ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ اس غسل کی ابتدا کیسے ہوئی تھی؟ لوگ اُونی لباس پہن کر، اپنے اوپر بوجھ لاد کر محنت، مزدوری کیا کرتے تھے۔ مسجد چھوٹی سی تھی اور چھت اونچا نہ ہونے کی وجہ سے تنگی محسوس ہوتی تھی، ایک دفعہ گرمیوں کے روز رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو لوگوں کا پسینہ اونی لباسوں میں بہنے کی وجہ سے بو کی کیفیت پیدا ہوچکی تھی، جو ایک دوسرے کے لیے باعث تکلیف تھی۔ آپ ﷺ نے جب ایسی بُو محسوس کی تو فرمانے لگے: ''اے لوگو! آئندہ اس روز غسل کر کے بہترین تیل اور خوشبو لگا کر آیا کرو۔'' عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: پھر مال کی فراوانی ہوئی، غیر اونی لباس پہنے جانے لگے، کام سے چھٹکارا مل گیا، مسجد وسیع ہوگئی اور وہ بدبو بھی جاتی رہی جو پسینے کی وجہ سے ایک دوسرے کے لیے تکلیف دہ تھی۔''

تشریح:

جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس عراقیوں کا وفد جمعہ کے غسل کے واجب ہونے کے بارے میں دریافت کرنے آیا تو انھوں نے فرمایا: یہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور غسل کرنا باعثِ طہارت اور فضیلت ہے۔ پھر غسل انھوں نے کی ابتدا کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا: لوگ کام سے تھکے ہارے اُسی کیفیت اور انھیں کپڑوں میں بدبوسمیت جمعہ کی ادائیگی کے لیے آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''آئندہ اس روز غسل کر کے آنا۔'' جس سے غسل کی تلقین مقصود تھی۔

جس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ غسل کا حکم بدبو دور کرنے کے لیے دیا گیا تھا، جب بدبو نہ ہونے کی وجہ سے تنگی کا ازالہ ہوگیا تو غسل بھی لازم نہ رہا۔ کیونکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آدمی کی محنت، مزدوری کی وجہ سے پیدا ہونے والی بدبو ختم کرنا مقصود تھا۔ لہٰذا اگر ایسی کیفیت نہ ہو تو بے غسل کو جمعہ سے روکنے کی کوئی دلیل نہیں۔ لیکن جمعہ کے غسل کے مستحب ہونے کے باوجود اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے، خواہ بدبو کا امکان نہ بھی ہو تب بھی آدمی کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے البتہ نہ کرنے سے گناہ ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ یہ مستحب (اچھا) عمل ہے، واجب (ضروری) نہیں۔

ایک دفعہ جناب عمر رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو وہ کہنے لگے: یہ کونسا وقت ہے آنے کا؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے جونھی اذان سنی، جلدی سے وضو کر کے آ گیا ہوں۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ بغیر غسل کے آئے تھے اس لیے عمر رضی اللہ عنہ تعجباً فرمانے لگے: بس وضو ہی! اور انھیں دوبارہ واپس جا کر غسل کرنے کا حکم نہیں دیا، اگر واجب ہوتا تو ضرور ایسا ہوتا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مستحب (اچھا) ہے۔

نیز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول بھی حجت ہے کہ یہ واجب نہیں، مستحب ہے۔ مزید انھوں نے غسل کا سبب اور بنیادی وجہ سے بھی آگاہ کر دیا، وہ سبب یہ تھا کہ صحابہ کرام اُسی کیفیت میں تشریف لے آتے تھے، جس کی وجہ سے بدبو محسوس ہونے لگتی، ان کا کوئی خادم نہیں ہوتا تھا، وہ خود ہی اپنے خادم ہوا کرتے تھے۔[1]

حدیث پاک کے فوائد

1. جمعہ کے روز پاک، صاف ہو کر خوشبو کے استعمال کی ترغیب۔
2. لوگوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے غسل کے بارے میں اس لیے پوچھا تھا کہ اس کے واجب اور مستحب ہونے کے بارے میں اختلاف تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا موقف واجب ہونے کا بھی ہوگا۔

---

[1] عبد المحسن العباد، شرح سنن أبي داود [11,10/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

③ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وسعت علمی کا بیان، وہ صرف قرآن کے مفسر نہیں تھے بلکہ حدیث اور اس کے اسباب سے بھی خوب واقفیت رکھتے تھے۔

④ ان صوفیوں کا رد ہوتا ہے جو زہد وتقویٰ کی علامت سمجھتے ہوئے اونی لباس کا استعمال کرتے ہیں، یہ کسی طرح بھی درست نہیں۔

⑤ نبی اکرم ﷺ اونی، غیر اونی دونوں طرح کا لباس استعمال کرتے تھے۔

⑥ جب صحابہ پر مال کی فراوانی ہوئی تو انھوں نے اونی لباس چھوڑ دیا تھا۔

⑦ اگر اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اونی لباس پہنا جائے تو بدعت ہوگا، کیونکہ آپ ﷺ نے بطور تقرب اونی لباس پہننے کا حکم نہیں دیا۔

⑧ اگر وہ اظہارِ زہد وتقویٰ کے لیے اونی لباس کا استعمال کرتے ہیں تو یہ ریاکاری کے زمرے میں آئے گا۔ اگر وہ ایسی نیت نہیں بھی رکھتے، لیکن خود کو مشہور کرنے کے لیے پہنتے ہیں، پھر بھی نبی اکرم ﷺ نے شہرت والے لباس سے منع فرمایا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دورانِ نماز چند کاموں کی ممانعت

20۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِثَلَاثٍ، وَنَهَانِي عَنْ ثَلَاثٍ؛ أَمَرَنِي بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى كُلَّ يَوْمٍ، وَالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَنَهَانِي عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيْكِ، وَإِقْعَاءٍ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ، وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ.[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین کاموں کا حکم دیا اور تین کاموں سے منع فرمایا: ''روزانہ چاشت کی دو رکعتوں، سونے سے قبل وتر ادا کرنے اور ہر ماہ تین روزے رکھنے کا حکم دیا اور مرغ کی طرح ٹھونک مارنے، کتے کی طرح بیٹھنے اور لومڑ کی طرح اردگرد مڑ کر دیکھنے سے منع فرمایا۔''

تشریح:

پہلے تین احکام کے بارے میں تو سابقہ حدیث میں گفتگو ہوئی ہے، البتہ یہاں آپ ﷺ نے دورانِ نماز تین قسم کے مذموم کاموں سے منع فرمایا ہے:

① مرغ کی طرح ٹھونک مارنا۔ ایک روایت میں ''کوے کی طرح ٹھونک مارنا'' کے الفاظ ہیں، جن سے نماز کو اس قدر چھوٹا کرنے کی طرف اشارہ ہے جس قدر مرغ یا کوا کچھ کھانے کے لیے اپنی چونچ زمین پر رکھ کر اٹھا لیتا ہے۔[2]

---

[1] حسن. مسند أحمد [311/2]

[2] بدر الدين عيني، شرح سنن أبي داود [278/2]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

② کتے کے بیٹھنے کی طرح بیٹھنا۔ بیٹھنے کے جس انداز سے منع کیا گیا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ پنڈلیوں اور رانوں کے اندرون ملا کر چوتڑ اور ہاتھ زمین پر جما لینا۔

امام مسلم وغیرہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: ''دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا آپ کے نبی کی سنت ہے۔''

امام طاؤس فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ نام کے صحابہ کو اس طرح بیٹھتے دیکھا ہے۔ حافظ ابن حجر نے ان کی سندوں کو صحیح قرار دیا ہے اور ساتھ ہی بیٹھنے کی کیفیت یوں بیان کی ہے کہ پاؤں کھڑے کر کے ان پر بیٹھنا جس سے سب اختلاف رفع ہو جاتے ہیں۔

نیز امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اقعاء (بیٹھنے) کے دو انداز ہیں:

① چوتڑ اور ایڑیوں سے ملا کر گھٹنے زمین پر رکھنا۔ اسی طریقے کو عبداللہ بن عباس نے بیان کیا ہے۔

ایسے ہی عبداللہ نام کے سب صحابہ بیٹھتے رہے اور دو سجدوں کے درمیان جس کے مستحب ہونے کی امام شافعی نے بھی وضاحت فرمائی ہے، لیکن بہتر اور صحیح انداز افتراش یعنی مندرجہ بالا طریقے کو اپناتے ہوئے پاؤں کے بالائی حصے زمین سے پیوست کرنا ہے۔ اس کے راوی بھی زیادہ ہیں، اور یہ طریقہ نمازی کے لیے آسان اور نماز کی صورت کے حسن کو دوبالا کرتا ہے۔

② پنڈلیوں اور رانوں کے اندرون ملا کر چوتڑ اور ہاتھ زمین پر جما لینا، اس طرح بیٹھنے سے احادیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔[1]

---

[1] مرقاة المفاتیح [224/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

③ لومڑ کی طرح ارد گرد مڑ کر دیکھنا۔ یہ ایک بُری حرکت اور خشوع کے منافی امر ہے، جبکہ نمازی تو اپنے رب تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دورانِ نماز گردن پھیر کر دیکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ فرمانے لگے:

''اس سے شیطان آدمی کی نماز سے چوری کرتا ہے۔''[1]

یہ وہ انداز ہے جب صرف چہرہ پھیرا جائے، اگر سارا جسم پھیر کر قبلہ ہی تبدیل کر لیا جائے تو بالاتفاق نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ قبلے کی طرف ہونا واجب ہے۔[2]

حدیث پاک کے فوائد

① نبی اکرم ﷺ کا جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مذکورہ بالا کاموں کا حکم دینا، جن کا بیان پہلے بھی ہو چکا ہے۔

② دورانِ نماز مرغ کی طرح ٹھونگ مارنے کی ممانعت۔ جس سے نبی کریم ﷺ کا مقصود ہے کہ سجدہ جلدی جلدی نہ کیا جائے بلکہ اطمینان وسکون سے کیا جائے۔

③ تشہد میں پنڈلیاں اور رانیں ملا کر چوتڑ اور ہاتھ زمین پر رکھنے کی ممانعت۔

④ دورانِ نماز گردن پھیر کر دیکھنے کی ممانعت۔ ایک اور حدیث کے مطابق یہ شیطان کے چوری کرنے کا انداز ہے۔

---

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [751]

❷ صحيح مسلم [479/20]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رکوع اور سجدے میں تلاوتِ قرآن کی ممانعت

21۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ السِّتَارَةَ، وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ، أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِداً، فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّوَجَلَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ»[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (آخری ایام میں) نبی اکرم ﷺ نے پردہ ہٹا کے دیکھا تو لوگ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھے کھڑے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! اچھے خواب کے سوا نبوت کی کوئی چیز باقی نہیں رہی، جو مسلمان خود دیکھ لے یا اس کے بارے کسی کو دِکھا دیا جائے۔ خبردار! مجھے رکوع اور سجدے میں قرآن کی تلاوت سے منع کیا گیا ہے، لہٰذا رکوع میں رب تعالیٰ کی تعظیم اور سجدے میں حتی الوسع دعا کیا کرو کیونکہ یہ مقام قبولیت کے لائق تر ہے۔''

تشریح:

مندرجہ بالا حدیث نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری ایام کی ہے،

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [479/207]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب بیماری نے آپ پر گرانی کی کیفیت طاری کر دی تو اس کے پیشِ نظر آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کروانے کا حکم دیا۔ صحیح مسلم کی ایک اور روایت اس بات کی تائید کر رہی ہے کہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت کے دوران سر باندھنے کی حالت میں پردہ ہٹایا تھا۔''[1]

نبوت کی چیز سے مراد وہ کیفیت ہے جس سے نبوت کا آغاز ہوتا ہے، نبی اکرم ﷺ کی وحی کا ابتدائیہ بھی اچھا خواب ہی تھا، آپ کا ہر خواب صبح کے طلوع ہونے کی طرح سچ ہوا کرتا۔ یاد رکھیے! انبیاءِ کرام کو خواب کے ذریعے غیبی خبریں ارسال ہوا کرتی تھیں، جو وحی ہوتی تھیں کیونکہ انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں لیکن ان کے سوا باقی کسی کا خواب وحی نہیں کہلا سکتا۔ البتہ بذریعہ خواب آئندہ کے کام کی اطلاع پا لینا ممکن ہے، یا آئندہ اس کی امید رکھنا درست ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ خواب مستقبل والے کام کی نشاندہی کرتا ہے۔ آئندہ کے حالات تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے علم میں نہیں۔ لہٰذا وہ بھی غیب کے ضمن میں آتے ہیں، لیکن خواب کے ذریعے آئندہ کسی کام کا ادراک ہو سکتا ہے، جب خواب کا وجود بنتا ہے تو وہ آئندہ ملنے والے کسی کام سے موافقت کر رہی ہوتی ہے۔ جس طرح کہ جناب یوسف علیہ السلام کے دو قیدی ساتھیوں والا واقعہ ہے۔ کیونکہ ان دونوں نے جو خواب دیکھ کر بیان کیے تھے وہ مستقبل کے کام کی اطلاع اور راہنمائی مہیا کر رہے تھے اور اس خواب کی تعبیر رونما ہونے والے کام

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [479/208]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے موافقت بھی رکھتی تھی۔ بسا اوقات خواب ضرب المثل کے انداز میں ہونے کی وجہ سے واقعے سے مطابقت نہیں رکھتی، جس طرح دوسرے آدمی نے خواب دیکھا تھا کہ وہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہے اور پرندے انھیں اٹھا کر لے جا رہے ہیں، جس کی تعبیر میں وہ حقیقتاً روٹیاں نہ اٹھا سکا، بلکہ اسے سولی پر چڑھا کر سر تن سے جدا کر دیا گیا اور پرندے اسے کھانے لگے تھے۔ یہ سب آئندہ کے کام کی اطلاع دے رہی ہیں۔

بسا اوقات مسلمان خود کوئی خواب اس انداز سے دیکھتا ہے کہ اسے فلاں، فلاں چیز حاصل ہوگئی ہے یا کوئی دوسرا اس کے بارے میں دیکھ کر بتاتا ہے کہ فلاں کو فلاں چیز مل گئی ہے۔ بعض اوقات تو پراگندہ خیالات ہی دورانِ نیند سامنے آجاتے ہیں، لہٰذا نیند میں ہر قسم کے آنے والے خیالات کو خواب نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ اگر خواب پاکیزہ اور اچھا ہو تو بتانے میں حرج نہیں، اگر ایسا نہ ہو تو کسی کو بتانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے کوئی فتنہ کھڑا ہو سکتا ہے یا آفت آسکتی ہے۔

اگر خواب اتنا اچھا ہو کہ آدمی کو خوش کر کے اس کی رونق دوبالا کر ڈالے تو بتانے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن لوگوں کا خواب کی جستجو رکھتے ہوئے اس کے بارے میں سوچتے رہنا مناسب نہیں اور نہ آدمی ہی کو پسندیدہ خواب دیکھنے کے انتظار میں مگن رہنا چاہیے۔ بسا اوقات آدمی اپنے دل میں چند خیالات دبائے ہوتا ہے جنھیں نیند کی حالت میں دیکھ لیتا ہے، کیونکہ وہ ہر لمحہ ان میں مصروفِ فکر تھا۔[1]

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے دورانِ رکوع اور سجدہ، قرآن کی تلاوت

---

[1] عبد المحسن العباد، شرح سنن أبي داود [192/5]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے منع فرمایا ہے، لہٰذا دورانِ رکوع اور سجدہ، قرآن کی تلاوت کرنا قطعاً جائز نہیں ہوگا، ہاں قرآن میں آنے والی دعائیں مانگ سکتا ہے، مثلاً:

﴿ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْۤ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [آل عمران: 147]

''اے ہمارے رب! ہمیں ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کام میں ہماری زیادتی کو بھی اور ہمارے قدم ثابت رکھ اور کافر لوگوں پر ہماری مدد فرما۔''

لیکن دورانِ رکوع اور سجدہ، تلاوت کی غرض سے قرآن پڑھنا حرام ہے، رکوع میں رب تعالیٰ کی تعظیم کرنی چاہیے، مثلاً ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس'' وغیرہ، اور سجدے میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي'' بھی پڑھا جا سکتا ہے اور دعا بھی کثرت سے کی جائے، کیونکہ یہ مقام قبولیت کے لائق تر ہے۔[1]

حدیث پاک کے فوائد

1. آنحضور ﷺ کی وفات سے سلسلہ وحی ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اس کے بعد جو بھی اعلانِ نبوت کرے گا وہ گمراہ اور دھوکے باز کافر ہوگا، اسے قتل کرنا واجب (ضروری) ہے۔
2. اچھا خواب مومن کے لیے مزید اطمینان اور خوشی کا سبب ہوتا ہے۔
3. رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے کی ممانعت۔
4. دعائیں بکثرت کرنے کی ترغیب خصوصاً دورانِ سجدہ۔

[1] ابن عثیمین، شرح ریاض الصالحین [1427]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نفلی روزہ مستحب ہے

22۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، مُرْنِي بِعَمَلٍ، قَالَ: « عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ » قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مُرْنِي بِعَمَلٍ، قَالَ: « عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ »[1]

جناب ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی عمل بتایئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزے کو معمول بنا لو، اس کے پائے کی کوئی چیز نہیں'' میں نے پھر عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی عمل بتایئے! آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزے کو اپنا لو، اس کے برابر کوئی کام نہیں۔''

تشریح:

نبی کریم ﷺ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو روزے رکھنے کی اس لیے تلقین کی کہ یہ دل اور عقل کو تقویت پہنچا کر ذہانت اور اچھی عادات میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ روزہ رکھنے سے زیادہ کھانے پینے کی عادت چھوٹ جاتی ہے، نفسانی خواہشات پر کنٹرول ہوجاتا ہے اور انسان میں گناہوں کے مادے کا قلع قمع ہوجاتا ہے۔ پھر وہ ہر اعتبار سے خیر میں شریک ہوجاتا ہے اور ہر طرف سے اچھائیاں اسے گھیر لیتی ہیں۔[2]

---

[1] صحيح. سنن النسائي، رقم الحديث [2223]

[2] فيض القدير [435/4]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روزے کا سب سے بڑا مقصد:

روزہ تقویٰ وخشیتِ الٰہی میں رسوخ اور اللہ کی شریعت پر قائم و دائم رہنے کے لیے دلوں کو تیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [البقرة: 183]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزہ رکھنا لکھ دیا گیا ہے، جیسے ان لوگوں پر لکھا گیا جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ۔''

روزے کے ہم پلہ کوئی عمل نہیں کیونکہ یہ سرداروں کی عبادت ہے اور جو سرداروں کی عبادت ہو وہ خود بھی عبادات کی سردار ہوتی ہے۔

امام ابن قدامہ مقدسی کا قول ہے:

''بخوبی جان لینا چاہیے! روزے میں ایک کمال اور خوبی ایسی ہے جس سے دیگر سب عمل محروم ہیں، کیونکہ اس کی نسبت اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: ''روزہ میرا ہے، اس کا اجر بھی میں خود ہی عطا کروں گے۔''[1]

لہٰذا اسے یہی مقام کافی ہے اور یہ ایسے ہے جس طرح ''کعبۃ اللہ'' کا مقام اور رفعت ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿ وَطَهِّرْ بَيْتِيَ ﴾ [الحج: 26]

''میرے گھر (کعبۃ اللہ) کو صاف، ستھرا رکھیے۔''

روزے کے مقام کی دو وجوہات:

① یہ ایک مخفی اور پوشیدہ عمل ہے، جس کی خبر لوگوں کو نہ ہونے کی وجہ سے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [7054] صحيح مسلم، برقم [1151]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ریا کاری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

② انسان کے دشمن شیطان کے پاس خواہشات کا ایک ذریعہ ہے جس سے وہ انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ جب انسان خواہشات پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہے تو شیطان کے حملے سے بچ جاتا ہے۔

روزے کے فوائد:

ویسے تو روزے میں بے شمار فوائد اور حکمتیں پوشیدہ ہے، لیکن اس کا بنیادی فائدہ اور حکمت وہی تقویٰ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے:

﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [الأنعام: 153]

''تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔''

فوائد کی تفصیل:

① جب انسان بھوک اور پیاس کی شدت کے بعد کھانے، پینے اور جماع کی لذت سے لطف اندوز ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر جان جاتا ہے کیونکہ نعمتوں کی قدر تب ہی ہوتی ہے جب وہ کھو جائیں۔ جس طرح کہا جاتا ہے:

''چیزوں کا حقیقی تعارف ان کی اضداد سے ہوتا ہے۔''

② کسی مرغوب و محبوب چیز کے کھو جانے پر نفس کو صبر و تحمل کا عادی بنانا۔

③ ایک مالدار آدمی کسی غریب کی حاجت کا ادراک کرنے کے بعد آئندہ کے لیے اس پر نرم اور مہربان ہو جاتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور فیاض تھے، خصوصاً رمضان میں تو آپ کی سخاوت کی کوئی حد نہ ہوتی تھی، جب جبریل علیہ السلام آپ سے قرآن کا دور کرتے تھے۔[1]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر انسان سیری کی حالت ہی میں زندگی گزار دے تو اسے کسی غریب کے بارے میں کیا علم ہوگا؟ اس کے مقابلے میں اگر وہ بھوک و پیاس کاٹے گا تو اسے اس کے بارے میں بخوبی واقفیت حاصل ہوجائے گی۔

4 شیطان کی گزران تنگ کرنا۔ کیونکہ بسیار خوری سے رگیں خون سے تن کر کھلی ہوجاتی ہیں، جس سے شیطان کے راستے خون کی رگیں وسیع ہوجاتی ہیں، لہٰذا ان کو تنگ کرنے سے اس کے راستے بھی تنگ ہوجائیں گے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''شیطان انسان کے اندر خون کے راستے چلتا ہے۔''[1]

اسی لیے نکاح کی استطاعت نہ رکھنے والے کو روزوں کی تلقین کی گئی ہے تاکہ خون کے راستے تنگ ہوکر شہوت کمزور پڑ جائے۔

5 اس کے ذریعے جسم کی فاضل رطوبتوں سے چھٹکارہ مل جاتا ہے، جس سے کچھ لوگوں کی صحت بحال ہوجاتی ہے کیونکہ جسم پر دباؤ ڈالنے والی رطوبتوں کے خارج ہونے سے جسم سمٹ کر مضبوط ہوجاتا ہے اور رطوبات کے خارج ہونے سے جسم کو فائدہ ہوتا ہے۔

6 روزے کے دائیں، بائیں بھی عبادتیں ہیں۔ دائیں جانب سحری ہے، جو ایک عبادت ہے کیونکہ ارشادِ نبوی ہے:

''سحری میں برکت ہے، لہٰذا سحری کھایا کرو۔''

اور پھر وقت پر فوراً افطار کر لینے سے بہترین بندہ قرار پاتا ہے۔

7 روزے داروں کو عبادت کی فرصت بھی زیادہ میسر آجاتی ہے، ان کے ہاں ناغے اور روزے والا دن برابر نہیں ہوتا، جبکہ غیر روزہ دار کا تو انداز ہی مختلف ہوتا ہے۔

---

1 صحیح البخاري، رقم الحدیث [3107] صحیح مسلم، برقم [2175]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نفلی روزوں کے مواقع:

امام ابن قدامہ کا قول ہے:

''فضیلت والے ایام میں نفلی روزہ رکھنا بہت ہی بہتر ہے۔ مثلاً رمضان کے بعد شوال کے چھے روزے، عرفہ کا روزہ، دسویں محرم کا روزہ اور ذوالحجہ کے نو روزے۔''

چند ایام مہینوں کے حساب سے آتے رہتے ہیں، مثلاً ہر عشرے میں ایک روزہ رکھنا، ایسے اگر تین روزے رکھ لیے جائیں تو بہت خوب ہے ورنہ ایک عشرے میں ایک روزہ بھی رکھا جا سکتا ہے، البتہ ایام بیض (تیراں، چوداں، پندراں تاریخ) کے روزے مذکورہ تینوں سے زیادہ فضیلت والے ہیں۔

چند ایام ہفتہ وار ہوتے ہیں، مثلاً سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا۔

نفلی روزوں میں انتہائی فضیلت کا حامل داود علیہ السلام والا روزہ ہے، وہ ایک دن کے وقفے سے روزہ رکھتے تھے۔ اس میں مندرجہ ذیل کمالات ہیں:

1. وقفے کے روز نفس کو اپنا حق اور روزے کے دن عبادت کو اپنا حق ملتا رہتا ہے، اس سے ہر دو کے فائدے اور نقصان کو یکجا کر کے عادلانہ رویہ وجود میں آتا ہے۔
2. کھانے پینے کا دن شکر میں گزر جاتا ہے اور روزے کا دن صبر سے پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے، اور ایمان کے بھی دو ہی پہلو ہیں: صبر اور شکر۔
3. یہ نفس کے لیے سب سے زیادہ پُر تاثیر جہاد ہے، کیونکہ جب نفس کسی ایک انداز سے مانوس ہونے لگتا ہے تو دوسرے کے ذریعے اسے وہاں سے رخصت ہونا پڑتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زمانہ بھر کے روزوں کی تفصیل:

صحیح مسلم میں جناب ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ زمانہ بھر کے لیے روزہ رکھنے والے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اسے روزہ رکھنے کا ثواب ہوا نہ افطار کرنے کا۔''[1]

اس کا مطلب ہے اس قدر تسلسل سے روزے رکھتے جانا کہ درمیان میں ان ایام کا لحاظ بھی نہ رکھا جائے جن کے روزے ممنوع ہیں۔ ہاں اگر عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ) کے علاوہ مسلسل بھی روزے رکھ لیے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ جناب ہشام بن عمرو کا بیان ہے کہ ان کے والدِ محترم بھی مسلسل روزے رکھا کرتے تھے اور جناب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی۔

انس بن مالک کا قول ہے:

''جناب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے بعد چالیس سال مسلسل روزے رکھتے رہے۔''

ایک عقلمند آدمی روزے کے مطلوب سے بخوبی واقف ہو جاتا ہے اور وہ اپنے نفس کو اس سے افضل اعمال کے لیے بھی تیار کر لیتا ہے، پھر اس کا نفس اسے روکنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت کم روزے رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں زیادہ روزے رکھوں تو نماز سے بھی عاجز آ جاتا ہوں جبکہ میں نماز کو روزے پر فوقیت دیتا ہوں۔

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [1162]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کچھ تو روزہ رکھ کر قرآن کی تلاوت بھی نہیں کر سکتے، وہ قرآن کی تلاوت کی وجہ سے روزوں سے پرہیز کرتے ہیں، لہٰذا ہر آدمی کا معاملہ اپنے اختیار میں ہے، وہ اپنی کیفیات اور فائدے سے خوب آگاہ ہوتا ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. روزوں کی ترغیب اور اس کے عظیم الشان ثواب کی وجہ سے کوئی عمل اس کے برابر نہیں۔
2. سوال کرنے والوں کے حالات کو ملحوظ خاطر رکھنے کا بیان، کیونکہ آپ ﷺ جواب میں کسی کو نماز کی فضیلت کا بتاتے ہیں، کسی کو ایمان کی فضیلت کا، کسی کو جہاد کے بہتر ہونے کا تو کسی کے لیے والدین سے احسان کرنے کو افضل قرار دیتے ہیں، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ سائل کو ایسے عمل سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں جو اس کے حق میں زیادہ مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روزے میں وصال

23۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ» قَالُوْا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: «إِنَّكُمْ لَسْتُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِثْلِيْ، إِنِّيْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ، فَاكْلَفُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ» [1]

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری اور افطاری کے بغیر روزہ رکھنے سے پرہیز کرو۔'' صحابہ کرام نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تو ایسا ہی کرتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس معاملے میں میرے جیسے نہیں ہو، میرا رب تو مجھے رات بھر کھلاتا پلاتا رہتا ہے، لہٰذا آئندہ وہی اعمال کیا کرو جو تمھارے بس میں ہوں۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے افطاری کے بغیر مسلسل روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ کمزوری، تھکاوٹ اور روزمرہ کی عبادت پر ہمیشگی اور نگرانی کرنے سے بے بسی کا آجانا اسی وجہ سے ہے۔

صحابہ کرام کہنے لگے: آپ بھی تو ایسا ہی کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''تم اس معاملے میں مجھ جیسے نہیں ہو۔'' یعنی آپ میرے اُس

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [1966] صحیح مسلم [1103/58]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقام پر نہیں جو میرے رب نے مجھے عطا کیا ہے۔ ''إِنِّي أَبِيتُ'' سے مراد ہے کہ میں رات بھر اپنے رب کے ہاں سے کھاتا ہوں، یہ بھی آپ کے مقام کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ یا تو حقیقت میں اللہ تعالیٰ آپ کو جنتی کھانا کھلاتا ہوگا اور آپ اسی لیے افطار نہیں کرتے ہوں گے، یا پھر حقیقت سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی معرفت کی غذا سے سیر کر دیتے ہوں گے اور اپنے قرب سے آنکھوں کو سرور اور مناجات کے لطف سے آپ کے دل کو بھر دیتے ہوں گے۔

یاد رکھیے! روح کی غذا کا اثر جسم کی غذا اور سیری سے کہیں زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا انبیاءِ کرام میں مثبت اور منفی قسم کے دو پہلو پائے جاتے ہیں، ایک انداز سے تو وہ بشری کمزوریوں سے پاک نظر آتے ہیں، مثلاً کمزوری کی شکایت، بھوک، پیاس اور ہر قسم کی تھکاوٹ وغیرہ، اور ایک انداز سے وہ اپنی جنس کی موافقت کی بنیاد پر انھیں جیسے ہوتے ہیں، جس کی بنیادی حکمت یہ ہے کہ ان سے شریعت کے ادب کا حصول ممکن ہو، اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے، اس اعتبار سے ان کے ظاہری حالات تکالیف و مصائب سے ہمکنار ہوتے رہتے ہیں اور باطن سے اللہ کی ہم کلامی کی وجہ سے ربانی غذا حاصل کرتے رہتے ہیں، جس کے پیشِ نظر آپ ﷺ کے مندرجہ بالا فرمان اور اس عمل میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا کہ آپ ﷺ بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے ان کے ظاہری حالات اپنے ہم جنس لوگوں جیسے ہوتے ہیں، جبکہ باطنی کیفیات ان سے الگ نظر آئے گی، لہٰذا ان کے ظاہری حالات انھیں آئینے کا کام دیتے ہیں، جسے دیکھ کر وہ اپنے واجبات سے واقف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں اور باطنی حالات اللہ کے پاس غیبی پردے میں ہوتے ہیں، جو بشری تقاضے سے فائق تر ہوتے ہیں۔ مثلاً بھوک، پیاس وغیرہ۔ یہ ایک مختصر اور شائستہ تطبیق کا انداز ہے، جو کم ہی کسی کتاب سے آپ کو ملے گا اور تھوڑے علمائے کرام ہی اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ممانعت کی حکمت سے بھی آگاہ کیا ہے، جو اس قسم کی عبادت کے بعد اکتاہٹ اور کوتاہی کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے، جبکہ روز مرہ کے دینی احکام، فرائض اور ہر طرح کے حقوق کو پوری محنت اور خشوع، خضوع سے ادا کرنا انتہائی زیادہ اہمیت کا حامل ہے اور بھوک کی شدت کے دوران میں ان چیزوں کا قطعاً خیال نہیں رکھا جا سکتا، بلکہ یہ چیز انسان کی اس عمل سے دلچسپی کو ختم کرنے والی ہے۔ جمہور کا موقف ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے بغیر سحری و افطاری روزہ رکھنا جائز ہے۔[1]

حدیث پاک کے فوائد:

1. دو یا دو سے زائد ایام میں سحری و افطاری کے بغیر روزہ رکھنے کی ممانعت۔
2. جو کام صحابہ کرام کے بس میں نہ ہوتا، اس میں بھی نبی ﷺ کی پیروی کرنے میں ان کی دلچسپی ہوا کرتی تھی، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ویسے ہی ان سب پر راضی ہو چکا تھا۔
3. نبی اکرم ﷺ کا اپنی امت پر تخفیف و آسانی کو مدنظر رکھنا۔
4. چند معاملات صرف نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں جو دیگر مسلمانوں کے لیے روا نہیں، ایسے اعمال کو ''خصائصِ رسول ﷺ'' کہا جاتا ہے، جن کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ مشہور ترین مسئلہ آپ کی عورتوں اور بیویوں

[1] فیض القدیر [150/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والا ہے، اللہ عزوجل نے آپ کے لیے کئی عورتوں سے نکاح جائز قرار دیا ہے، لیکن ہمیں بیک وقت چار سے زیادہ کی ہرگز اجازت نہیں۔

5 عبادت کے معاملے میں میانہ روی اور اعتدال سے کام لیتے ہوئے اسی انداز سے عبادت کرنی ہوگی جو بہ آسانی ممکن ہو۔ فرمانِ خداوندی ہے:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ [البقرة: 286]

''اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اطمینان کے ساتھ مقامِ عرفہ سے واپسی

24۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: أَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ، وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ، وَرَدِيْفُهُ أُسَامَةُ، وَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ، فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِإِيْجَافِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ» قَالَ: فَمَا رَأَيْتُهَا رَافِعَةً يَدَيْهَا عَادِيَةً حَتّٰى أَتٰى جَمْعًا، ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ الْعَبَّاسِ وَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسِ إِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِإِيْجَافِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ» قَالَ فَمَا رَأَيْتُهَا رَافِعَةً يَدَيْهَا حَتّٰى أَتٰى مِنٰى.[1]

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اُسامہ کو پیچھے بیٹھا کر پورے اطمینان کے ساتھ عرفہ سے واپس آتے ہوئے فرما رہے تھے: ''اے لوگو! اطمینان کو ملحوظِ خاطر رکھو۔ اونٹ، گھوڑے دوڑانا کوئی نیک کام نہیں۔'' پھر آپ مزدلفہ آ گئے، لیکن میں نے آپ کو اونٹنی کی اگلی ٹانگیں اٹھا اٹھا کر بھاگتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو پیچھے سوار کیا اور فرمانے لگے: ''اے لوگو! اونٹ، گھوڑے دوڑانا کوئی نیک کام نہیں، لہٰذا اطمینان کو مدنظر رکھو۔'' آپ منیٰ بھی آ گئے، لیکن میں نے آپ کی اونٹنی کو اگلی ٹانگیں اٹھا اٹھا کر بھاگتے ہوئے نہیں دیکھا۔''

[1] حسن. سنن أبي داود، رقم الحديث [1960]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

رسول اللہ ﷺ پورے اطمینان سے عرفہ سے واپس ہوئے، آپ کے پیچھے جناب اسامہ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور آپ لوگوں سے کہہ رہے تھے: ''جلد بازی کرنا کہاں کی نیکی ہے؟'' بلکہ آپ کے بارے میں ملتا ہے کہ آپ اپنی اونٹنی کی مہار اس قدر کھینچے ہوئے تھے کہ وہ کجاوے کی آگے والی لکڑی سے لگ رہی تھی۔ یہ ان کے پاؤں رکھنے کا مقام ہوتا تھا، اونچی جگہ آتی تو اُسے ڈھیلی چھوڑ دیتے تاکہ چڑھنے میں آسانی ہو سکے، لیکن اسے پھر بھی ٹانگیں اٹھا اٹھا کر بھاگتے ہوئے نہیں پایا گیا۔ ایسا کیوں ہوتا تھا؟ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ اس کی جلد بازی کو قابو کرتے ہوئے اس کی مہار تھامے ہوئے تھے، جسے محض اسی وقت ڈھیلا کرتے جب سامنے بلند جگہ یا کوئی ٹیلہ نظر آنے لگتا، تاکہ وہ آسانی سے اس مقام پر اپنے قدم جما سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں: میں آپ کی اونٹنی کو اگلی ٹانگیں اٹھا اٹھا کر بھاگتے ہوئے نہ دیکھ سکا۔ آپ ﷺ مزدلفہ بھی آ گئے، تو ایسا نہ ہو سکا۔ آپ کی روانگی انتہائی پُرسکون اور جلد بازی سے سلامت رہی۔ اسی لیے آپ کا ارشادِ گرامی ہے:

''گھوڑے دوڑانا کوئی نیک کام نہیں۔''

دوسری روایت ہے:

''جلد بازی سے انھیں بیکار کرنا کوئی نیکی ہے؟''

حدیث پاک کے فوائد:

① عرفہ سے واپسی پر اطمینان کو ملحوظ خاطر رکھنے کی ترغیب۔

② نوجوان لڑکے جناب اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کرنے میں نبی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اکرم ﷺ کا اظہارِ عاجزی، جو آپ کی بشریت اور عاجزی کی بہت بڑی دلیل ہے۔

③ نبی اکرم ﷺ کا جانوروں کے ساتھ بھی نرم انداز اپنانا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جمرات کو کنکریاں مارنا

25۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمرِو بْنِ الْأَحوَصِ عن أُمِّهِ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْمِي الْجَمْرَةَ من بَطْنِ الْوَادِي، وَهُوَ رَاكِبٌ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ، وَرَجُلٌ مِنْ خَلْفِهِ يَسْتُرُهُ، فَسَأَلْتُ عَنِ الرَّجُلِ، فَقَالُوْا: الْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ، وَازْدَحَمَ النَّاسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا يَقْتُلْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَإِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَارْمُوْا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ» ❶

جناب سلیمان بن عمرو بن احوص اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں: میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو وادی سے جمرے کو کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا، آپ سواری پر تشریف فرما تھے اور ہر کنکری پھینکتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پیچھے سے ایک نوجوان آپ کو ڈھانپے ہوئے تھا، میں اس کے بارے میں پوچھنے لگی تو بتایا گیا کہ وہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ لوگوں کا انتہائی زیادہ ہجوم تھا، آپ فرما رہے تھے: ''اے لوگو! ایک دوسرے کو کچلو نہیں، اگر جمرے کو مارنا چاہتے ہو تو چھوٹی سی کنکری چنے کے برابر ہی کافی ہے۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے عید کے روز سواری کی حالت میں جمرہ عقبہ کو کنکریاں

❶ **حسن.** سنن أبي داود، رقم الحديث [1966]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ماری اور لوگوں کو ہجوم ڈالنے سے منع فرمایا تاکہ اس قدر ہجوم ایک دوسرے کی موت کا سبب نہ بن سکے یا کنکریاں پھینکنے کے دوران میں کسی بڑے پتھر سے موت واقع نہ ہو جائے۔ نیز چھوٹی کنکری بھی ہو تو حاجی کو خیال کرنا چاہیے کہ نزدیک آ کر پھینکے، تاکہ کسی کا سر نہ پھوڑ دے اور نہ درمیان میں گر سکے، لہٰذا کنکریاں پھینکنے والی جگہ پر کھڑے ہو کر چھوٹی سے کنکری مارنا ہی کافی اور مناسب ہوگا، اگر کنکری دور سے پھینکی جائے گی تو جمرے کی بجائے کسی آدمی کو لگ سکتی ہے جس سے نقصان ہوگا۔ ایک مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ پھینکنے والی کنکریاں جمع کر کے حوض یا حوض کے قریب جہاں سے عام لوگ کنکریاں ماریں کوشش سے وہاں پہنچ کر کنکریاں پھینکنے کی ابتدا کرے، اور اس بات کا خیال بھی کیا جائے کہ کنکری بڑی نہ ہو بلکہ چھوٹی ہونی چاہیے، جو چنے سے کچھ بڑی اور بندوق کی گولی سے چھوٹی کھجور کی گٹھلی برابر ہو۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. کنکریاں آرام سے پھینکنے کی تاکید، تاکہ جلد بازی سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔
2. ہر کنکری لگاتے وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگانا مسنون ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعائیں
اور
اذکار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ کی دعا

26۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَة رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَتُحِبُّونَ أَيُّهَا النَّاسُ أَنْ تَجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ؟ قُولُوا: اللّٰهُمَّ أَعِنَّا عَلٰى شُكْرِكَ وَذِكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ» ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! کیا تم چاہتے ہو کہ دعا میں انہماک پیدا کرو؟ تو کہا کرو: اے اللہ! اپنا شکر کرنے، اپنا ذکر کرنے اور اپنی اچھی عبادت کرنے پر ہماری مدد فرما۔''

تشریح:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ہماری راہنمائی اس بات کی طرف فرمائی ہے کہ دعا میں لگن ہونی چاہیے، ہر ایسی بات، چیز یا فکر جو اللہ کے قرب کا ذریعہ بن سکے، وہ صرف اللہ کی یاد ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ یہاں نبی کریم ﷺ نے ہمیں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور کوتاہیوں سے دور رہنے کی وصیت کی ہے، ہم پر اللہ تعالیٰ کے کتنے احسانات ہیں اور اس کے مقابلے میں ہم سے کتنی خطائیں سرزد ہوتی ہیں؟ پس ہم اللہ کی نعمتوں کا شکر کرتے ہیں اور اس پر اس سے مدد بھی مانگتے ہیں۔

عبادت میں عمدگی دو چیزوں سے آتی ہے:

---

❶ صحيح. مسند أحمد | 299/2 |

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

① اللہ کے لیے اخلاص۔ یہ اخلاص جتنا پختہ ہوگا عبادت میں بھی اتنا ہی نکھار آئے گا۔

② رسول اللہ ﷺ کی اطاعت۔

نبی کریم ﷺ نے ہر نماز کے ساتھ مذکورہ دعا پڑھنے کی وصیت کی ہے۔ سنن ابو داود میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ اللہ کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ پڑھنا نہ چھوڑنا:

«اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ»

''اے اللہ! اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور اپنی اچھی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔''

''دُبُرُ الصَّلَاةِ'' سے مراد:

اس میں احتمال ہے کہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے کا وقت مراد ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ فراغت کے بعد کا وقت مراد ہے، اس لیے کہ ''دبر'' چیز کا آخر ہوتا ہے، اور جو حصہ آخر کے ساتھ ملا ہوا ہو، اس پر بھی ''دبر'' کا اطلاق ہوتا ہے۔

نماز کا آخر سلام ہے، پس سلام سے پہلا اور بعد والا وقت دبر کہلائے گا، اس حدیث کے تحت مذکورہ دعا سلام سے پہلے اور بعد دونوں وقتوں میں پڑھنا ممکن ہے۔ ایک دوسری حدیث میں سلام کے بعد بھی یہ دعا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو کہتے:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ» [1]

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [1509]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! میری پہلی، بعد والی، پوشیدہ اور اعلانیہ کوتاہیوں کو معاف فرما۔''

لہٰذا نبی کریم ﷺ نماز سے پہلے اور بعد دونوں وقتوں میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ مذکورہ حدیث میں لفظ ''دبر'' مطلق ہے جو نماز سے پہلے اور بعد دونوں وقتوں کو شامل ہے۔[1]

حدیث پاک کے فوائد:

1. نبی کریم ﷺ کی اس بات کی حرص کہ امت قریب ترین ذریعہ سے بھلائی اور خیر کو حاصل کر لے، اس لحاظ سے دعا بہترین ذریعہ ہے اور نبی کریم ﷺ نے یہاں افضل ترین دعائیں پڑھنے کی ترغیب دلائی ہے۔
2. اَللّٰهُمَّ أَعِنَّا عَلٰى شُكْرِكَ وَذِكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ان فضیلت والی دعاؤں میں سے ہے جن کا خصوصی اہتمام ہونا چاہیے۔
3. اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا واجب ہے حتی کہ اس کی اطاعت، شکر اور ذکر پر بھی۔

---

[1] شرح سنن أبي داود، از عبدالمحسن العباد [272/8]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کو مٹانے والے اعمال

27۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟» قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمُكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ؛ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ» ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسے اعمال نہ بتا دوں جن کے کرنے سے اللہ گناہوں کو مٹا دیتے اور درجات بلند کرتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ناگواری کے وقت مکمل وضو کرنا۔ مسجدوں کی طرف زیادہ چلنا اور ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ پس یہ رباط (اجر کے لحاظ سے اللہ کے راستے میں پہرہ دینے والے کی طرح) ہے۔''

تشریح:

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی راہنمائی ایسے کاموں کی طرف کی ہے جو آخرت میں درجات کی بلندی کا سبب بنیں گے اور وہ اعمال ان کی غلطیوں اور گناہوں کا کفارہ بن سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کا سوالیہ انداز سامع کو باور کرانا چاہتا

❶ صحیح مسلم | 251/41 |

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اسے کوئی بڑی اہم بات بتائی جا رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی چیزوں سے آگاہ نہ کر دوں جو تمھاری غلطیوں کو مٹا دیں اور ان سے تمھارے درجات بلند ہوں؟ پھر آپ ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی:

1. ناگواری کے وقت مکمل وضو کرنا۔ یعنی انسان اس وقت وضو کرے جب پانی کو ہاتھ لگانا اسے ناپسند ہو۔ ایسا بخار کی حالت میں ہوسکتا ہے یا سخت سردی کے موسم میں، جبکہ اس کے پاس پانی گرم کرنے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو، یا بارش کی وجہ سے آدمی کا وضو والی جگہ تک پہنچنا محال (ناممکن) ہو تو وہ مشقت اور ناگواری میں وضو کرتا ہے۔

لیکن یاد رہے جہاں کسی نقصان کا اندیشہ ہو وہاں وضو کی جگہ تیمّم کیا جائے گا۔ یہی ”یَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا“ کا صحیح مفہوم ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان جان بوجھ کر اپنے اوپر مشقت ڈالے اور ٹھنڈے پانی سے وضو کرے اور گرم پانی کی سہولت ہونے کے باوجود اسے چھوڑ دے اور کہے کہ میں ٹھنڈے پانی سے اس لیے وضو کر رہا ہوں تاکہ میں اجر کو پا لوں۔ ایسا کرنا غیر مشروع ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ﴾ [النساء: ١٤٧]

”اللہ تم کو عذاب میں مبتلا کر کے کیا کریں گے اگر تم شکر کرتے رہو اور ایمان دار رہو۔“

نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دھوپ میں کھڑے دیکھا تو پوچھا اس کا کیا معاملہ ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ اس نے نذر مانی ہے کہ وہ دھوپ میں کھڑا رہے گا۔ آپ ﷺ نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا اور حکم دیا کہ سائے میں چلا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ انسان کو مشقت اور نقصان والی عبادت کا مکلّف نہیں بنایا گیا، بلکہ جتنی عبادت سہولت اور آسانی سے ہو وہی افضل ہے لیکن اگر کبھی عبادت میں تکلیف اٹھانی پڑ جائے تو اس پر اجر بھی دیا جائے گا کیونکہ وہ اس کے اختیار میں نہ تھا۔

② مسجدوں کی طرف زیادہ چلنا۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت صرف مسجد میں ہوگی نہ کہ گھر میں، اور انسان جتنے زیادہ قدم چل کر مسجد کی طرف جائے گا اتنے ہی زیادہ اس کے درجات بلند ہوں گے اور اتنی ہی زیادہ اس کی خطائیں معاف ہوں گی۔

نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آدمی جب اپنے گھر میں وضو کرتا ہے، پس اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر مسجد کی طرف جاتا ہے اور اس کا ارادہ صرف نماز کا ہوتا ہے تو اللہ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک درجہ بلند کرتے ہیں اور ایک غلطی معاف کرتے ہیں۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے، پھر جب آدمی مسجد میں پہنچ جاتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو جب تک وہ اپنی نماز والی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں: اے اللہ! اس پر اپنی رحمت فرما۔ اے اللہ! اسے معاف فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ اور جتنی دیر وہ نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز کی حالت میں ہوتا ہے۔

"كَثْرَةُ الْخُطَا" کا معنیٰ:

انسان مسجد میں آئے، اگرچہ دور ہی سے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جان بوجھ کر دور والا راستہ اختیار کرے یا چلتے وقت قریب قریب قدم رکھے، یہ غیر مشروع ہے۔ بلکہ اپنی عادت کے مطابق چل کر آئے اور جان بوجھ کر دور والا راستہ اختیار نہ کرے، مثلاً اگر اس کے اور مسجد کے درمیان دو راستے ہوں، ایک قریب والا اور دوسرا دور والا تو وہ قریب والا چھوڑ کر دور والا راستہ اختیار نہ کرے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن جب واقعتاً وہ دور رہتا ہو تو اس کو مسجد کی طرف چل کر ضرور آنا چاہیے۔

③ ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یعنی جب ایک نماز پڑھ کر فارغ ہو تو دوسری نماز کا شوق اس کے دل میں پیدا ہو جائے، اس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہو، جب ایک نماز پڑھتا ہے تو دوسری نماز کا انتظار کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ بھی ایسا عمل ہے جس سے اللہ گناہ ختم کر دیتے اور درجات بلند کرتے ہیں۔

رباط:

یعنی بھلائی اور خیر پر مضبوطی سے قائم ہو جانا۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [آل عمران: 200]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو اور مقابلے میں جمے رہو اور مورچوں میں ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

حدیث پاک کے فوائد:

① نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی شدید حرص تھی کہ ان کی امت اپنے رب کو گناہوں کی آلودگی سے پاک صاف ہو کر ملے۔

② اس حدیث میں دلیل ہے کہ انسان غیر شعوری طور پر گناہ کرنے والا ہے، لیکن بہتر وہ ہے جو جلدی توبہ کر لے یا گناہوں کو مٹانے والے اعمال کر لے۔

③ صوفیا کی اس بات کا رد کہ ولی گناہ نہیں کرتا اور وہ معصوم ہوتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ انسان گناہ گار اور خطا کار ہے۔

④ مکمل وضو کرنے، مسجدوں کی طرف چل کر جانے اور نماز کا انتظار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ ہی سے مدد مانگنا اور اسی پر توکل کرنا

28۔ عَنْ أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِي رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ، وَاسْتَمَعَ الْإِذْنَ، مَتٰى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ؟!» فَكَانَ ذٰلِكَ ثَقُلَ عَلٰى أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: «قُوْلُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا»[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کیسے سکون سے رہ سکتا ہوں جبکہ صور پھونکنے والا فرشتہ اللہ کے حکم کا منتظر ہے اور اس نے اپنا منہ صور پر رکھا ہوا ہے کہ کب اسے حکم دیا جائے اور وہ صور پھونک دے؟ یہ بات صحابہ کرام پر بڑی گراں گزری تو آپ ﷺ نے ان سے کہا: ''تم یہ کہا کرو: ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے، ہم اللہ ہی پر توکل کرتے ہیں۔''

تشریح:

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس کے معنی یہ ہیں کہ میری زندگی کیسے پرسکون ہو سکتی ہے کیونکہ قیامت تو عنقریب قائم ہونے والی ہے، اور یہ بھی واضح ہے کہ فرشتے (اسرافیل) کا صور کو منہ لگا کر تیار رہنا اور اللہ کے حکم کا منتظر

[1] صحيح. سنن الترمذي، رقم الحديث [2431]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہونا برحق ہے، اور یہ اس کی عبادت ہے اور وہ اس کا مکلّف ہے۔''

جب یہ بات صحابہ کرام پر بڑی گراں گزری تو نبی اکرم ﷺ نے انھیں فرمایا: تم یہ کہا کرو:

«حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا»

''ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے، ہم اللہ ہی پر توکل کرتے ہیں۔''

اس میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو اللہ کی طرف رجوع کرنے اور اس کے علاوہ دوسری طاقتوں سے بری الذمہ ہو کر صرف اللہ پر بھروسہ کرنے اور اپنے اعمال کے بارے میں غور وفکر کرنے کی طرف راہنمائی کی ہے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ نے صحابہ کی پریشانی اور بے چینی کو محسوس کیا تو ان کو کوئی ایسا کام نہیں بتایا جس پر وہ اعتماد کر کے بیٹھ جائیں بلکہ ان کو اللہ کی طرف لوٹایا اور اس کے سوا ہر چیز سے بے نیاز کر دیا۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ [الذاریات: 50]

''پس دوڑو اللہ کی طرف، یقیناً میں تمھارے لیے اس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔''

حدیث پاک کے فوائد:

1. قیامت عنقریب قائم ہونے والی ہے۔
2. نبی کریم ﷺ کے اللہ سے ڈرنے کی انتہا۔
3. اللہ پر بھروسا کرنے اور اسی سے مدد مانگنے کی اہمیت۔
4. قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات صرف اسی میں ہے کہ دنیا میں صدقِ دل سے اللہ سے مدد مانگی جائے اور اسی پر توکل کیا جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بلندی پر چڑھتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہنا

29۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَة رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُسَافِرَ فَأَوْصِنِي! قَالَ: «عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ» فَلَمَّا أَنْ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الْأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ» [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں سفر پر روانہ ہونا چاہتا ہوں پس مجھے وصیت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ڈر کو لازم پکڑو اور ہر بلندی پر چڑھتے وقت ''اللہ اکبر'' کہو۔'' جب وہ آدمی جانے کے لیے واپس ہوتو آپ ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! اس کے لیے زمین کی لمبائی کو سمیٹ دے اور اس پر سفر کو آسان کر دے۔''

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو تقویٰ اختیار کرنے اور اس کی پابندی کرنے کی وصیت کی۔ اور یہ وہی وصیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کو فرمائی ہے۔ قرآن عزیز میں ہے:

﴿ وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي

[1] سنن الترمذی، رقم الحدیث: 3445

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا﴾ [النساء: 131]

''اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ان لوگوں کو جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور تمھیں بھی تاکیدی حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اگر تم کفر کرو گے تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہمیشہ سے ہر طرح بے پروا، ہر تعریف کا حق دار ہے۔''

پہلی وصیت ہے کہ اللہ سے ڈرنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا، اور دوسری وصیت ہے کہ بلندی پر چڑھتے وقت ''اللہ اکبر'' کہنا چاہیے۔

بلندی پر چڑھتے وقت تکبیر کہنے کی مناسبت یہ ہے کہ بلند مقام و مرتبہ انسان کو پیارا لگتا ہے، لہٰذا ایسے وقت میں کہیں انسان میں بڑھائی نہ آجائے تو سنت یہ ہے کہ وہ اللہ کی کبریائی اور بڑھائی کا ذکر کرے، اس لیے کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ پس انسان اس کی بڑھائی کا تذکرہ کرے تاکہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا ہو، پھر اللہ بھی اس پر اپنا فضل کریں گے۔ پھر جب وہ آدمی واپس چلا گیا تو آپ ﷺ نے اس کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کی، اس لیے کہ یہ قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔ دعا یہ کی کہ اے اللہ اس کے لیے زمین کو سمیٹ دے، یعنی زمین کو لپیٹ کر اس کی دوری کو قریب کر دے۔

امام جزری کہتے ہیں: یعنی اس کی منزل کو اس کے قریب کر دے اور اس کے لیے سفر میں چلنے کو آسان کر دے حتی کہ لمبائی نہ رہے۔

ملا علی قاری کہتے ہیں:

''اس کے معنی ہیں: حسی یا معنوی طور پر اس کی لمبی مسافت کو قریب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر کے اس سے سفر کی مشقت کو دور کر دے اور سفر کو آسان کر دے، یعنی اس کے لیے سفر کی تھکاوٹ اور دیگر تکلیف دہ امور کو دور کر دے۔"[1]

حدیث پاک کے فوائد:

1. ہر وقت اللہ سے ڈرنے کی ترغیب اور خصوصی طور پر سفر میں تقویٰ اختیار کرنا۔
2. مقیم آدمی کا مسافر کے لیے دعا کرنا مستحب ہے تاکہ اللہ اس پر سفر کو آسان کر دے اور زمین کو لپیٹ دے۔
3. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی کریم ﷺ سے سیکھنے اور نصیحت حاصل کرنے کا شوق، یہاں تک کہ سفر میں بھی اس کا اہتمام کیا جاتا تھا۔
4. بلندی پر چڑھتے وقت "اللہ اکبر" کہنا مستحب ہے۔

[1] مرقاۃ المفاتیح [191/190/8]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جنت کا خزانہ

30۔ عَنْ أَبِي مُوسَىٰ الْأَشْعَرِي رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ۔ أَوْ قَالَ: لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَىٰ وَادٍ، فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اِرْبَعُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ، إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ» وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُولُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَقَالَ لِي: «يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَىٰ كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ» قُلْتُ: بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي. قَالَ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ»[1]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کی جنگ پر روانہ ہوئے (یا کہا) جب آپ ﷺ نے خیبر کا رخ کیا تو لوگ ایک وادی پر چڑھ رہے تھے اور ان کی آوازیں "اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" پڑھنے کی وجہ سے بلند ہو رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی جانوں پر رحم کرو کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں سنا رہے، بلکہ تم تو خوب سننے والے قریب کو

[1] صحیح البخاری، رقم الحدیث: 4205، صحیح مسلم: 2704/44

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سنا رہے اور وہ تمھارے ساتھ ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا، آپ ﷺ نے میری آواز سنی جبکہ میں اس وقت یہ الفاظ کہہ رہا تھا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه" (برائی سے بچنا اور نیکی کا کام کرنا اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسا کلمہ نہ بتا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کلمہ ضرور بتائیں تو آپ ﷺ نے وہی کلمہ بتایا جو میں پڑھ رہا تھا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه"

تشریح:

مسافر کے لیے بہتر ہے کہ جب بلندی پر چڑھے تو اللہ کی بڑھائی بیان کرے اور جب بلندی سے اترے تو اس کی تسبیح بیان کرے۔

لیکن انسان کے لیے بہتر یہ ہے کہ تکبیر و تسبیح کرتے ہوئے اپنی آواز بہت زیادہ بلند نہ کرے اور نہ اپنے آپ کو مشقت ہی میں ڈالے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں ایسا کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: اے لوگو! اپنے اوپر ترس کھاؤ، یعنی اپنی جانوں پر آسانی کرو اور آوازیں بہت زیادہ بلند کر کے اپنے آپ کو تکلیف میں مبتلا نہ کرو، اس لیے کہ جس ذات کو تم پکار رہے ہو وہ بہری اور غائب نہیں ہے بلکہ وہ اللہ رب العالمین سب سے زیادہ سننے والی، جواب دینے والی اور قریب ترین ذات ہے۔ وہ اللہ اس بات کا محتاج نہیں کہ تم بلند آواز سے اس کو پکارو، وہ خوب سننے اور اچھی طرح دیکھنے والا ہے، باوجود اس کے کہ وہ آسمانوں پر ہے لیکن اس کا ہر چیز پر تسلط ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اللہ کی ہتھیلی میں ایسے ہی ہیں جیسے تم میں سے کسی ایک کی ہتھیلی میں رائی کا دانہ ہوتا ہے۔''

وہ اللہ بڑی عظمت والا، شان والا، ہر چیز پر قادر، نگران ہے۔ ہر چیز اس کے دائرہ کار میں ہے۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کو تمام عبادات میں اپنی جان کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

جب نبی اکرم ﷺ کو علم ہوا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے نیکی کے جذبے سے سرشار ہو کر کہا ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گا رات کو قیام کروں گا اور دن کو روزہ رکھوں گا، یعنی ارادہ کیا کہ سارا دن روزے اور ساری رات قیام میں گزاروں گا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو بلایا اور پوچھا: تو نے یہ یہ کہا ہے؟ وہ کہتے ہیں: ہاں یا رسول اللہ! میں نے ایسے ہی کہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو اس کی طاقت نہیں رکھتا، لہٰذا ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کر، اور قیام بھی کیا کر اور سویا بھی کر۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ وہ مسلسل یہ کہتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے حکم دیا: ایک دن روزہ رکھ لے اور ایک دن چھوڑ دے۔ وہ کہتے ہیں: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے افضل کوئی روزہ نہیں ہوسکتا کیونکہ اس طرح داود علیہ السلام روزہ رکھا کرتے تھے، وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔ تاکہ روزہ والے دن کی کمی دوسرے دن سے پوری ہوجائے۔

پھر جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بوڑھے ہوگئے اور اپنی روزے والی عادت برقرار رکھنا ان کے لیے مشکل ہوگئی تو کہا کرتے تھے: کاش! میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کی رخصت قبول کر لیتا۔ پھر وہ مسلسل پندرہ دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے پندرہ دن روزہ نہ رکھتے تھے، کیونکہ وہ ایک دن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روزہ رکھنے اور ایک دن نہ رکھنے سے عاجز آ گئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو رات کے قیام کے بارے میں حکم دیا کہ آدھی رات سو کر گزاریں، پھر ایک تہائی حصہ قیام کریں، پھر باقی چھٹا حصہ سو جائیں، یعنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا: پہلا حصہ آدھی رات سو جاؤ، پھر دوسرا حصہ قیام میں گزارو، پھر سو جاؤ، اور فرمایا: اس سے افضل کوئی چیز نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے شایانِ شان نہیں کہ عبادت میں اپنے اوپر مشقت ڈالے بلکہ جتنی دیر آسانی سے عبادت کر سکے اتنا ہی کافی ہے۔

بعض لوگوں کی عادت یہ ہے کہ اگر سردی کے موسم میں ان کے پاس گرم اور ٹھنڈا دونوں پانی موجود ہوں تو وہ ٹھنڈے پانی سے وضو کرتے ہیں اور گرم کو چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرتے ہیں، حالانکہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴾ [النساء: 147]

''اللہ تمھیں عذاب دینے سے کیا کرے گا، اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ۔ اور اللہ ہمیشہ سے قدر کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

البتہ اگر آپ کے پاس صرف ٹھنڈا پانی ہی ہو تو اسے استعمال کر لیں، آپ کو اس مشقت پر اجر بھی ملے گا، لیکن ثواب اور اجر کے لیے آسانی کو چھوڑ کر مشکل کی طرف جانا درست نہیں ہے، جہاں آسانی ملے اسے اختیار کرو۔

اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں: میں حج کے لیے پیدل چل کر جاؤں گا اس لیے کہ سواری پر جانے سے پیدل چلنا مشکل ہے، تو یہ بھی غلط ہے۔ اللہ نے آپ کے لیے جو آسانی مہیا کی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اسی طرح یہ کہنا کہ تھوڑی روشنی میں پڑھو، زیادہ میں نہ پڑھو، یہ بھی درست نہیں ہے۔ جب تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سہولت ہے اسے اختیار کرو اور جب سہولت نہ ہو اور تنگی ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ نے اجر کا وعدہ کیا ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

① بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنا منع ہے۔

② اللہ تعالیٰ کی سننے کی صفت ثابت ہوتی ہے۔

③ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه" (برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ کی مدد کے ساتھ ہی ہے) یہ وظیفہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

④ نبی اکرم ﷺ کے پاس صحابہ کا ادب و احترام بیان ہوا ہے۔ ابو موسیٰ اشعری کبھی کہتے ہیں: "لَبَّيْكَ" (حاضر ہوں) اور کبھی کہتے ہیں: "فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي" میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چھوٹا عمل ... بڑا اجر

31۔ عَن أُمِّ هَانِئٍ رضي الله عنها قالت: أَتَيْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ فَإِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ وَبَدُنْتُ، فَقَالَ: «كَبِّرِي اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ، وَاحْمَدِي اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ، وَسَبِّحِي اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ، خَيْرٌ مِنْ مِائَةِ فَرَسٍ مُلْجَمٍ مُسْرَجٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَخَيْرٌ مِن مِائَةِ بَدَنَةٍ، وَخَيْرٌ مِنْ مِائَةِ رَقَبَةٍ» [1]

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی آسان سے عمل بتا دیں کیونکہ میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور کمزور ہوں اور میرا بدن بھی بھاری ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سو دفعہ اللہ اکبر، سو دفعہ الحمد للہ، سو دفعہ سبحان اللہ کہا کر۔ یہ عمل اللہ کے راستے میں سو گھوڑے لگام اور زین سمیت وقف کرنے سے بہتر ہے اور سو اونٹ قربان کرنے سے بہتر ہے اور سو غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔''

تشریح:

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے اپنے بڑھاپے اور کمزوری کے وقت نبی اکرم ﷺ سے آسان عمل کے بارے میں پوچھا جس کا بہت زیادہ اجر ہو تو آپ ﷺ نے

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [3810]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ایک سو دفعہ اللہ کی بڑھائی بیان کر، یعنی سو دفعہ ''اللہ اکبر'' کہہ اور ایک سو دفعہ اللہ کی حمد بیان کر یعنی سو دفعہ ''الحمدللہ'' کہہ اور ایک سو دفعہ اللہ کی تسبیح بیان کر، یعنی ''سبحان اللہ'' کہہ، اس لیے کہ ان کلمات کا اجر وثواب اتنی ہی تعداد میں گھوڑے اللہ کے راستے میں وقف کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور ان کا اجر سو اونٹ ذبح کر کے ان کا گوشت فقراء میں تقسیم کرنے اور سو غلاموں کو آزاد کرنے سے بھی زیادہ ہے۔[1]

حدیث پاک کے فوائد:

1. اس حدیث میں صحابیات رضی اللہ عنہن کا نیکی کا جذبہ بیان ہوا ہے جو آج ہماری عورتوں کے لیے نمونہ ہے۔
2. حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی فہم وفراست کہ نبی اکرم ﷺ سے ایسا عمل دریافت کیا جو بڑھاپے میں کرنا آسان ہو اور اس کا اجر بہت زیادہ ہو۔
3. بڑھاپے کی عمر میں اللہ اکبر، الحمدللہ، سبحان اللہ کا وظیفہ کرنا جوانی کی عمر سے بہتر ہے۔

---

[1] الجامع الصغير للمناوي [401/2]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تروتازہ رکھو

32۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ، قَالَ: «لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ» [1]

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اوپر اسلام کی نفلی عبادتیں بہت زیادہ ہوگئی ہیں، لہٰذا مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جس پر ہمیشگی اختیار کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہنی چاہیے۔''

تشریح:

''اَلشَّرِيعَةُ'' کے معنی کے متعلق علامہ طیبی کہتے ہیں کہ چلتے ہوئے پانی پر اونٹ کے گھاٹ کو ''الشَّرِيعه'' کہتے ہیں۔ حدیث میں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کے لیے جو فرائض اور سنتیں بیان کی ہیں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں: یہاں اس سے مراد نوافل ہیں، یعنی نفلی کام بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور میں سب کام نہیں کرسکتا، لہٰذا کوئی خاص کام بتا دیں۔[2]

علامہ ابن عثیمین کہتے ہیں کہ اس آدمی پر نفلی عبادتیں بہت زیادہ ہوگئی تھیں،

---

[1] صحیح. سنن الترمذي، رقم الحديث [3375]

[2] مرقاة المفاتيح [414/7]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس لیے اس نے سوال کیا۔ فرضی عبادتیں تو ہر حال میں ضروری ہیں لیکن نفلی عبادت اگر انسان پر مشقت ڈال دے تو ذکر ایسی عبادت ہے جو اس خلا کو پورا کر دیتی ہے۔ ❶

امام طیبی فرماتے ہیں:

''لفظ ''بِشَيْءٍ'' قلت پر دلالت کرتا ہے لیکن اس میں بڑی عظیم چیز کے معنی موجود ہیں، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ﴾ [التوبۃ: 72]

''اور اللہ کی طرف سے تھوڑی سی خوشنودی سب سے بڑی ہے۔''

مراد یہ ہے کہ مجھے کوئی ایسی آسان سی چیز بتا دیں جس کا ثواب بہت زیادہ ہو، میں اسے مضبوطی سے تھام لوں گا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے وصیت کی کہ ہمیشہ زبان پر اللہ کی یاد جاری رکھ، یعنی اپنی زبان ذکر الٰہی سے مشغول رکھ، یہ الفاظ کنایہ ہیں کہ اس پر ہمیشگی اختیار کر۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الوابل الصیب'' میں ذکر کے فوائد کے ضمن میں ستاون نمبر فائدہ بیان کرتے ہیں:

''اگر ذکر پر ہمیشگی اختیار کریں گے تو یہ نفلی عبادت کا نائب اور قائم مقام بن جائے گا، چاہے وہ نفلی عبادت مالی ہو یا بدنی، جیسا کہ نفلی حج میں ہوتا ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین کے غریب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ مال و دولت والے مسلمان بلند درجات پا چکے ہیں، جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں، ہماری طرح وہ بھی روزے رکھتے ہیں، لیکن فرق یہ ہے کہ وہ مال کی وجہ سے حج اور عمرہ

---

❶ شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین.

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر لیتے ہیں اور جہاد میں حصہ لے لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں تم کو ایسا وظیفہ بتا دیتا ہوں جس سے تم وہ مقام پا لو گے جو مال والوں نے حاصل کیا اور تم بعد میں آنے والوں سے بڑھ جاؤ گے اور تم سے وہی شخص آگے بڑھے گا جو تم جیسا وظیفہ کرتا ہوگا، انھوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ وہ وظیفہ ہمیں بتا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد اللہ کی تسبیح (سبحان اللہ) تحمید (الحمدللہ) تکبیر (اللہ اکبر) پڑھا کرو۔''

پس ذکر الٰہی حج، عمرہ اور جہاد، جو مال نہ ہونے کی وجہ سے وہ نہیں کر سکتے تھے، کا قائم مقام بن گیا اور آپ ﷺ نے ان کو بتایا کہ وہ ذکر کی وجہ سے سبقت حاصل کر لیں گے، لیکن جب مال والوں کو پتا چلا تو انھوں نے بھی یہ وظیفہ شروع کر دیا، لہٰذا وہ پھر مالی عبادتوں کی وجہ سے آگے بڑھ گئے۔ غریب صحابہ کرام نے ان کا مقابلہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ اب وہ بھی ہمارے والا عمل کرنے لگ گئے ہیں اور ہم پھر اجر وثواب کے حصول میں ان سے پیچھے رہ گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ [الحديد: 21]

''یہ اللہ کا فضل ہے، وہ اسے اس کو دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔''

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے اوپر اسلام کے نفلی کام بہت بڑھ چکے ہیں، لہٰذا مجھے کوئی جامع سا کام بتا دیں جو مجھے کافی ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا ذکر کیا کر!'' اس نے کہا: یہ مجھے کافی ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، بلکہ بڑھ جائے گا۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پس نبی اکرم ﷺ نے اس کے جذبہ اور اس کی حالت کو دیکھ کر اسے یہ نصیحت کی کہ جب وہ اللہ کا ذکر کرے گا تو اللہ اسے پسند کریں گے، ذکر کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں جو بندے کو اللہ کے قریب کر دے، لہٰذا نبی اکرم ﷺ نے اسے وہ عمل بتایا جو اس کے لیے ممکن تھا اور آسانی سے وہ کر سکتا تھا۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. اعمال پر شرائع کے لفظ کا اطلاق جائز ہے۔
2. وہ آدمی بڑا ذہین اور سمجھدار تھا کہ اس نے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جس پر وہ ہمیشگی کرے گا اور عبادات کے معاملے میں وہ کسی انتشار کا شکار نہ ہوگا۔
3. اللہ کے ذکر کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

توبہ اور استغفار کی ترغیب

33۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِيْ، فَقَالَ: «عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتَ، وَاذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وَشَجَرٍ، وَمَا عَمِلْتَ مِنْ سُوْءٍ فَأَحْدِثْ لِلّٰهِ فِيْهِ تَوْبَةً، السِّرُّ بِالسِّرِّ، وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ» ❶

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ڈر کو لازم پکڑو جتنی تجھ میں طاقت ہے اور ہر وقت اللہ کا ذکر کرو، اور جب تو کوئی برائی کرے تو فوراً اللہ سے توبہ کرو، پوشیدہ برائی تھی تو چھپ کر توبہ کر، اور اگر علانیہ گناہ کیا تھا تو علانیہ توبہ کرو۔''

تشریح:

''عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتَ'' جتنی تو طاقت رکھتا ہے اتنا اللہ سے ڈر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوشش کر ہمیشہ ہمیشہ اللہ سے ڈرتا رہے اور تقویٰ کے تمام تقاضے پورے کر۔

''وَاذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وَشَجَرٍ'' (ہر وقت اللہ کا ذکر کرو) حجر سے مراد سفر اور شجر سے مراد حضر ہے یا حجر سے مراد تنگی اور شجر سے مراد آسودگی ہے، یعنی حجر قحط سالی اور شجر خوشحالی سے کنایہ ہے۔

❶ الطبراني في الكبير[159/20] رقم الحديث [331]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"وَمَا عَمِلْتَ مِنْ سُوْءٍ فَأَحْدِثْ لِلّٰهِ فِيهِ تَوْبَةً" اور جب تو کوئی برائی کر لے تو فوراً توبہ کر۔ اس میں اشارہ ہے کہ انسان کمزور ہے اور اگر کوشش کے باوجود کوئی برا کام ہو جائے تو فوراً اللہ کی طرف رجوع کر اور توبہ استغفار کر۔

"اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ" اَلسِّرُّ کا مطلب ہے: دل کا فعل (گناہ) اور اَلْعَلَانِيَةُ" کا مطلب ہے: اعضاء کا گناہ، پس جس طرح کا گناہ ہو ویسی ہی توبہ کرنی چاہیے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. اللہ سے ڈرنے کی ترغیب دی ہے اور تقویٰ ہی اصل چیز ہے، پس تقویٰ ہی میں نجات ہے اور اگر تقویٰ نہ ہو تو تباہی ہے۔
2. ہر وقت اور ہر جگہ اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔
3. توبہ کی ترغیب دی ہے اس لیے کہ توبہ گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔
4. مخفی توبہ کی ترغیب دی ہے، یعنی جب گناہ خفیہ ہو تو توبہ بھی خفیہ طور پر اللہ سے کی جائے اور کسی کو اس بارے میں بتایا نہ جائے، اور جب کوئی گناہ علانیہ کیا ہو یا کسی کے حقوق میں کوتاہی کی ہو تو علانیہ توبہ کرے اور لوگوں کو تکلیف دینے سے باز آجائے اور ہر ایک کے حقوق ادا کرے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موت کو کثرت سے یاد کرو

34۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قال: قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: «أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ»، يَعْنِي: الْمَوْتَ. ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لذتوں کو ختم کرنے والی (موت) کو زیادہ یاد کیا کرو۔''

تشریح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کی طرف سے زندہ لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ ہر وقت موت کے لیے تیار رہیں، کیونکہ موت وہ حقیقت ہے جس میں کوئی شک نہیں اور ایسی غائب چیز ہے جس کا انتظار کرنا چاہیے۔ یہ موت ایسا مہمان ہے جسے واپس بھیجنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا اور نہ اس کے سامنے کوئی عذر ہی چل سکے گا۔

لذتوں کو کاٹ دینے والی موت سے مراد یہ ہے کہ ہر انسان کی زندگی نعمتوں سے بھرپور ہوتی ہے، وہ ساری کائنات میں اپنے آپ کو منفرد سمجھتا ہے کہ وہ کائنات کے امیروں سے بے پرواہ ہے، وہ ساری کائنات کے طاقتوروں سے طاقتور ہے، وہ کائنات کے تمام سعادت مندوں سے زیادہ سعادت مند ہے، لیکن جب موت یاد آتی ہے تو وہ ہر لذت کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے، ہر رنگینی کو ختم کر دیتی ہے، اگر دولہا شادی والی رات موت کا تذکرہ شروع کر دے تو اتنا

❶ صحيح. سنن الترمذي، رقم الحديث [2307]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ڈر جائے گا کہ دلہن کے پاس بھی نہ جائے گا۔

پس یہ موت بڑی نصیحت آموز اور ڈرا دینے والی حقیقت ہے۔ بنا بریں یہ موت نیکی کی طرف رغبت دلاتی ہے، یعنی اس کو یاد کرنے سے انسان خود بہ خود نیکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، انصار کا ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، اس نے سلام کرنے کے بعد عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کون سا مومن افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہے۔ پھر اس آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کونسا مومن سب سے زیادہ سمجھدار ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: موت کو کثرت سے یاد کرنے والا اور مرنے کے بعد والے حالات کی تیاری کرنے والا، یہ عقل مند اور سب سے سمجھ دار لوگ ہیں۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. موت کو یاد رکھنے کی اہمیت۔
2. دنیا کے ساتھ لمبی لمبی امیدیں وابستہ نہیں کرنی چاہییں۔
3. تھوڑے رزق پر راضی رہنا چاہیے۔
4. مصیبت کے وقت جزع وفزع نہ کرو۔
5. اللہ کا ڈر رکھنا چاہیے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موت سے ڈرو

35۔ عَنِ الطُّفَيلِ بُنِ أُبَيِّ بُنِ كَعُبٍ عن أبيه رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيُلِ قَامَ فَقَالَ: « يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذُكُرُوا، اذُكُرُوا اللّٰهَ، جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ، تَتُبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الُمَوُتُ بِمَا فِيُهِ، جَاءَ الُمَوُتُ بِمَا فِيُهِ » [1]

حضرت طفیل اپنے والد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ ﷺ اٹھ جاتے اور کہتے: ''اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو، اللہ کا ذکر کرو، قیامت عنقریب قائم ہونے والی ہے، جو بھی زمین میں ہے وہ مرنے والا ہے، جو بھی زمین میں ہے وہ مرنے والا ہے۔''

تشریح:

اس ندا سے نبی کریم ﷺ کی مراد یہ تھی کہ وہ صحابہ جو سو رہے ہیں اور جو اللہ کے ذکر سے غافل ہیں، وہ نیند سے اٹھ کر اللہ کے ذکر اور نمازِ تہجد میں مشغول ہو جائیں۔ اس حدیث سے دلیل لی جا سکتی ہے کہ ذکر وغیرہ کرنے والوں کو اکٹھا کرنے کے لیے اعلان کیا جا سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دو تہائی رات گزرنے سے پہلے قیام نہ کریں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آخری حصے میں قیام مستحب ہے۔

[1] حسن. سنن الترمذي، رقم الحديث [2457]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ کا اپنی امت کو اللہ کے ذکر کی طرف ابھارنا اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا اور اجر کی امید دلانا اس لیے ہے کہ ان کو اللہ کا خوف اور امید دونوں پیدا ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ [السجدة: 16]

''ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور طمع کرتے ہوئے پکارتے ہیں اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

« جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ » قیامت قائم ہونے والی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے:

﴿ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴾ [النازعات: 6]

''جس دن ہلا ڈالے گا سخت ہلانے والا (زلزلہ)۔''

اور ماضی کا صیغہ لا کر قیامت کے قائم ہونے کو پختہ اور مضبوط کر دیا گیا ہے، گویا وہ آ ہی گئی ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ اس کا واقع ہونا بالکل قریب ہے، پس تم تیاری کرلو، اس کا معاملہ بڑا دردناک ہے۔

''اَلرَّاجِفَةُ'' کا معنی:

یعنی کائنات کی وہ اشیاء، جو ایک جگہ پر ٹھہری ہوئی ہیں، پہلے وہ حرکت کرنے لگیں گی، مثلاً زمین اور پہاڑ وغیرہ۔ قرآن مجید میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے:

﴿ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا﴾ [المزمل: 14]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''جس دن زمین اور پہاڑ کانپیں گے اور پہاڑ گرائی ہوئی ریت کے ٹیلے ہو جائیں گے۔''

اس سے مراد فرشتے کا پہلی دفعہ صور پھونکنا ہے۔

''تَتۡبَعُهَا الرَّادِفَةُ'' کا معنی:

بعد میں آنے والی۔ یعنی آسمان اور ستارے پھٹ کر منتشر ہو جائیں گے۔ یا مراد یہ ہے کہ دوسری دفعہ فرشتے کا صور پھونکنا جس کے بعد مخلوق زندہ ہو جائے گی۔

امام طیبی فرماتے ہیں:

''اَلرَّاجِفَة'' سے مراد پہلی دفعہ صور پھونکا جانا ہے جس سے تمام مخلوق مردہ ہو جائے گی۔ ''اَلرَّاجِفَة'' ایک بہت بڑی چیخ ہوگی جس سے پریشانی اور اضطراب کا سماں پیدا ہوگا جیسے بادل گرجتے ہیں اور خوف پیدا ہوتا ہے۔''

''الرَّادِفَة'' سے مراد:

دوسری دفعہ صور پھونکا جانا۔ لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ قیامت قریب ہے اس سے غافل نہ رہو بلکہ تیاری کرلو۔

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو موت اور موت کے بعد والے حالات قبر، حشر وغیرہ کی سختیاں یاد دلانے کا ارادہ کیا ہے جس میں اشارہ ہے کہ جو فوت ہوگیا گویا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔ پس یہ قیامت کبریٰ (بڑی) سے پہلے قیامت صغریٰ (چھوٹی) ہے۔

پہلی چیز یہ ہے کہ جن لوگوں پر ہم سے پہلے موت واقع ہو چکی ہے وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمارے لیے نصیحت آموز ہے اور موت نصیحت کے لیے کافی ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جولوگ موجود ہیں ان پر بھی جلد موت (قیامت صغریٰ) آنے والی ہے۔[1]

حدیث پاک کے فوائد:

1. اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ترغیب دی ہے۔
2. موت کو یاد رکھنے کی ترغیب دی ہے کیونکہ یہ اللہ کے ڈر کا بہترین سبب ہے۔
3. آخرت اور اس کی ہولناکیاں یاد رکھنے کی ترغیب دی کیونکہ یہ اللہ کے ڈر کا باعث ہے۔
4. رات کو قیام کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔
5. نبی اکرم ﷺ کی حرص کہ صحابہ کرام نیکی کے لمحات سے فائدہ اٹھائیں۔

[1] مرقاۃ المفاتیح [284,283/15]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آداب، نیکی
اور
صلہ رحمی کا بیان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حیا کی ترغیب

36۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ: إِذَا لَمْ تَسْتَحِيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ» [1]

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''بے شک لوگوں نے انبیاء کی کلام سے جو چیز پائی ہے، وہ یہ بھی ہے کہ جب تو بے حیا ہو جائے پھر تو جو چاہے کر۔''

تشریح:

حدیث کے اس جملے میں حیا اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ علماء کے نزدیک حیا بلند ترین اخلاقی اقدار میں سے ہے۔ اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ اخلاقی اقدار تمام انبیاء اور رسولوں میں بدرجہ اتم جمع تھیں۔ اس بات کی تائید اس صحیح روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''میں اس لیے مبعوث کیا گیا ہوں کہ میں اخلاقی اقدار کو مکمل کروں۔'' [2]

دونوں احادیث میں سے پہلی میں انبیاء اور رسولوں کی اخلاقی بلندی بیان ہوئی ہے اور دوسری میں یہ کہ رسول اللہ ﷺ پہلے انبیاء اور رسولوں کی اخلاقی کی تعلیمات کو مکمل کرنے والے ہیں۔

جب ہم اس حدیث میں غور و فکر کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3484]

[2] **صحيح**. سنن البيهقي، رقم الحديث [20571]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حیادار بننے کی بڑی شدت کے ساتھ ترغیب دی گئی ہے کیونکہ یہ اخلاق کی بلند ترین چوٹی ہے، اور مسلمان کے طور طریقے اور تعلیم و تربیت میں اخلاق بڑی اہم چیز ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کو اخلاق کی ہر قسم سے متصف فرمایا اور اعلان کیا:

﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾ [القلم: 4]

''اور بلاشبہ یقیناً تو ایک بڑے خُلق پر ہے۔''

اسی طرح علماء کرام فرماتے ہیں: جس کا اخلاق اعلیٰ ہو گیا اور اس کا سلوک اچھا ہو گیا گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے حیا رکھتے ہوئے نافرمانیاں چھوڑ دی۔ لوگوں میں سے جو اللہ سے ڈرتے ہوئے اس کی نافرمانی نہیں کرتا، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صہیب اچھا آدمی ہے اگر وہ اللہ سے نہ ڈرتا تو بھی اس کی نافرمانی نہ کرتا۔ یعنی اللہ سے حیا کرتے ہوئے اللہ کی نافرمانی چھوڑ دیتا۔

جیسا کہ ہندہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت فرمایا:

﴿ وَلَا يَزْنِيْنَ ﴾ [الممتحنة: 12] ''اور نہ زنا کریں گی۔''

تو ہندہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے؟ یعنی یہ ناممکن اور ناقابلِ تسلیم بات ہے کہ آزاد عورت اس پر راضی ہو کہ اس کے خاوند کے علاوہ کوئی اور اس پر سوار ہو۔

«فَاصْنَعْ فَاشِئْتَ» (جو دل میں آئے وہ کر) کیا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا خواہش کی پیروی کرنا جائز ہے؟ ہرگز نہیں، اس یہ مراد نہیں ہے بلکہ یہ تو ڈانٹ کے طور فرمایا گیا پر ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ﴾ [الکھف: 29]

''پھر جو چاہے سو ایمان لے آئے اور جو چاہے سو کفر کرے۔''

یعنی تمھارے اختیار میں ہے، اگر وہ ایمان کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کا اپنا فائدہ ہے اور اگر وہ کفر کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کا وبال بھی اسی پر ہے، اور اس کا ٹھکانہ آگ میں ہوگا۔ کیا یہ اختیار ہے یا دھمکی ہے؟ یہ صراحتاً دھمکی ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. حیا اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے۔
2. ایک اصول بیان ہوا ہے کہ ہم سے پہلے والی شریعتوں کی وہ چیزیں جنھیں کسی ناسخ نے منسوخ نہ کیا ہو، وہ ہمارے لیے بھی مشروع ہیں۔
3. نبی اکرم ﷺ کی حسنِ فصاحت و بلاغت کا بیان، اور یہ اس لیے ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ''جوامع الکلم'' (الفاظ مختصر اور بہت زیادہ مفہوم والے کلمات) دیے گئے ہیں، اور آپ لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے۔
4. یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کی بہترین مثالوں میں سے ایک مثال ہے جسے اہل علم نے امثال کی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلام عام کرنے اور کھانا کھلانے کی ترغیب

37۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، اِنْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ، وَقِيْلَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، وَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ: أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ؛ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ»[1]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے، لوگوں نے بھاگ کر آپ ﷺ کا استقبال کیا اور کہا جانے لگا: رسول اللہ ﷺ آ گئے، رسول اللہ ﷺ آ گئے، رسول اللہ ﷺ آ گئے۔ پس میں بھی آپ ﷺ کو دیکھنے کے لیے لوگوں کے ساتھ آ گیا۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ غور سے دیکھا تو میں نے یقین کر لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس وقت پہلی بات یہ کہی: اے لوگو! سلام عام کرو، مساکین کو کھانا کھلاؤ، اور جب لوگ سو رہے ہوں تم نماز پڑھو (نمازِ تہجد) تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''

[1] صحيح. سنن الترمذي، رقم الحديث [2485]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

آپ ﷺ کی آمد پر لوگ بھاگ کر آگے بڑھے، یعنی تیز تیز چلتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف گئے۔ عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ غور سے دیکھا تو میرے اوپر ہر چیز واضح ہوگئی اور میں نے علامتوں سے پہچان لیا کہ یہ کسی جھوٹے نبی کا چہرہ نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ ظاہر باطن کا آئینہ لگ رہا تھا۔

آپ ﷺ نے پہلی بات یہ کی: اے لوگو! سلام کو عام کر دو، یعنی بہت زیادہ سلام کیا کرو، جسے پہچانتے ہو اسے بھی سلام کرو اور جسے نہیں پہچانتے اسے بھی سلام کرو۔ اور کھانا کھلاؤ۔ یعنی مساکین اور یتیموں وغیرہ کو کھانا کھلاؤ۔

جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو۔ یعنی رات کے وقت اٹھ کر نماز پڑھو کیونکہ یہ غفلت کا وقت ہے، اس وقت اللہ کے قریب ہونا زیادہ اجر وثواب کا باعث ہوتا ہے یا اس وقت ریا کاری کا امکان نہیں ہوتا۔

تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے، یعنی اللہ اور فرشتوں کی طرف سے سلامتی ہوگی اور ہر مکروہ یا عیب یا مشقت وغیرہ سے سکون ہوگا۔[1]

حدیث پاک کے فوائد:

① اس حدیث میں اشارہ ہے کہ نیک لوگ انبیاء کی فضیلت پہچان لیتے ہیں کیونکہ انبیا کی ایسی علامتیں اور صفات ہوتی ہیں جو صداقت پر دلالت کرتی ہیں۔

② عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کی طرف اشارہ ہے کہ وہ یہودیت سے تائب ہو کر مسلمان ہوئے تھے، حالانکہ یہودیوں میں اس طرح کم ہی ہوا تھا۔

③ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست کی طرف اشارہ ہوا ہے کہ

[1] تحفة الأحوذي [158/7]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھ کر پختہ یقین کرلیا کہ یہ نبی برحق ہیں۔

4 حدیث میں واضح ہے کہ سلام ہر ایک کو کہنا چاہیے، اگرچہ وہ واقف ہو یا نہ ہو۔

5 فقراء کو کھانا کھلانا، مہمان کی خاطر مدارات کرنا اور مسافر وغیرہ کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ حدیث میں کوئی حد نہیں بیان ہوئی بلکہ عام حکم دیا گیا ہے۔

6 رات کے قیام کی ترغیب دی گئی ہے، کیونکہ وہ جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔

7 نبی اکرم ﷺ کی حکمت و دانائی کہ آپ ﷺ مدینہ آئے اور لوگوں کو ایسی چیز کا وعظ کیا جو ان کے لیے فائدہ مند تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

پاکیزہ مال کا صدقہ

38۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِي اللّٰه عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
«أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّي بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ [المؤمنون: 51] وَقَالَ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ [البقرة: 172] ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ؟»[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، یقیناً جو تم کرتے ہو، میں اسے خوب جاننے والا ہوں۔“ اور فرمایا: ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمھیں عطا فرمائی ہیں اور اللہ کا

[1] صحیح مسلم [1015/65]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شکر کرو، اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کا تذکرہ کیا جو لمبا سفر کرتا ہے، پراگندہ حال، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتا ہے (کہتا ہے) اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور وہ حرام ہی سے پرورش کیا گیا ہے۔ پس کیسے اس کی دعا قبول کی جائے؟"

تشریح:

"اَلطَّیِّب" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اور اللہ تعالیٰ ان اعمال کو قبول کرتے ہیں جو پاک ہوں۔ یہ معاملہ تمام اعمال کا ہے اور اسی میں سے کمائی بھی ہے، پس انسان اچھے عمل کرے، پاکیزہ (حلال) روزی کمائے اور پاکیزہ ہی خرچ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے جو حکم رسولوں کو دیا ہے وہی حکم مومنوں کو بھی دیا ہے۔ یہ حکم مندرجہ ذیل دو آیتوں میں واضح ہے:

① ﴿ یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴾ [المومنون: 51]

"اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو، یقیناً میں اسے جو تم کرتے ہو، خوب جاننے والا ہوں۔"

اور فرمایا:

② ﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ [البقرة: 172]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے تمھیں عطا فرمائی ہیں اور اللہ کا شکر کرو، اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔“

دونوں آیتوں میں رسولوں کو پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دیا گیا ہے، اور جیسے رسول صرف پاکیزہ چیزیں ہی کھاتے ہیں، اسی طرح مومنوں پر ان کی پیروی واجب ہے کہ وہ بھی پاکیزہ اشیا ہی کھائیں۔

بعد میں نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ اللہ بھی پاکیزہ کو ہی قبول کرتے ہیں اور رسولوں اور مومنوں کو پاکیزہ چیزوں سے کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس سے واضح کر دیا کہ لوگوں میں سے جو اس طریقے اور راستے کی مخالفت کرے گا، اس کا کھانا پاک نہیں ہوگا بلکہ وہ حرام کمائی کمانے کا ارادہ کرے گا اور اس حرام کمائی کو اپنا کھانا، پہننا، روزی وغیرہ تمام معاملات میں استعمال کرے گا تو یہ سارے اسباب اس کی دعا کی عدم قبولیت کا باعث ہوں گے، حالانکہ دعا کی قبولیت والے حدیث میں مذکور چار اسباب اس کے پاس موجود ہوتے ہیں:

① لمبا سفر کر کے آنا۔

② غبار آلود ہونا۔

③ ہاتھوں کا دعا کے لیے اٹھانا۔

④ اللہ کو اس کی صفت ربوبیت کے ساتھ پکارنا اور تکرار کے ساتھ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرنا۔

لیکن عدم قبولیت والے اسباب کی موجودگی کی وجہ سے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک کے فوائد:

1. حلال کھانے اور حلال رزق کمانے کی ترغیب دی گئی ہے۔
2. رسول اور پیغمبر ہمارے لیے نمونہ ہیں۔
3. حرام کھانا دعا قبول نہ کیے جانے کا سبب ہے۔
4. اللہ کا نام "اَلطَّیِّبُ" ہونے کا ثبوت۔
5. اس بات کی طرف اشارہ کہ صدقہ پاک مال سے قبول کیا جاتا ہے، جو چیز ناپاک ہو یا جس میں ناپاکی کا شبہہ ہو وہ قبول نہیں کی جاتی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پڑوسی سے حسنِ سلوک

39۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْجَدْعَاءِ، فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، يَقُوْلُ: «أُوْصِيْكُمْ بِالْجَارِ» حَتَّى أَكْثَرَ فَقُلْتُ: إِنَّهُ لَيُوَرِّثُهُ.[1]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اس حال میں کہ آپ ﷺ اپنی جدعا، (کٹے ہوئے کان والی) اونٹنی پر حجۃ الوداع کے موقع پر فرما رہے تھے: ''میں تم کو ہمسائے کے بارے میں وصیت کرتا ہوں (راوی فرماتے ہیں) آپ ﷺ نے اتنی زیادہ ہمسایہ کے بارے میں تلقین کی کہ میں کہنے لگا: آپ ﷺ ہمسائے کو وارث بنا دیں گے۔''

تشریح:

پڑوسی وہ ہے جس کا گھر تیرے گھر کے ساتھ ہو اور وہ تیرے قریب رہتا ہو۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ہر طرف سے چالیس گھروں تک ہمسائیگی ہے۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ گھر کے ساتھ والا پڑوسی ہے، اس کے علاوہ اگر نبی ﷺ سے کوئی چیز صحیح منقول ہو تو ٹھیک ہے، ورنہ عرف عام کا اعتبار کریں گے کہ لوگ اپنے معاشرے میں کتنے گھروں تک پڑوس کا اعتبار کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ ہمسائے کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتے تھے اور اس

[1] صحيح. طبراني في الكبير [7523]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو تکلیف و ایذا دینے سے منع فرماتے، اس لیے جہاں تک ممکن ہو اس کی عزت کی جائے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے اس کے حقوق کے بارے میں اتنی تاکید کی، قریب تھا کہ اسے وارث ہی قرار دے دیں۔

بعض دانا لوگ کہتے ہیں: ''پڑوسی کے حق کی اور پڑوسی کی حفاظت کرو'' اور سب سے قریبی پڑوسی کو مقدم رکھو۔

اللہ نے تم کو جو نعمتیں دی ہیں ان سے ہمسائے کو بھی فائدہ پہنچاؤ، تم سے ہمسائے کے بارے میں سوال کیا جانا ہے، ہمسائے سے نقصان کو دور کرو اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرو، جب تیرے پڑوسی کا نام لیا جائے تو تیرا اس کے ساتھ احسان کرنا اور اس سے مشکل کو دور کرنا بطور ایک نمونہ کے طور پر ذکر کیا جائے۔ [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جبرائیل نے مجھے پڑوسی کے بارے میں اتنی وصیت کی کہ میں سوچنے لگا کہ وہ عنقریب اسے وارث قرار دے دیں گے۔''

یعنی اس کے وراثت میں حق دار ہونے کی وحی نازل ہو جائے گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جبرائیل علیہ السلام بذات خود اسے وارث بنا دیں گے، کیونکہ جبرائیل علیہ السلام کو اس کا حق نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جبرائیل اس کے وارث ہونے کی وحی لے کر آجائیں گے۔ اندازہ کریں پڑوسی کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کو کتنی شدت کے ساتھ وصیت کی تھی۔

حدیث پاک کے فوائد:

① مہمان کی عزت کرنے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی ترغیب دی ہے۔

② اجتماعی طور پر ایک دوسرے کے کام آنا چاہیے تا کہ لوگوں میں امن و امان

[1] فیض القدیر للمناوي [103/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قائم ہو جائے۔ ہمسایہ معاشرے کا ایک حصہ ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ نیکی کی ترغیب دی ہے۔

3 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی کریم ﷺ کے علم کی حفاظت کرنے کا بیان ہے، یہاں تک کہ انھوں نے جگہ اور وقت کو بھی یاد رکھا، بلکہ اس اونٹنی کی صفت کو بھی یاد رکھا جس پر آپ ﷺ سوار تھے، اور پھر اس وصیت پر رسول اللہ ﷺ کا تکرار بھی یاد رکھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمسائے کے ساتھ نیکی کی صورتیں

40۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ» [1]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ذر جب تو شوربا (سالن) بنائے تو اس میں پانی زیادہ ڈال لے اور اپنے ہمسائے کا خیال رکھا کرو۔''

تشریح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ہمسائے کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کی ہے، اور مسلم معاشرے کے اجتماعی معاملات میں ایک دوسرے کے کام آنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ دوسروں کا حال دریافت کرنا اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنا مسلمان پر لازم ہے۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جب سالن پکاؤ تو زیادہ پانی ڈال کر اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضرورت سے زیادہ سالن تیار کر کے ہمسائے کا بھی خیال رکھو۔

امام تورپشتی فرماتے ہیں:

''اپنے ہمسائے کا خیال رکھ۔ یعنی کھانا زیادہ تیار کر کے اپنے

[1] صحیح مسلم [2625/142]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمسائے کی حفاظت کر اور اس کے ساتھ اپنے اس عہد کی تجدید کر اور ہمسائیگی کا حق ادا کر۔ ''اَلتَّعَھُّدُ'' یعنی کسی چیز کی حفاظت کرنا اور اس حفاظت کو تازہ رکھنا۔''[1]

حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس میں ہمسائے اور فقراء وغیرہ کو کھانا کھلانے کی غرض سے کھانا زیادہ بنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ شوربے میں گوشت کی طاقت ہوتی ہے، اسی لیے اسے دو گوشتوں میں سے ایک گوشت کہا جاتا ہے، کیونکہ زیادہ ابالنے اور پکانے کی وجہ سے اس میں گوشت کی خاصیت آ جاتی ہے۔''

نیز فرمایا:

''شوربے والے گوشت کی فضیلت بھُنے ہوئے گوشت سے زیادہ ہے کیونکہ اس میں زیادہ فوائد ہوتے ہیں: ① گھر والوں اور پڑوسی کو کافی ہوسکتا ہے۔ ② اس سے ثرید بنایا جا سکتا ہے جو افضل کھانا ہے۔ ③ اس کے ساتھ ہمسائے سے احسان کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔ ④ اپنے ہمسائے کے لیے اپنے کھانے سے کچھ حصہ وقف کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔''[2]

حدیث پاک کے فوائد:

1. اجتماعی کاموں میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔
2. اس میں اہل مغرب کے کافروں کے اس فعل کی مذمت ہے کہ انھوں نے

---

[1] مرقاۃ المفاتیح

[2] فیض القدیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حق ہمسائیگی چھوڑ دیا ہے اور افسوس کی بات ہے کہ یہ دشمنی اسلامی ممالک میں بھی آچکی ہے۔

③ ہمسائے کو سالن وغیرہ کا ہدیہ دینے کی ترغیب ہے یا کوئی ایسی چیز جس سے تالیفِ قلب ہو سکے۔

④ نبی اکرم ﷺ کی ہمسائے سے حسن سلوک کی حرص، تاکہ معاشرے میں امن و امان اور بھائی چارہ قائم ہو سکے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

راستے کے آداب

41۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ» فَقَالُوْا: مَا لَنَا بُدٌّ، إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا؛ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا. قَالَ: «فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهَا» قَالُوْا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ؟ قَالَ: «غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ» [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''راستے میں بیٹھنے سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بعض دفعہ ہمارا بیٹھنا ضروری ہوتا ہے، ہم نے کہیں بیٹھ کر ضروری باتیں کرنا ہوتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ضرور بیٹھنا ہی پڑے تو راستے کا حق ادا کیا کرو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نظریں نیچی رکھنا، کسی کو تکلیف نہ پہنچانا، سلام کا جواب دینا، نیکی کے کام کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔''

تشریح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے واضح کیا ہے کہ راستے میں بیٹھنا جائز

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [2465] صحيح مسلم [2121/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں، الا یہ کہ اس کا حق ادا کیا جائے اور شرائط کا لحاظ رکھا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر راستے کے کچھ حقوق بیان کیے ہیں۔

اس بارے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ راستے سے دور بیٹھنا بہتر ہے لیکن مجبوری کے وقت راستے پر بیٹھنا جائز ہے، پس راستے کے حقوق میں یہ باتیں شامل ہیں کہ نگاہیں جھکا کر رکھنا اور کسی کو ایذا دینے سے رکنا۔ یعنی ایسی چیز کی طرف نہ دیکھنا جو اس کے لیے جائز نہیں، مثلاً عورتوں کی طرف دیکھنا، اسی طرح لوگوں کو اپنے فعل اور اپنی بات سے تکلیف نہ پہنچانا۔

اسی سے ہے: سلام کا جواب دینا۔ یعنی وہاں کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دینا، کیونکہ وہاں آنے والا سب سے پہلے سلام کرے گا تو بیٹھے ہوئے پر جواب لازمی ہے۔ اسی لیے "رَدُّ السَّلَام" کا لفظ بولا اور یہ نہیں کہا: "اِبۡتِدَاءُ السَّلَام" کیونکہ بیٹھا شخص لوگوں پر سلام نہیں کرتا بلکہ لوگ اس پر سلام کرتے ہیں، پس اگر کوئی چلتا ہوا آتا ہے تو بیٹھا شخص "السلام علیکم" نہیں کہتا، بلکہ آنے والا "السلام علیکم" کہتا ہے اور دوسرا شخص جواب دیتا ہے۔

اسی سے ہے: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔ پس جب خیر طلب اور حق والی بات ہو تو وہ اچھائی کا حکم دے اور اگر کوئی برائی والی بات ہو تو اس سے بچائے اور ڈرائے، یہ کام بطورِ مصلحت اور نقصان کو دفع کرنے کے لیے ہیں۔

نگاہیں جھکانا اور برائی سے رکنا، نقصان سے بچنے کے لیے ہے۔ اور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اور سلام کا جواب دینا بطور مصلحت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ» "راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔"

یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اصلاً راستے میں بیٹھنا منع ہے، لیکن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب کوئی ضرورت ہو جیسا کہ صحابہ کرام نے کہا تو پھر راستے کا حق ادا کرنا ضروری ہے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کرو یہ کرو بلکہ فرمایا:

«اَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ» ''راستے کا حق ادا کرو۔''

صحابہ نے پوچھا: حق کیا ہے؟ صحابہ کرام کا سوال کرنا اس کو اچھی طرح یاد رکھنے اور سمجھنے کے زیادہ مناسب تھا، اس سوال میں انھوں نے کسی چیز کا تقاضا کیا ہے، یعنی جو چیز رسول اللہ ﷺ نے ان کو بتائی وہ مجمل تھی، انھوں نے اس کی تفسیر کا مطالبہ کیا۔ یہ تفصیل اس وقت سوال کرنے والوں کے لیے ایک تنبیہ تھی، اس میں صحابہ کرام کا علم سیکھنے کا شوق ظاہر ہوتا ہے اور یہ تڑپ کہ کہیں کوئی چیز رہ نہ جائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ نگاہیں نیچی رکھو، کسی کو تکلیف دینے سے بچو اور سلام کا جواب دو، نیکی کے کام کا حکم دو اور برائی سے منع کرو، یہ کلمات جوامع الکلم میں شمار ہوتے ہیں۔

حدیث پاک کے فوائد:

① راستے میں بیٹھنے سے بچو۔

② دو شرطوں کے ساتھ راستے پر بیٹھنا جائز ہے:

① ضروری معاملات کے لیے۔ ② راستے کا حق ادا کیا جائے۔

③ اس حدیث میں راستے کے حقوق بیان ہوئے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مومن آدمی سے دوستی رکھو

42۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِي رضي الله عنه عن النبي ﷺ قَالَ: «لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ» ❶

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تو صرف مومن کو ساتھی بنا اور تیرا کھانا صرف نیک لوگ کھائیں۔"

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں دو باتوں کی نصیحت کی ہے:

① مومن آدمی کو دوست بناؤ۔ یعنی جس کا ایمان اور تقویٰ معروف ہو۔ پس ایسے آدمی کو دوست اور رفیق بنانا اور اسی کے ساتھ بیٹھنا چاہیے کیونکہ اس کی صحبت کا فائدہ ہوگا۔

② تیرا کھانا صرف نیک لوگ کھائیں، یعنی پرہیز گار آدمی۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان دعوت پر صرف نیکوں ہی کو بلائے اور برے لوگوں کو نہ بلائے، لیکن جب اصلاح، خیر خواہی اور دعوت و تبلیغ کا ارادہ ہو تو نیک و بد ہر قسم کے لوگوں کو دعوت پر بلایا جا سکتا ہے، یہ مصلحت کے تحت درست ہوگا، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کے علاوہ انسان کا بیٹھنا، رہنا سہنا، کھانا پینا نیک لوگوں کے ساتھ ہونا چاہیے اور اگر اس کا رہنا سہنا، اٹھنا بیٹھنا برے لوگوں کے ساتھ ہوگا اور وہ اس کی پرواہ نہ کرے گا تو بری

❶ سنن أبي داود، رقم الحديث [4832]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحبت کا اثر اس پر بھی پڑے گا۔

احسان اور نیکی کی غرض سے نیک، فاجر ہر کسی سے تعلق رکھنا چاہیے کیونکہ ہوسکتا ہے یہ نیکی برے آدمی پر اثر انداز ہو اور وہ اپنی اصلاح کر کے نیک بن جائے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. نیک صحبت اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے۔
2. بُری صحبت سے منع کیا ہے۔
3. نیک لوگوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غصہ ختم کرنے کی وصیت

43۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ
أَوْصِنِي! قَالَ: « لَا تَغْضَبْ » فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: « لَا تَغْضَبْ »[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غصہ نہ کرو''، پھر اس نے بار بار پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔''

تشریح:

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی جامع ترین وصیتوں میں سے ہے۔ اس آدمی نے بار بار وصیت چاہی، آپ ﷺ ہر مرتبہ یہی کہتے رہے: غصہ نہ کیا کر۔

دوسری روایت میں ہے کہ آدمی نے جب بہت زیادہ اصرار کے ساتھ پوچھا تو نبی اکرم ﷺ نے بھی اصرار کے ساتھ ایک ہی بات بتائی:

''غصہ ہر برائی کی جڑ ہے۔''[2]

اور یہ اس لیے کہ خطرناک اور برے کام، جن کے نتائج قابل تعریف نہیں ہوتے، چاہے وہ قولاً ہوں یا فعلاً، سب غصے کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں اور ایسا آدمی بہت زیادہ غصے میں آ کر بہکی بہکی نامعقول باتیں کرتا ہے اور اُس بے

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6116]

[2] صحيح. مسند أحمد [373/5]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وقوف آدمی کی طرح ہو جاتا ہے جسے کچھ پتا نہیں ہوتا وہ کیا کہہ رہا ہے؟ اللہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

غصہ ان مذموم صفات میں سے ہے جو شیطان کے حملہ آور ہونے کا ایک ذریعہ ہیں۔ پس غصہ سے ہمیشہ شر ہی جنم لیتی ہے، اکثر قتل اور دشمنی کے واقعات غصے کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ بے شمار بری باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے بارے میں انسان کا ارادہ ہوتا ہے کہ وہ رفع دفع ہو جائیں، لیکن غصہ آنے سے وہ تازہ ہو جاتی ہیں، غصے کی وجہ سے خاوند بیوی کے درمیان برے واقعات پیش آ جاتے ہیں۔ غصے کی وجہ سے رشتہ داریاں ٹوٹ جاتی ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ملانے کا حکم دیا ہے۔ غصے سے وقتی طور پر انسان کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، لیکن بعد میں جلد ہی اسے صحیح راستے کا احساس ہو جاتا ہے۔ ان بے شمار وجوہات کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ غصہ مذموم صفت اور شیطانی ہتھکنڈہ ہے، جس کے ساتھ وہ مومنوں میں جدائی ڈالتا ہے، اسی طرح فحاشی، عریانی اور حرام کاری کو فروغ دیتا ہے۔

غصے کا علاج:

غصے کے علاج کے بارے میں بے شمار احادیث ہیں، ذیل میں کچھ احادیث کا خلاصہ بیان کیا جا رہا ہے:

1. وضو کے ساتھ غصے پر قابو پایا جا سکتا ہے کیونکہ غصے میں بھڑکاؤ ہوتا ہے اور وضو میں ٹھنڈک ہے، غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے جبکہ وضو میں اللہ کے لیے عاجزی و انکساری اور اللہ کی عبادت ہوتی ہے، پس وہ غصہ کو ختم کر دیتا ہے، لہٰذا غصہ کے وقت وضو کر لینا مشروع ہے۔
2. اسی طرح حدیث میں ہے کہ کھڑے ہو کر غصہ آئے تو بیٹھ جائیں کیونکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس طرح نفس کو سکون ہو گا۔

③ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غصہ والی بات بدل کر کوئی اور اچھی بات شروع کر لی جائے تاکہ غصہ ختم ہو جائے۔

یہ بات معروف ہے کہ انسان کو آزمایا جاتا ہے اور اس کی آزمائش اجر و ثواب کے لحاظ سے مختلف درجات کی ہوتی ہے، جب غصہ کے ساتھ آزمایا جاتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس پر قابو پائے اور نبی اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ترغیب دی ہے:

﴿ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ ﴾ [آل عمران: 134]

''اور غصے کو پی جانے والے۔'' (متقی ہیں)

یعنی غصہ پر قابو پانے کی قدرت رکھتا ہو تو ایسا انسان اللہ تعالیٰ کے فضل کا زیادہ حق دار ہے۔ بعض احادیث میں بیان ہوا ہے کہ اسے تمام مخلوق پر رفعت دے کر جنت کی طرف بلایا جائے گا، اسی طرح کے اور بھی کئی انعامات ہیں۔

یہ حدیث بڑے عظیم ادب پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمان کو ہر راستے میں اللہ کے حکم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو غصے والی عادت ترک کرنے پر آمادہ کرنا چاہیے۔ لیکن اس کے لیے قوتِ برداشت کا ہونا ضروری ہے، یہ قوتِ برداشت بردباری اور سنجیدگی سے آتی ہے، جس شخص میں بردباری اور سنجیدگی آ جائے وہ حکیم اور دانا بن جاتا ہے، اسی لیے جو شخص غصہ والا ہوتا ہے اس میں فیصلہ کرنے کی صحیح اہلیت نہیں ہوتی بلکہ پہلے اسے اپنی اصلاح کر کے دانا بننے کی ضرورت ہے۔

مختلف واقعات میں غصے کے بعض سنگین نتائج سامنے آتے ہیں، اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی وصیت ''غصہ نہ کیا کر'' اس پر ہمارے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معاشرے کے ہر فرد، چھوٹا ہو یا بڑا، بہن بھائی ہوں یا بیوی بچے، پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جب انسان دانا اور سمجھدار بن جاتا ہے تو وہ اللہ کے قریب ہوجاتا ہے، اور یہ صفات خاص اللہ کے بندوں والی ہیں۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. صحابہ کرام کا نبی اکرم ﷺ سے وصیت حاصل کرنے کا شوق بیان ہوا ہے۔
2. غصے کی مذمت بیان ہوئی ہے۔
3. وصیت یا نصیحت کے وقت تکرار مستحب ہے، تاکہ سننے والوں کے لیے وہ بات اہمیت والی ہوجائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زبان کی حفاظت کرو

44۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ» [1]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! نجات کس چیز میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھ، اور اپنے لیے اپنے گھر کو کافی سمجھ اور اپنی غلطیوں (گناہوں) پر رویا کر۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو تین وصیتیں فرمائیں:

(1) زبان کی حفاظت کرنا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس فرمان میں نجات کا راستہ بیان کیا ہے کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھ، یعنی اس کی حفاظت کرو اور بڑے خطرے سے بچاؤ۔

امام ذوالنون رحمہ اللہ فرماتے تھے:

''اپنے آپ کو بچانے کے لیے زبان پر قادر ہونا ضروری ہے۔''

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

''زمین پر سب سے زیادہ ضرورت زبان کو قید کرنے کی ہے۔''

---

[1] صحیح سنن الترمذی، رقم الحدیث: 2406

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بعض دانا لوگوں کا کہنا ہے:

''زبان سے زیادہ کوئی چیز قید کا حق نہیں رکھتی، اس کا ٹھکانا دو ہونٹوں اور کئی دانتوں کے پیچھے ہے، اس کے باوجود یہ کثرت سے بولتی اور ہلاکت کے دروازے کھولتی ہے۔''

(2) گھر میں ٹھہرنا۔ رسول اللہ ﷺ نے دوسری وصیت یہ کی ہے کہ اپنے گھر میں رہا کر، خصوصاً فتنوں کے زمانے میں۔

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس میں ظاہری حکم تو گھر پر وارد ہوا ہے لیکن حقیقی معنی یہ ہے کہ ایسی چیزوں کو اختیار کر جو تجھے گھر میں ٹھہرا کر اللہ کے ذکر میں مشغول کرنے کا سبب بنیں اور اللہ کے سوا ہر چیز سے بے نیاز کر کے تجھے صرف اس کی اطاعت پر مجبور کریں۔''

(3) گناہوں پر رونا۔ یعنی غلطیوں اور نافرمانیوں پر روتے ہوئے ندامت و شرمندگی کا اظہار کرنا، اس لیے کہ تیرے سارے اعضاء قیامت کے دن تیرے خلاف بولنے والی زبان کی شکل میں گواہی دیں گے اور تجھے تمام مخلوق کے سامنے ذلیل کر کے رکھ دیں گے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [النور: 24]

''جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف اس کی شہادت دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔''[1]

[1] فیض القدیر [249,248/2]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک کے فوائد:

1. زبان کی حفاظت کرنے کی ترغیب دی ہے۔
2. فتنوں کے زمانے میں لوگوں کے ہجوم سے دور رہنا۔
3. گناہوں پر ندامت و شرمندہ ہونے کی ترغیب دی ہے۔ انسان کو اپنے بارے میں غور کرنا چاہیے کہ اس نے اب تک کیا اعمال کیے اور آئندہ کے لیے اسے کیا کرنا ہے؟
4. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھلائی، نیکی کی حرص اور آگ سے حفاظت میں رہنے کی فکر۔
5. رونا جائز ہے اور رونے کے اسباب بے شمار ہیں، مثلاً ندامت، خوشی، رنج، تکلیف، غم، خشوع، اللہ کا ڈر، قرآن مجید کی آیتوں پر غور کر کے رونا وغیرہ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فضول کاموں کو چھوڑنا

45۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
«مَنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ» [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''آدمی کے اسلام کی خوبی ہے کہ ان چیزوں کو چھوڑ دے جو اس کے کام کی نہیں ہیں۔''

تشریح:

یہ حدیث مختصر الفاظ پر مشتمل ایک جامع وصیت ہے۔ بعض علماء نے اسے نصف اسلام، بعض نے مکمل اسلام اور بعض نے اسے رُبع اسلام شمار کیا ہے، کیونکہ یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے، جو نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے۔ الغرض یہ اسلام کے آداب پر مشتمل انتہائی مختصر الفاظ اور تھوڑے کلمات والی حدیث ہے۔

حسن: ہر چیز کے جمال، کمال اور خوبصورتی کو بڑا کر دیتا ہے، لیکن یہاں اس کے علاوہ اور حسن مراد ہے۔ حدیثِ جبریل میں احسان کے بارے میں آیا ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے اسلام، ایمان اور پھر احسان کے بارے میں سوال کیا تو نبی اکرم ﷺ کا جواب یہ تھا کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ پس عبادت ہی اصل چیز ہے۔ اور عبادت میں حسن یہ ہے کہ اللہ تیری عبادت کے حال سے اس طرح واقف ہیں گویا تو اللہ کو دیکھ رہا

[1] صحیح. سنن الترمذي، رقم الحديث | 2317 |

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اگر تو نہیں دیکھ رہا تو یقین کر لے کہ اللہ تجھے دیکھ رہے ہیں۔ مثلاً اس طرح سمجھیں کہ انسان جب گھر بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اس کی بنیادیں کھڑی کرتا ہے، پھر اس گھر کی خوبصورتی کے لیے بہتر سے بہتر وسائل استعمال میں لاتا ہے۔

اس حدیث پر وہ شخص عمل کرتا ہے جس کا اسلام ارکانِ اسلام سے مکمل ہو، پھر وہ محسّنات کی طرف آتا ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اسلام کے محسّنات کچھ تو اس حدیث میں مذکور ہیں اور کچھ مذکور نہیں ہیں، مثلاً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا خلاق نیکی ہے'' لہٰذا حسنِ اخلاق اسلام کے محسّنات میں سے ہے۔

یہ حدیث فضول چیزوں کو چھوڑنے کا حکم دیتی ہے۔ شریعت میں رُک جانا بھی ایک فعل ہے اور جو شخص برائی سے رک گیا، یہ اس کے لیے نیکی ہے۔ ایک کہنے والے نے نبی ﷺ کی موجودگی میں مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت کہا: اگر ہم بیٹھے رہیں اور نبی ﷺ کام کریں تو یہ ہمیں گمراہ کرنے والا عمل ہے۔ یعنی ان کا کام کرنے سے بیٹھے رہنا گویا کام سے رکنا ہے۔

انسان کے متعلقہ اور غیر متعلقہ کون کون سی چیزیں ہیں؟

یعنی مسلمان کے لیے کونسی چیز فائدہ مند ہے اور کونسی غیر فائدہ مند؟ علماء نے اس حدیث کے پیشِ نظر اعمال کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے:

1. ایسا کام جس کا کرنا تیرے متعلقہ ہو۔
2. ایسا کام جس کا کرنا تیرے متعلقہ نہ ہو۔
3. ایسا کام جسے چھوڑنا تیرے متعلقہ ہو۔
4. ایسا کام جسے چھوڑنا تیرے متعلقہ نہ ہو۔

پس جب تو اپنے متعلقہ کام کرے گا اور غیر متعلقہ کو چھوڑ دے گا تو تو نے دو اچھی چیزوں کو جمع کر لیا، لیکن جب تو نے اپنے متعلقہ کام کو چھوڑ دیا تو یہ سستی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی نشانی ہوگی اور جب تو نے غیر متعلقہ کام کر لیا تو یہ فضول ہوگا۔ سب سے اچھی بات اپنے متعلقہ کام کرنا اور غیر متعلقہ کام کو چھوڑ دینا ہے، انسان کے کام اور زندگی میں اس کے علاوہ کوئی پانچویں قسم نہیں ہے۔

عقل مند انسان غیر متعلقہ چیزوں میں خواہ مخواہ وقت ضائع نہیں کرتا اور اپنے متعلقہ چیزوں کو کبھی چھوڑ کر فضول کاموں میں نہیں پڑتا۔

بعض علماء بیان کرتے ہیں کہ بندے سے اللہ کی ناراضگی کی یہ علامت ہے کہ اللہ اسے بے فائدہ کاموں میں مشغول کر دیتے ہیں، انسان بے فائدہ کاموں میں مشغول ہوکر اپنے واجبات بھی ضائع کر بیٹھتا ہے،کوئی بھی کام یا تو حق ہوگا یا باطل، کیونکہ حق کے بعد گمراہی ہوتی ہے۔ اگر تو اپنے آپ کو صحیح کاموں میں مشغول کر دے تو تیرے پاس بے فائدہ کاموں کے لیے وقت نہ رہے گا، لیکن اگر تو فضول کاموں میں لگ گیا تو تیرا وقت بھی ضائع ہوگا اور تیرے متعلقہ امور بھی متاثر ہوں گے۔

علماء فرماتے ہیں: تیرے متعلقہ کاموں میں سب سے اہم کام واجبات کی ادائیگی ہے اور غیر متعلقہ میں سب اہم کام حرام کو ترک کرنا ہے، پس مسلمان کے اسلام کی خوبی ہے کہ ناجائز کاموں کو چھوڑ دے کیونکہ وہ فضول ہیں۔ انسان جب محرمات، مکروہات، صغیرہ، کبیرہ گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے تو سلامت رہتا ہے، اگرچہ واجبات میں کوئی کمی کوتاہی رہ بھی جائے، لیکن جب وہ دونوں طرح کے کاموں میں مشغول ہوجاتا ہے تو پھر اچھے اور برے کی تمیز نہیں رہتی۔

علماء کا اس حدیث کو ربع، نصف یا مکمل اسلام قرار دینا مفہوم مخالف کے طور پر ہے، گویا یہ حدیث مسلمان آدمی کو ایک پیمانہ دیتی ہے کہ وہ جان لے وہ کیا کرتا ہے اور کیا چھوڑتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فضول کاموں کی چند مثالیں:

اگر ہم ہر وقت اور ہر جگہ لوگوں کی زندگی پر غور وفکر کریں تو ہمیں بے شمار ایسی مثالیں ملتی ہیں، مثلاً کوئی آدمی راستے پر چلتے چلتے دو آدمیوں کو باتیں کرتے پا کر ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے اور ان کی باتیں سنتا ہے، تو یہ فضول کام ہے، اس نے اپنا وقت بھی ضائع کیا اور گناہ کا مرتکب بھی ہوا۔ دوسرے لوگ اس کی طرف دیکھیں گے کہ اس نے وہ کام کیا جو اس کے شایانِ شان نہ تھا، لہٰذا تم کسی کی بات سنو اور نہ لوگوں کے عیوب کی جستجو کرو بلکہ اس فضول حرکت سے بچو۔

اگر کسی کی شادی ہوئی ہو، اس سے یہ سوال کرنا کہ حق مہر کتنا تھا؟ منگنی کیسے ہوئی؟ فلاں فلاں کام کیسے ہوا؟ یہ سب غیر متعلقہ فضول باتیں ہیں۔

جب کسی کسان کو کھیت میں کام کرتے دیکھو تو اس سے سوال کرنا کہ تو کیا کاشت کر رہا ہے؟ یہ کیوں کر رہا ہے؟ آئندہ اس میں کیا بوئے گا؟ وغیرہ وغیرہ یہ سب فضول ہے، البتہ جب خریدنے کا ارادہ ہو تو ایسے سوالوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اکثر علما نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ جس کام سے تجھے نفع کی امید ہو وہ تیرے متعلقہ ہے اور جس سے نفع کی امید نہ ہو وہ تیرے غیر متعلقہ ہے۔ دین کے اعتبار سے نفع اس میں ہے کہ وہ ایسی چیز سیکھے جس کا اسے علم نہ ہو اور اس پر عمل کرے۔ بدن کے اعتبار سے نفع اس میں ہے کہ اس کی حفاظت کرے، شر سے بچائے، اسے غذا دے اور شر کو چھپائے۔ مال کے اعتبار سے نفع اس میں ہے کہ اس کی حفاظت کرے، حرام سے بچائے اور کاروبار وغیرہ سے اسے بڑھائے۔ عزت کے اعتبار سے نفع اس میں ہے کہ اسے داغدار ہونے سے بچائے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان میں حالتِ اعتکاف میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے، اسی دوران میں آپ ﷺ کی بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں، انھوں نے آپ ﷺ سے کچھ دیر بات چیت کی، پھر وہ واپس جانے لگیں تو آپ ﷺ ان کو چھوڑنے ساتھ گئے، راستے میں نبی اکرم ﷺ نے دو آدمیوں کو دیکھا تو وہ جلدی جلدی قدم اٹھا رہے تھے، رسول اللہ ﷺ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں آرام سے چلو، یہ میری بیوی صفیہ ہے۔ ان دونوں نے تعجب سے کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول ﷺ!

آپ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے ڈر لاحق ہوا کہ کہیں شیطان تمھارے دلوں میں کوئی غیر معقول بات نہ ڈال دے جو تم کو ہلاک کر دے۔''[1]

پس مسلمان پر واجب ہے کہ کسی شک والی جگہ پر کھڑا نہ ہو۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. فضول کاموں کو چھوڑنے کی ترغیب۔
2. فضول کاموں میں دخل اندازی دوسروں کے لیے بھی پریشانی اور اذیت کا سبب بنتی ہے، اس لیے عبث کاموں سے احتراز کرنا چاہیے۔
3. نبی اکرم ﷺ کی کلام کی خوبصورتی اور عمدگی۔
4. یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کی مثالی احادیث میں شمار ہوتی ہے اور علما نے اسے اپنی کتابوں میں بھی بطور مثال کے ذکر فرمایا ہے۔

---

[1] **صحیح**. سنن أبي داود، رقم الحديث [2470]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بال سنوارنے کی وصیت

46۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ:
«مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ» ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جس کے (سر پر) بال ہوں وہ انھیں سنوار کر رکھے۔''

تشریح:

اس وصیت میں اسلام کا پرزور مطالبہ ہے کہ اس کے پیروکار پاک صاف نظر آئیں اور ان کی ظاہری و باطنی حالت خوبصورت ہونی چاہیے۔ اسلام صفائی اور طہارت کا دین ہے اور مسلمان اس کا ٹائٹل و سرخی ہیں۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ جس کے سر پر بال ہوں وہ ان کو سنوار کر رکھے، کھلا نہ چھوڑے، لیکن اس معاملے میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنی چاہیے۔ صرف بالوں ہی میں مشغول رہنا، ان کی نوک پلک سنوارنا اور ہر وقت انھیں امور میں مصروف رہنا بھی درست نہیں ہے بلکہ میانہ روی ہونی چاہیے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. بالوں کو سنوارنے اور صاف رکھنے کی ترغیب دی ہے۔
2. اسلام کی خوبیوں کا بیان کہ وہ انسان کو اپنی ظاہری و باطنی حالت کو ناپاک

❶ صحيح. سنن أبي داود، رقم الحديث [4163]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکھنے دیتا۔

③ مغرب کی تہذیب پر فریفتہ لوگوں کا رد، جو کہتے ہیں کہ وہ صفائی اور نظافت کی تہذیب ہے اور اسلام تو صدیوں پرانا دین ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام غسل کرنے، ایک دن، رات میں پانچ دفعہ وضو کرنے، مکان اور کپڑے وغیرہ پاک رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نکاح کی ترغیب

47۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ»[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جوان لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے، ہمارے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے نوجوانو! تم میں سے جو شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہے، تو وہ نکاح کر لے۔ اس لیے کہ نکاح نظروں کو نیچا اور شرم گاہ کو برائی سے بچاتا ہے۔ اور جو شادی کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے، اس لیے کہ روزہ شہوت کو توڑ دیتا ہے۔''

تشریح:

اس حدیث کے پیش نظر عفت و پاکدامنی واجب ہے اور اس کی ضد بے حیائی حرام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو پاکدامنی کی نصیحت فرمائی کہ جو نکاح کے اخراجات مثلاً حق مہر، خرچہ، گھر وغیرہ کی طاقت رکھتا ہے وہ شادی کر لے، اس لیے کہ شادی نظر کو حرام کاری سے بچاتی ہے اور شرم گاہ کو فحاشی اور برائی پر فریفتہ ہونے سے محفوظ رکھتی ہے۔ جو شادی کی طاقت نہ رکھے وہ روزوں

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5066] صحيح مسلم [1400/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے شہوت کا غلبہ توڑے، اس میں اجر ہے۔ کھانا پینا چھوڑنے سے جماع کی شہوت ختم ہوجاتی ہے، نفس کمزور اور شیطان کا رگوں میں چلنا بند ہوجاتا ہے، پس روزہ شہوت کو توڑ دیتا ہے، جیسے نامرد ہونے سے شہوت ختم ہوجاتی ہے۔[1]

حدیث پاک کے فوائد:

1. جو اخراجات برداشت کرسکتا ہو اسے شادی کرنے کی ترغیب دینا۔
2. نگاہیں نیچی رکھنے کی ترغیب دی ہے۔
3. جوانی میں اپنی حفاظت کرنا کیونکہ اس عمر میں خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے۔
4. عفت و پاکدامنی کی ترغیب دی ہے اور اس کی فضیلت بیان کی ہے، نیز روزہ رکھنا اور شادی کرنا عفت کے اسباب میں سے ہے۔
5. روزہ آگ اور گناہوں سے بچاتا ہے۔
6. ''شادی'' نظر اور شرم گاہ کی حفاظت کا سب سے بڑا سبب ہے۔

[1] تیسیر العلام شرح عمدۃ الأحکام للبسام [46/2]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كتاب الزهد والرقائق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑنا اور رسول اللہ ﷺ کی آل کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا

48۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ، وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ! أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ؛ أَوَّلُهُمَا: كِتَابُ اللّٰهِ، فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ». فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: «وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي» ❶

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان ''خم'' نامی چشمہ پر ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور وعظ ونصیحت کی۔ پھر فرمایا: ''اے لوگو! میں ایک انسان ہوں۔ قریب ہے کہ میرے رب کا حکم (موت) میرے پاس آئے اور میں اسے قبول کرلوں، پس میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب، اس میں ہدایت وروشنی ہے، پس اسے مضبوطی سے تھام لو۔

❶ صحیح مسلم|2408/36

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی ترغیب دی، پھر (دوسری چیز) فرمایا: اور میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔''

تشریح:

اس حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان ''غدیر خم'' نامی جگہ پر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا جس میں وعظ و نصیحت کی، کتاب اللہ پر عمل کی ترغیب دی اور فرمایا کہ قرآن شفا اور روشنی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے اہل بیت کے بارے میں فرمایا: میں تمھیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ تین دفعہ یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں کہا کہ اہل بیت معصوم ہیں اور ان کی باتیں بھی قرآن ہی کی طرح ہیں کہ جیسے قرآن مجید پر عمل کرنا واجب ہے ایسے ہی ان پر بھی عمل واجب ہے، جیسا کہ رافضہ کا نقطۂ نظر ہے۔

پس وہ معصوم نہیں ہیں بلکہ وہ بھی دوسروں کی طرح خطا کار ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری کی وجہ سے ان کا خاص حق ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ کہنا کہ ''میں تمھیں اہل بیت کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں'' یعنی ان کے حقوق کو پہچانو اور ان پر ظلم و زیادتی نہ کرو۔ یہ ایک تاکیدی حکم ہے، ورنہ ہر مومن کا دوسرے مومن پر حق ہے کہ اس پر ظلم و زیادتی نہ کرے، لیکن نبی ﷺ کی آل کے حقوق دوسرے عام مسلمانوں سے زیادہ ہیں۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کے رشتہ داروں کے حقوق کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اتنی اہمیت ہے تو بذاتِ خود نبی اکرم ﷺ کے حقوق کی کتنی اہمیت ہوگی؟

اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بعد سب سے زیادہ حقوق نبی اکرم ﷺ کے ہیں۔ ہر انسان پر واجب ہے کہ نبی کریم ﷺ کو محبت و تعظیم وغیرہ کے اعتبار سے اپنے آپ پر، اپنی اولاد پر، اپنے اہل وعیال اور تمام لوگوں پر مقدم رکھے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں ظاہری و باطنی ہر اعتبار سے نبی مکرم ﷺ کی اتباع کرنے والا مسلمان بنائے۔ آمین

حدیث پاک کے فوائد:

6 دونوں خطبوں کی ابتدا میں اللہ کی حمد وثنا بیان کرنا سنت ہے۔

2 کلام کی ابتدا لفظ "أَلَا" (خبردار) سے کرنا مستحب ہے تاکہ جو کہا جائے لوگ توجہ سے اسے سن لیں۔

3 صوفیا کی اس بات کا رد کہ نبی اکرم ﷺ نور سے پیدا ہوئے ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو حدیث میں بشر قرار دیا گیا ہے۔

4 کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے (عمل کرنے) کی ترغیب دی ہے۔

5 قرآن پاک کے اوصاف بیان ہوئے ہیں کہ وہ روشنی اور ہدایت ہے۔

6 نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کے حقوق کا خیال رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اتباعِ سنت کی وصیت

49۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ وَحُجْرِ بْنِ حُجْرٍ قَالَا: أَتَيْنَا الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ، وهو مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ: ﴿وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ﴾ [التوبة: 92]، فَسَلَّمْنَا، وَقُلْنَا: أَتَيْنَاكَ زَائِرِينَ وَعَائِدِينَ وَمُقْتَبِسِينَ، فَقَالَ الْعِرْبَاضُ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ! فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ؛ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ» [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو السلمی اور حضرت حجر بن حجر فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور عرباض رضی اللہ عنہ

[1] صحیح. سنن أبي داود، رقم الحدیث [4607]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان صحابہ میں سے ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی:
﴿وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ﴾ [التوبة: 92] سلام کے بعد ہم نے کہا: ہم آپ کی زیارت کرنے، حال پوچھنے اور دین کے بارے میں کچھ حاصل کرنے آئے ہیں۔ حضرت عرباض رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ نے ہمیں نصیحت آموز وعظ کیا، جس سے آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور دل (اللہ کے خوف سے) ڈرنے لگے۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تو ایسی باتیں ہیں جنھیں کوئی الوداع کرتے وقت کہتا ہے، پس آپ ہم سے کیا عہد و پیمان لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اطاعت و فرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ (تمھارا امیر) کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ پس میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، پس (اس وقت) تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا، اسے مضبوطی سے تھام لینا اور اپنی داڑھوں سے پکڑ لینا اور نئے نئے کاموں سے پرہیز کرنا، اس لیے کہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

تشریح:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ ان فقراء میں سے ہیں جو اللہ کے راستے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں جہاد پر جانا چاہتے تھے، لیکن ان کے پاس سواریاں نہ تھیں۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سواریاں لینے آئے تو نبی اکرم ﷺ نے معذرت کر لی، اس لیے کہ آپ ﷺ کے پاس ان کو دینے کے لیے سواریاں نہ تھیں، جب وہ فقراء واپس مڑے تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے، اس لیے کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد پر جانے کے لیے سواریاں نہ تھیں۔

مذکورہ حدیث کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو السلمی اور حضرت حجر بن حجر دونوں بزرگ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان سے ملنے، ان کی عیادت کرنے اور ان سے استفادہ کرنے کے لیے تشریف لائے تو حضرت عرباض رضی اللہ عنہ نے اس وقت ان کو یہ حدیث سنائی کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اتنا فصیح و بلیغ وعظ فرمایا جس سے ان (صحابہ) کے دل اللہ کے عذاب کے خوف سے ڈرنے لگے اور آنکھیں رونے لگیں۔ یعنی وعظ و نصیحت کا اثر دل اور آنکھوں پر ایسا ہوا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دل ڈرنے لگے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ وعظ سنا تو انھوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ایسی باتیں تو اس وقت کہی جاتی ہیں جب کوئی چھوڑ کر جا رہا ہو، یعنی صحابہ کرام کو خدشہ ہونے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کے فوت ہونے کا وقت قریب آ چکا ہے، پس انھوں نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے کوئی عہد و پیمان لیں۔

جب انسان سفر کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے گھر والوں کو حکم دیتا ہے کہ بعد میں وہ یہ یہ کام کریں، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ان کو وصیت کی کہ اللہ سے ڈرنا اور امراء اس کی اطاعت کرنا۔

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ یہ ہے کہ انسان اپنے اور اللہ کے غضب کے درمیان بچاؤ کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ بنا لے، اور یہ ذریعہ اللہ کے حکموں کی تعمیل کرنے اور نواہی سے بچنے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ تقویٰ کے شرعی معنی ہیں، جبکہ تقویٰ کے لغوی معنی اس سے زیادہ وسیع ہیں، وہ یہ کہ انسان اپنے اور کسی بھی خوفناک چیز کے درمیان کوئی ایسی تدبیر کر لے جو اسے اس ڈراؤنی چیز سے بچا دے، مثلاً سردی ایک ڈراؤنی چیز ہے، پس تو اپنے اور سردی کے درمیان کپڑے کی تدبیر بنا لیتا ہے جو تجھے سردی سے بچاتے ہیں۔

اسی طرح کانٹے، کنکر اور گرم زمین ڈراؤنی چیز ہیں۔ پس تو جوتے اور موزے پہن کر اپنا دفاع کرتا ہے، اسی طرح تو گرمی اور سردی سے بچنے کے لیے گھر بناتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ امیر کا حکم سن کر اس کی اطاعت کرنا اگرچہ تم پر کوئی غلام ہی امیر کیوں نہ ہو۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے معاملے کی خبر دی جو عنقریب واقع ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ماضی کے واقعات بتاتے تھے، پھر آپ ﷺ ان واقعات کو اسی طرح آگے لوگوں تک پہنچا دیتے تھے، اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی خبر دیتے تھے، پھر آپ ﷺ لوگوں کو ان سے آگاہ کر دیا کرتے تھے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے آنے والے وقت میں شدید اختلاف پیدا ہونے کی پیشین گوئی فرمائی جو سچ ثابت ہوئی۔

یہ فساد عقائد وغیرہ سے شروع ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے مروی چیزوں کو موضوعِ بحث بنا کر ایک دوسرے سے مقابلہ کیا جاتا رہا۔ جہمیہ، معتزلہ اور رافضہ نے امت میں بدعتوں کا جال بچھایا، اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا، جیسا کہ فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے: تم میں سے جو زندہ رہا وہ شدید اختلاف دیکھے گا۔

یہ پیشین گوئی کے بعد جانے والی اس کے کوئی آدمی آپ ﷺ سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایسے حالات میں اختلاف سے بچنے کا کوئی راستہ دریافت کرتا، آپ ﷺ نے خود ہی نجات اور سلامتی کا راستہ متعین کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لازم پکڑو'' یعنی ترغیب اور ڈر۔ سنت پر عمل کی ترغیب اور بدعت سے ڈرایا کیونکہ بدعت میں سنتِ رسول ﷺ کی مخالفت ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سنت کو اختیار کرنا بلکہ مضبوطی کے ساتھ اسے اپنی داڑھوں سے پکڑ لینا۔'' اس جملے میں رسول اللہ ﷺ نے اتباعِ سنت اور اتباع سنتِ خلفاء راشدین کی ترغیب دی ہے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اختلاف کے وقت سلامتی اور نجات کا راستہ یہ ہے کہ انسان اس چیز پر عمل کرے جس پر رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین قائم تھے۔

خلفاء راشدین حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم ہیں، یہ حدیث ان خلفاء اور ان کی خلافت کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے، اس میں ان کا وصف ''رشد و ہدایت'' بیان ہوا ہے، یعنی وہ ہدایت اور صحیح راستے پر تھے اور ان کی خلافت نبوت والی خلافت ہے۔ جیسا کہ حدیثِ سفینہ میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''میرے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ تیس سال تک رہے گی، پھر اللہ بادشاہت لے آئیں گے۔''[1]

رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ ان کو اپنی داڑھوں سے پکڑ لو۔ یہ مضبوطی کے ساتھ پکڑنے سے کنایہ ہے، اسے معمولی نہ سمجھنا، انسان کا صرف اور صرف سنت پر ہی انحصار ہونا چاہیے اور سنت پر اس کی حرص ایسی ہو جیسے کوئی آدمی کسی چیز کو داڑھوں سے پکڑ کر مضبوطی اور حرص دکھاتا ہے۔

---

[1] حسن، سنن أبي داود، رقم الحديث [4646]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سنت کی ترغیب کے بعد پھر آپ ﷺ نے بدعت سے ڈرایا۔ فرمایا: ''نئے نئے کاموں سے بچو کیونکہ نئے کام بدعت ہیں۔'' جو اللہ کے دین میں شامل کر لیے جائیں حالانکہ پہلے اس میں نہ تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے:

''جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز شامل کر دی جو (پہلے) اس میں نہ تھی، تو اس کی وہ چیز مردود ہے۔''

اس جملے میں آپ ﷺ نے بھرپور تنبیہ کی اور صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر اکتفا کرنے کا حکم دیا ہے، اور جس طریقے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، اسے اختیار کرنے کا اشارہ دیا ہے۔ اس لیے کہ دین میں ہر نیا کام داخل کرنا ''بدعت'' ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

یہ جملہ ''جوامع الکلم'' (ایسے کلمات جن کا مفہوم وسیع ہے) میں سے ہے، پس اللہ کے دین میں نئی چیز داخل کرنا سَراسَر گمراہی ہے۔ یہ عام حکم ہے جو ہر نئی چیز کو شامل ہے۔ اور بدعت، یہ ہدایت کی ضد ہے، اور ہدایت (سیدھا راستہ) دراصل کتاب وسنت اور صحابہ کرام سے جو منقول ہو اسی میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے، اگرچہ لوگ اسے اچھا ہی خیال کریں۔

لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے عام فرمان سے متصادم ہے، بعض بدعتی لوگ یا جن کے لیے بدعتیں ایجاد کرنا بڑا آسان ہے، وہ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ یہ تو بدعت حسنہ ہے!!

ایک دوسری حدیث کا صحیح مفہوم:

''جس نے اسلام میں کوئی اچھی سنت جاری کی تو اس کو اس کا اجر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ملے گا اور جو شخص اس پر عمل کرے گا اس کا اجر بھی (جاری کرنے والے کو) ملے گا۔"

یہ حدیث اوپر والی بحث سے متعلقہ نہیں ہے، اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ جو شخص کسی ایسی سنت کو زندہ کرے گا جس پر عمل چھوڑ دیا گیا تھا، مثلاً انسان کسی شہر میں جاتا ہے، وہاں کسی سنت پر عمل متروک ہو چکا تھا، یہ وہاں اس سنت پر عمل کر کے اسے زندہ کرتا ہے، پس اس سنت پر وہاں دوبارہ عمل شروع ہو جاتا ہے تو یہ بدعت نہیں ہے۔ اس حدیث کا پسِ منظر یہ ہے کہ ایک قبیلہ آیا جن پر بھوک، افلاس اور تنگدستی کا غلبہ تھا، ان کے کپڑے پھٹے پرانے اور ان کے چہروں پر قحط سالی کے آثار نمایاں تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا وصف تھا کہ آپ بڑے نرم دل تھے، قرآن مجید میں بھی ہے:

﴿ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴾ [التوبة: 128]

"مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔"

آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور صدقہ کی ترغیب دی اور ان کے ساتھ نیکی کرنے پر ابھارا۔ اتنے میں انصار کا ایک آدمی ایک گٹھڑی لے کر آیا، اس نے وہ رکھی تو لوگ بھی اس کی پیروی میں صدقہ کے لیے چیزیں لانے لگے، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ بالا حدیث ارشاد فرمائی تھی۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. نبی اکرم ﷺ نے تقویٰ کی وصیت کی کیونکہ تقویٰ دین کی اساس ہے، ہر رسول اور ہر آسمانی کتاب کا مقصد یہی تھا کہ اللہ کا ڈر عام ہو اور اس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عذاب سے لوگ بچ جائیں۔

② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نجات پانے کی حرص کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے ایسی چیزوں کے بارے میں دریافت کرتے تھے جو ان کو نفع دیں۔

③ امیر کی اطاعت واجب ہے، اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔

④ نبی اکرم ﷺ کی سنت کی پیروی اور خلفاءِ راشدین کی سنت کی اتباع کی ترغیب دی ہے۔

⑤ حدیث میں بدعت سے ڈرایا ہے کیونکہ بدعت گمراہی ہے۔

⑥ اس آدمی کا رد جو یہ کہتا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں: ① حسنہ۔ ② سیئہ۔ حدیث میں صریح حکم ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک عظیم الشان وصیت

50۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: أَمَرَنِي خَلِيلِي ﷺ بِسَبْعٍ؛ أَمَرَنِي بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ، أَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُونِي وَلَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي، وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ، وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا، وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا، وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَأَمَرَنِي أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه، فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ»[1]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے میرے دوست (حضرت محمد ﷺ) نے سات چیزوں کا حکم دیا: "① مساکین سے محبت کرنے اور ان کے قریب رہنے کا حکم دیا۔ ② میں ایسے آدمی کی طرف دیکھوں جو (دنیاوی لحاظ سے) مجھ سے کم تر ہے، ایسے آدمی کی طرف نہ دیکھوں (جو دنیاوی لحاظ سے) مجھ سے اونچا ہے۔ ③ میں صلہ رحمی کروں، اگرچہ وہ دور ہو۔ ④ میں کسی سے کوئی سوال نہ کروں۔ ⑤ میں حق بات کہوں، اگرچہ وہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو۔ ⑥ میں اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں۔ ⑦ میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کثرت کے ساتھ پڑھوں اس لیے کہ وہ عرش کا خزانہ ہے۔"

[1] صحیح۔ مسند أحمد [159/5]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے امت کو سات باتوں کا حکم دیا ہے:

① مسکینوں سے محبت کرنا اور ان کے قریب رہنا۔ یعنی اللہ کے لیے ان سے محبت کر، ان کو اپنے قریب رکھ اور ان کے معاملات میں ان کی مدد کر۔

امام ابن رجب رحمہ اللہ مسکینوں سے محبت کرنے کا یہ فائدہ ذکر کرتے ہیں کہ اُس عمل میں اخلاص ہوتا ہے، عام طور پر کسی مسکین سے نیکی کرنے کا کوئی لالچ نہیں ہوتا بلکہ صرف اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے لیکن جو شخص اس لیے مساکین سے شفقت کرتا ہے تاکہ دنیا میں اس کی شہرت ہو تو اس میں اخلاص نہیں بلکہ یہ صرف دنیا کے لیے ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے اس سے تکبر ختم ہوجاتا ہے کیونکہ متکبر انسان مسکینوں کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔[1]

② رسول اللہ ﷺ کا دوسرا حکم یہ ہے کہ دنیاوی اعتبار سے اپنے سے نچلے آدمی کی طرف دیکھو، نہ کہ اپنے سے امیر کی طرف۔ یعنی دنیاوی معاملات میں انسان اس آدمی کو دیکھے جو مال و منصب کے لحاظ سے اس سے کم تر ہے کیونکہ اس سے اللہ کی نعمتوں کی قدر ہوگی اور اس پر اللہ کا شکر ادا ہوگا، لیکن اگر اپنے سے امیر کی طرف دیکھیں گے تو اس سے دل میں حسد پیدا ہوگا اور اللہ کی نعمتوں کی ناقدری ہوگی۔

③ رسول اللہ ﷺ نے تیسرا حکم صلہ رحمی کرنے کا دیا، اگرچہ دوسرا آدمی قطع تعلقی ہی کیوں نہ کرے۔ اس کی تائید ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] الملأ الأعلى لابن رجب الحنبلي [ص: 17]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''صلہ رحمی کرو، اگرچہ سلام کے ساتھ ہی کرنی پڑے۔''

امام طیبی فرماتے ہیں: یعنی اگرچہ وہ تجھ سے قطع تعلقی ہی کیوں نہ کریں۔

4. کسی سے سوال نہ کرنا۔ یعنی کسی سے کوئی چیز نہ مانگنا۔ امام احمد دعا کرتے تھے: اے اللہ جس طرح تو نے میرا چہرہ اپنے علاوہ کسی اور کے سامنے جھکنے سے بچایا ہے، اسی طرح میرے چہرے کو اپنے علاوہ کسی اور کے سامنے سائل بن کر پیش ہونے سے بچا۔

5. حق بات کہنا، اگرچہ وہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی سچ بولنا اگرچہ وہ سننے والے کو برا لگے یا اس کی وجہ سے تجھے کوئی مشکل ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے۔

اللہ کے معاملے میں کسی کی ملامت سے خوف زدہ نہ ہونا۔ یعنی ظاہری یا باطنی طور پر اللہ کے حق، اس کے راستے میں یا کسی بھی طرح سے اللہ کے لیے مخلوق میں سے تجھے کوئی ملامت کرے تو اس کی ملامت سے نہ ڈرنا۔

7. ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه'' کثرت کے ساتھ پڑھنا۔ اطاعت پر مدد مانگنے اور نافرمانی سے بچنے کے لیے خصوصاً تکبر، غرور، گھمنڈ وغیرہ سے بچاؤ کے لیے یہ کلمات بڑے قیمتی اور عرش کا خزانہ ہیں۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. مساکین سے محبت کرنے، ان پر شفقت کرنے اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کی وصیت کی ہے۔
2. اپنے سے نچلے کی طرف دیکھو، اوپر والے کی طرف نہ دیکھو۔
3. حق بات کہنے کی ترغیب دی ہے، اگرچہ وہ دوسرے آدمی کو ناگوار گزرے یا اس کی وجہ سے کوئی نقصان ہی کیوں نہ ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

④ صرف اللہ سے ڈرنا اگرچہ تیرے سامنے والا تجھ پر حملہ ہی کیوں نہ کر دے، اس لیے کہ اللہ باقی رہنے والی ذات ہے باقی تو سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔

⑤ صلہ رحمی کرنا، اگرچہ لوگ تجھ سے لڑائی کیوں نہ کریں۔

⑥ کسی سے سوال نہ کرنا۔ مراد یہ ہے کہ ذلت آمیز طریقہ سے مانگنا منع ہے۔

⑦ ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه“ کا کثرت سے پڑھنا انسان کا اپنے رب پر مکمل طور پر توکل کرنے کا اعتراف ہے۔

⑧ نبی اکرم ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم نافع سکھانے کی تمنا تاکہ وہ اپنی دنیا و آخرت بہتر بنا سکیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ سے ڈرنے اور حسنِ اخلاق کی وصیت

51۔ عن أبي ذرٍّ رضي الله عنه قال: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ» [1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو جہاں بھی رہے اللہ سے ڈر، برائی کے پیچھے نیکی کو لگا، یہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو تین وصیتیں فرمائی ہیں:

1. تو جہاں بھی ہو اللہ سے ڈر۔ تقویٰ یہ ہے کہ حرام کاموں سے بچنا اور جن کاموں کا حکم دیا گیا ہے ان پر عمل کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے جس کام کا حکم دیا ہے اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کر اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کر اور اس کام کو چھوڑ دے جو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

مثلاً جب تو نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی شرائط، واجبات، ارکان مکمل کرتا ہے، پس جو شخص اس کی شروط و واجبات میں کمی کرے، گویا اسے اللہ کا ڈر نہیں، اس کے تقویٰ میں نقص ہے۔

---

[1] صحیح۔ سنن الترمذي، رقم الحديث [1987]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زکوۃ کے بارے میں تقویٰ یہ ہے کہ تو اپنے زکوۃ والے اموال کو شمار کر کے بغیر کسی بخل اور تاخیر کے زکوۃ ادا کرتا ہے اور اپنے آپ کو پاک کر لیتا ہے، پس جو کوئی ایسا نہیں کرتا گویا اس کو اللہ کا ڈر نہیں ہے۔

روزے میں تقویٰ یہ ہے کہ تو لغو، بیہودگی، غیبت اور جتنے بھی روزے میں نقص پیدا کرنے والے امور ہیں، سب سے اجتناب کرتے ہوئے روزہ رکھ، اسی طرح دیگر فرائض و واجبات میں اوامر کی تعمیل کر اور نواہی سے اجتناب کر، اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کر اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کر، یہی تقویٰ ہے۔

2 دوسری وصیت یہ ہے کہ برائی کے پیچھے نیکی کو لگا وہ اسے مٹا دے گی، یعنی جب تو کوئی برائی کر لے تو پھر نیکی سے اس کا تعاقب کر، پس نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں، اور برائیوں سے توبہ کر، توبہ افضل ترین نیکیوں میں سے ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ [البقرة: 222]

''بے شک اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں اور محبت کرتا ہے پاک رہنے والوں سے۔''

اور فرمایا:

﴿ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾

[النور: 31]

''اور تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اے مومنو! تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

نیک اعمال گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ))

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''پانچ نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیان والے وقت کا کفارہ بن جاتے ہیں، جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔''

نیز فرمایا:

''ایک عمرہ آئندے عمرہ تک کے لیے کفارہ ہوتا ہے۔'' پس نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

③ تیسری وصیت یہ کی کہ لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آؤ۔ دو وصیتیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں تھیں، اب تیسری وصیت مخلوق کے بارے میں ہے کہ تو لوگوں کے ساتھ عمدہ طریقے سے پیش آ، جس کی تعریف کی جائے نہ کہ مذمت۔ خندہ پیشانی، سچی بات، بہترین اندازِ خطاب یہ سب اخلاق حسنہ میں شمار ہوتے ہیں۔ حسنِ اخلاق کی فضیلت میں بے شمار احادیث وارد ہوئی ہیں، یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''مکمل ایمان والا مومن وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہتر اور جگہ کے اعتبار سے میرے قریب وہ شخص ہوگا جس کا اخلاق اچھا ہوگا۔''

معاشرے میں جس انسان کا اخلاق اچھا ہونے کے ساتھ ساتھ طرزِ عمل بھی اچھا ہو، وہ لوگوں کی آنکھوں کا تارا ہوتا ہے، قیامت کے دن بھی اس کا مقام بلند ہوگا، لہٰذا ہمیں ان تینوں وصیتوں پر عمل کرنا چاہیے۔

حدیث پاک کے فوائد:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

② برائی ہو جائے تو بعد میں نیکی کرنا، کیونکہ یہ نیکی اس برائی کو مٹا دے گی۔

③ لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔

④ ہر کسی سے حسنِ اخلاق سے پیش آنا چاہیے، اگرچہ وہ غیر مسلم ذمی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ حدیث میں وارد ''اَلنَّاسُ'' کا لفظ عام ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سچائی کی ترغیب

52۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ؛ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ، وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا، وَ إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَ إِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا»[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سچائی کو لازم پکڑو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور جب انسان ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچائی ہی کی تلاش میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی سچا لکھ دیا جاتا ہے، اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور انسان ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے ہاں بھی جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے سچائی کا دامن مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا ہے۔ سچائی

[1] صحیح مسلم: 2607/105

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زبان اور اعضا دونوں کے ساتھ ہوتی ہے، جب خبر حقیقت حال کے موافق ہو تو یہ زبان کی سچائی ہے اور جب انسان کا عمل دل کی ترجمانی کرے تو یہ اعضاء کی سچائی ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے سچائی کا انجام یہ بیان کیا کہ یہ نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ جنت ہی ہر شخص کا مطلوب ومقصود ہے، اسی لیے انسان کو جنت کا سوال کرنے اور جہنم سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴾ [آل عمران: 185]

''پھر جو شخص آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو یقیناً وہ کامیاب ہوگیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔''

انعام یافتہ لوگوں میں سچائی اختیار کرنے والوں کا دوسرا درجہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ [النساء: 69]

''اور جو اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرے تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا، نبیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین میں سے۔''

جو آدمی سچائی کی تمنا رکھتا ہے وہ اللہ کے ہاں بھی سچا لکھ دیا جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صدیق اتنا بلند مقام ہے جسے لوگوں میں سے شاذ و نادر ہی کوئی پا سکتا ہے۔ یہ مردوں اور عورتوں دونوں میں پایا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ﴾ [المائدة: 75]

''نہیں ہے مسیح ابن مریم مگر ایک رسول، یقیناً اس سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے اور اس کی ماں صدیقہ ہے۔''

صدیقین میں بالاتفاق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں، کیونکہ جب ان کو رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی دعوت پیش کی تو انھوں نے بغیر کسی تردد اور توقف کے اسے قبول کر لیا، رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قوم نے جھٹلایا تو انھوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی، اسی طرح لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے معراج کے سفر کو جھٹلایا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ سے بچو'' یعنی جھوٹ بولنے سے بچو۔

خلافِ واقعہ کوئی بات کہنا یا کوئی کام کرنا جھوٹ ہوتا ہے، مثلاً کوئی پوچھے: آج کون سا دن ہے؟ میں جواب دوں: آج جمعرات یا سوموار ہے، حالانکہ وہ دن منگل کا ہو تو یہ جھوٹ ہے کیونکہ یہ خلافِ واقعہ بات ہے۔

منافق جھوٹا ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے لیکن در حقیقت وہ کافر ہوتا ہے، پس اس کا فعل اس کے جھوٹا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

جھوٹ بولنے کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت سے نکل جاتا ہے کیونکہ انسان جب گناہ کرتا اور حد سے تجاوز کرتا ہے تو وہ اللہ کی اطاعت سے نکل کر اس کی نافرمانی میں داخل ہو جاتا ہے اور سب سے بڑی نافرمانی کفر ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ کافر نافرمان ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ﴾ [عبس: 42]

''یہی ہیں جو کافر ہیں، نافرمان ہیں۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ﴾ [المطففين: 7 تا 11]

''ہرگز نہیں، بے شک نافرمان لوگوں کا اعمال نامہ یقیناً دائمی سخت قید کے دفتر میں ہے۔ اور تجھے کس چیز نے معلوم کروایا کہ دائمی سخت قید کا دفتر کیا ہے؟ ایک کتاب ہے، واضح لکھی ہوئی۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے۔ جو جزا کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ﴾ [الانفطار: 14]

''اور بے شک نافرمان لوگ یقیناً بھڑکتی آگ میں ہوں گے۔''

پس جھوٹ نافرمانی و برائی کی طرف دھکیلتا ہے اور برائی جہنم کی طرف دھکیل دیتی ہے۔

جھوٹ حرام کاموں میں سے ہے بلکہ بعض علماء تو کہتے ہیں کہ وہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر وعید بیان کی ہے کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

آج کل جھوٹ کی ایک بڑی صورت ہے لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا۔ جبکہ حدیث میں اس کی شدید وعید بیان ہوئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

«وَيْلٌ لِمَنْ حَدَّثَ فَكَذَبَ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ، ثُمَّ وَيْلٌ لَهُ»

''اس آدمی کے لیے تباہی ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، پھر اس کے لیے ہلاکت ہے۔''

غور کریں جس چیز کو لوگ آسان خیال کرتے ہیں، اس پر اتنی سخت وعید وارد ہوئی ہے؟ ہر قسم کا جھوٹ حرام ہے اور ہر ایک انجام کا بھی برا ہی ہوتا ہے، لیکن حدیث میں جھوٹ کی تین صورتوں کو استثنیٰ حاصل ہے: ① جنگ کی حالت میں۔ ② لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے۔ ③ بیوی کا خاوند کے ساتھ اور خاوند کا بیوی کے ساتھ۔

بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث میں توریہ (کسی چیز کا اس طرح اظہار کرنا کہ حقیقت مخفی رہے) مراد ہے، صریحاً جھوٹ بولنا مراد نہیں ہے۔

توریہ بھی جھوٹ ہی کا ایک نام ہے، جیسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ بولے، دو کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، مثلاً ان کا یہ کہنا کہ ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ [الصافات: 89] ''میں تو بیمار ہوں۔'' اور یہ کہنا: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا﴾ [الأنبياء: 63] ''اس نے کہا بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ کیا ہے۔'' اور ایک جھوٹ حضرت سارہ کے بارے میں تھا۔''[1]

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ نہیں بولے بلکہ توریہ کیا تھا، حقیقت میں وہ سچے تھے، بہر حال اہل علم کے نزدیک مندرجہ بالا تین صورتیں مستثنیٰ ہیں۔

جھوٹ کی ایک اور بڑی صورت یہ ہے کہ جھوٹی قسم کھا کر باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھایا جائے۔ مثلاً کوئی انسان کسی آدمی پر اپنے حق کا تقاضا کرتا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [4549] صحيح مسلم [138/220]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن وہ انکار کر دے اور کہے: اللہ کی قسم میرے اوپر تیرا کوئی حق نہیں ہے یا کوئی بندہ ایسی چیز کا تقاضا کرے جس کا وہ حق دار نہ تھا لیکن کہے کہ میری فلاں فلاں چیز تیرے پاس ہے۔ حقیقت میں وہ جھوٹ بول رہا ہو تو اس کی اس قسم کو ''یمین غموس'' کہتے ہیں۔ یعنی قسم کھانے والے انسان کو اس کی یہ قسم گناہ میں غرق کر دیتی ہے، پھر یہ قسم اس انسان کو آگ میں غرق کر دے گی۔

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے:

''جو جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان آدمی کا کوئی مال ہتھیا لیتا ہے اور وہ ارادے کے ساتھ ایسا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر سخت غصے میں ہوں گے۔''[1]

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ انسان کے لیے تین صورتوں کے علاوہ جھوٹ بولنا مطلقاً ناجائز ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. سچائی کی ترغیب دی ہے۔
2. جھوٹ کی مذمت بیان کی ہے اور اس سے منع کیا ہے۔
3. سچائی جنت میں داخلے کا سبب ہے اور جھوٹ جہنم میں داخلے کا سبب ہے۔
4. سچے آدمی کی صفت ہے کہ وہ سچ بولتا ہے اور سچ کی حرص میں رہتا ہے۔
5. اَللَّوحُ الْمَحْفُوظ کی طرف اشارہ ہے: ''حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّیْقًا'' وہ اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔
6. اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اعمال لکھ دیے جاتے ہیں۔

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [4549]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مصیبت کے وقت صبر کرنا چاہیے

53۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَابًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ، أَوْ كَشَفَ سِتْرًا فَإِذَا النَّاسُ يُصَلُّوْنَ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا رَأٰى مِنْ حُسْنِ حَالِهِمْ وَرَجَاءَ أَنْ يَخْلُفَهُ اللّٰهُ فِيهِمْ بِالَّذِي رَآهُمْ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَيُّمَا أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ فَلْيَتَعَزَّ بِمُصِيْبَتِهِ بِي عَنِ الْمُصِيْبَةِ الَّتِي تُصِيْبُهُ بِغَيْرِي، فَإِنَّ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي لَنْ يُصَابَ بِمُصِيْبَةٍ بَعْدِي أَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ مُصِيْبَتِي» [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (مرض الموت میں) رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور لوگوں کے درمیان حائل ایک دروازہ کھولا یا پردہ ہٹایا تو دیکھا کہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کا عمدہ حال دیکھ کر اللہ کی حمد بیان کی اور امید ظاہر کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان میں اسی حالت پر برقرار رکھیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! لوگوں میں سے یا مومنوں میں سے جس آدمی کو کوئی تکلیف پہنچے وہ میری تکلیف کو یاد کر کے صبر کرے، میرے بعد میری امت میں سے کسی کو بھی میرے جیسی سخت مصیبت نہیں آئے گی۔''

---

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث [1599]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اس امت کو سب سے بڑی جس مصیبت سے دوچار کیا گیا ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات ہے، اس مصیبت نے صحابہ کرام کو بے چین کر دیا تھا، یہ عظیم حادثہ 11 ہجری 12 ربیع الاول سوموار کے دن صبح کے وقت پیش آیا، اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 63 سال چار دن تھی۔ یہ بوجھل خبر ہر طرف پھیل گئی اور اہل مدینہ کی امیدوں کے روشن چراغ بجھ گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

''جس دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے تھے، میں نے اس دن جیسا روشن دن کبھی نہیں دیکھا اور جس دن آپ ﷺ فوت ہوئے تھے، میں نے اس دن جیسا افسردہ اور تاریک دن کبھی نہیں دیکھا۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت کہا:

''اے ابا جان! آپ کے رب نے آپ کو بلایا اور آپ چلے گئے، آپ کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔ اے ابا جان! ہم جبریل کو آپ کے فوت ہونے کی خبر دیتے ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے:

''منافقوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے بلکہ آپ ﷺ اپنے رب کی طرف گئے ہیں، جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے تھے اور اپنی قوم سے چالیس دنوں تک غائب رہے تھے، ان کے بارے میں بھی یہی کہا جانے لگا تھا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں لیکن وہ واپس لوٹ آئے تھے۔ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ واپس آ جائیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ، پاؤں کاٹ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیں گے جو خیال کرتے ہیں کہ آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک نئی سوچ لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، مسجد میں داخل ہوئے، لوگوں سے بات کیے بغیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، پھر رسول اللہ ﷺ کی جانب متوجہ ہوئے، آپ ﷺ کو ایک دھاری دار یمنی چادر میں لپیٹا ہوا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی طرف جھکے، آپ ﷺ کا بوسہ لیا اور رونے لگے۔ پھر کہا: میرے مربی و مشفق آپ ہی تھے، اللہ آپ ﷺ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا، جو وقتِ اَجل آپ ﷺ کا لکھا گیا تھا وہ آ چکا ہے، آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے مخاطب تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو بیٹھنے کا حکم دیا، لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو موجود دیکھ کر لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے لوگو! تم میں سے جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو سن لے کہ محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور تم میں سے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا، وہ سن لے اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اسے موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾

[آل عمران: 144]

"اور نہیں ہے محمد مگر ایک رسول، بے شک اس سے پہلے کئی رسول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گزر چکے۔ تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے، یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس وقت اس طرح کا منظر تھا گویا لوگوں کو علم ہی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے جسے ابوبکر رضی اللہ عنہ تلاوت کر رہے ہیں۔ جب لوگوں نے اس آیت مبارکہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنا تو سب اسی کی تلاوت کرنے لگے۔

سعید بن مسیّب فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب اس آیت کو پڑھا تو میں سمجھ گیا کہ واقعی یہ حق ہے۔ میں اتنا حیران و ششدر رہ گیا کہ میرے پاؤں سے جان ختم ہوگئی اور قریب تھا کہ میں زمین پر گر جاتا۔[1]

نبی اکرم ﷺ کی وفات مسلمانوں پر آنے والا بہت بڑا سانحہ تھا لیکن اس سانحے کا صحیح ادراک اس شخص کو ہے جو حقیقی مومن ہے اور نبی اکرم ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک میں اسے اس کی اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"[2]

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب انسان کی اولاد، والدین یا اس کا کوئی

---

[1] الرحیق المختوم، [ص: 476,475]

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث [15] صحیح مسلم [44/69]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قریبی محبوب شخص اس سے جدا ہو جاتا ہے تو یہ اس کے لیے بڑا مشکل مرحلہ ہوتا ہے، اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی جدائی بہت بڑی مصیبت، پریشانی اور آزمائش تھی۔ وہ تو اتنے عظیم انسان ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے ہمیں اندھیرے سے روشنی کی طرف اور گمراہی سے ہدایت کی طرف راہنمائی کی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ وفات نبوی ﷺ کے دن لوگوں کے سامنے آپ ﷺ کی وفات بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے تھے اس دن ہر چیز روشن تھی اور جس دن آپ ﷺ فوت ہوگئے ہر چیز تاریک ہوگئی۔ ہم نے ابھی رسول اللہ ﷺ کے دفن کرنے کی خاک وغیرہ بھی اپنے ہاتھوں سے نہ جھاڑی تھی کہ ہمارے دلوں میں وہ نورِ ایمان نہ رہا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا۔[1]

ابو الجوزاء فرماتے ہیں:

اہل مدینہ میں سے جب کوئی آدمی مصیبت میں ہوتا اور اس کے پاس اس کا کوئی دوسرا مسلمان بھائی آتا تو اسے کہتا: اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر، رسول اللہ ﷺ (اس مصیبت میں) تیرے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔

شاعر کہتا ہے:

اِصْبِرْ لِكُلِّ مُصِيبَةٍ وَتَجَلَّدْ
وَاعْلَمْ بِأَنَّ الْمَرْءَ غَيْرُ مُخَلَّدِ
وَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ الْكِرَامُ فَإِنَّهَا
نُوَبٌ تَنُوبُ الْيَوْمَ تَكْشِفُ فِي غَدِ
وَإِذَا أَتَتْكَ مُصِيبَةٌ تَشْجَىٰ بِهَا
فَاذْكُرْ مُصَابَكَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدِ

---

[1] صحیح. سنن الترمذي، رقم الحديث [3618]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''ہر مصیبت پر صبر کر اور ثابت قدم رہ، اور جان لے کہ یہاں آدمی ہمیشہ نہیں رہے گا، اور صبر کر جس طرح عظیم لوگ صبر کرتے ہیں۔ مصیبتیں آتی رہتی ہیں، آج آئی ہیں، کل چلی جائیں گی، جب تیرے پاس مصیبت آئے تو ہمت سے کام لے، پھر اپنی مصیبت میں نبی ﷺ کی جدائی والی مصیبت کو یاد کر۔''

بعض شعراء کہتے ہیں:

تَذَكَّرْتُ لِمَا فَرَّقَ الدَّهْرُ بَيْنَنَا
فَعَزَّيْتُ نَفْسِيْ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
وَقُلْتُ لَهَا إِنَّ الْمَنَايَا سَبِيْلُنَا فَمَنْ
لَمْ يَمُتْ فِيْ يَوْمِهِ مَاتَ فِيْ الْغَدِ

''میں نے یاد کیا زمانے نے جو ہمارے درمیان جدائی ڈال دی، میں نے نبی کریم ﷺ کی جدائی کو یاد کر کے اپنے آپ کو تسلی دی، میں نے کہا موتیں ہمارا راستہ ہیں، جو آج نہیں مرا وہ کل فوت ہو جائے گا۔''

جہاں رسول اللہ ﷺ کی جدائی سے نباتات بھی نوحہ کناں ہوں وہاں عام مومنوں کی پریشانی کا عالم کیا ہوگا؟ کھجور کا تنا جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ منبر بننے سے قبل ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، جب آپ ﷺ نے منبر پر کھڑا ہونا شروع کر دیا تو وہ ایک بچے کے چیخنے اور چلانے کی طرح آہ و بکا کرنے لگا، آپ منبر سے اتر کر اسے گلے لگاتے ہیں اور اسے اس طرح تھپکی دیتے ہیں جیسے ایک بچے کو تھپکی دی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک اسی طرح روتا رہتا۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت حسن جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو رونے لگ جاتے تھے اور فرماتے: جب اس تنے کا یہ عالم ہے تو اے مسلمانوں تم تو اس سے زیادہ حق رکھتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے فراق میں غم محسوس کرو۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد دفن سے قبل اذان کہتے ہوئے جب "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه" پر پہنچے تو مسجد رونے کی آواز سے چیخ اٹھی تھی، جب آپ ﷺ کو دفن کر دیا گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہنا چھوڑ دی۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. امیر کا انتخاب رعایا کی صوابدید پر ہے، نبی اکرم ﷺ نے دروازے اور پردے کے پیچھے سے اسی نقطۂ نظر کی طرف اشارہ دیا تھا۔ آپ وہ منظر دیکھ کر خوش ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔
2. دنیا کی سب سے بڑی مصیبت نبی ﷺ کی بیماری اور وفات تھی۔
3. اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔
4. مستحب ہے کہ مصیبت میں رسول اللہ ﷺ کی تکلیف کو یاد کیا جائے کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت تھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ سے حیا کرو

54۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «اسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ» قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَسْتَحْيِيْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، قَالَ: «لَيْسَ ذَاكَ، وَلٰكِنَّ الْاِسْتِحْيَاءَ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ: أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى، وَالْبَطْنَ وَمَا حَوَى، وَلْتَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ» ❶

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے اس طرح حیا کرو جس طرح حیا کرنے کا حق ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں، اللہ کا شکر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: یہ مراد نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ تو اپنے سر اور جو کچھ اس میں ہے، اس کی حفاظت کر (آنکھیں، کان وغیرہ) پیٹ اور جس چیز کو یہ جمع کرتا ہے اس کی حفاظت کر اور موت اور موت کے بعد والے حالات کو یاد رکھ۔ اور جو کوئی آخرت کا ارادہ رکھتا ہے وہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دیتا ہے، جس نے یہ سارے کام کیے اس نے حقیقت میں اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کیا۔''

❶ صحیح، سنن الترمذي، رقم الحديث : 2458

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے حقیقی حیا اپنانے کا حکم دیا ہے۔ امام مناوی کہتے ہیں: یعنی اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم حیا کرتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں: انھوں نے عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے یہ نہیں کہا کہ ہم حق ادا کرتے ہیں بلکہ جتنا کرتے تھے اس پر اللہ کی تعریف اور شکر ادا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: جو تم گمان کر رہے ہو یہ حیا کا حق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حیا مندرجہ ذیل امور سے کی جاتی ہے:

1. اپنے سَر کی حفاظت کر۔ یعنی اللہ کی اطاعت میں رہ اور اس کے علاوہ کسی اور کو سجدہ نہ کر، دکھلاوے کی نماز نہ پڑھ، اللہ کے علاوہ کسی اور کے سامنے نہ جھک اور نہ ہی اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اللہ کے بندوں پر تکبر کر۔ اسی طرح سَر میں موجود دیگر اعضاء (زبان، آنکھ، کان) سے حرام کا ارتکاب نہ کر۔
2. حرام کھانے سے پیٹ کو بچا کر رکھ اور جو اعضاء پیٹ کے ساتھ ملحق ہیں ان کی بھی حفاظت کر، یعنی شرمگاہ، ہاتھ، پاؤں، دل وغیرہ کو اللہ کی معصیت اور نافرمانی سے بچا کر رکھ اور اللہ کی رضا وخوشنودی ان سے طلب کر۔
3. موت اور موت کے بعد پیش آنے والے حالات کو یاد رکھا کر۔ یعنی قبر میں ہڈیوں کا گل سڑ جانا وغیرہ، کیونکہ موت کی یاد دنیاوی آسائشوں کا خاتمہ کرتی ہے اور آخرت کی تیاری میں مشغول کرتی ہے۔
4. اگر آخرت کی بہتری چاہتے ہو تو دنیا کی زینت کو چھوڑ دو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں: عام طور پر دنیا کی زیب وزینت اور آخرت کی فکر جمع نہیں ہوتیں، الا یہ کہ کوئی بڑا مضبوط ارادے والا انسان ہو جو دنیا کو آخرت پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حاوی نہ ہونے دے۔

امام مناوی فرماتے ہیں: یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں، جب تو ایک کو راضی کرے گا تو دوسری ناراض ہوجائے گی۔ جس نے مندرجہ بالا سارے کام کیے تو گویا اس نے اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کر دیا۔

طیبی فرماتے ہیں:

جس نے مندرجہ بالا کاموں میں سستی کی تو اس نے اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا نہیں کیا۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ سر سے پاؤں تک انسان کی ظاہری شکل وصورت اور پیٹ ہی عیوب و نقائص کا گڑھا ہے، اللہ تعالیٰ تو ہر گہرائی کو جانتے ہیں، لہٰذا حق اس وقت ادا ہوگا جب باطنی عیوب کو ختم کیا جائے گا۔[1]

حدیث پاک کے فوائد:

1. اللہ سے حیا کرنے کی ترغیب دی ہے۔
2. اصل حیا یہ ہے کہ سر اور اس سے متعلق اعضا کو، اور پیٹ اور اس سے متعلق اعضا کو ہر شر اور ہر حرام کام سے بچایا جائے۔
3. موت یاد کرنے کی ترغیب دی ہے۔
4. دنیاوی آرائش چھوڑنے کی ترغیب دی ہے کیونکہ دنیا میں مشغول ہونا اللہ سے غفلت کا سبب ہے۔

[1] مرقاة المفاتيح | 298/5 |

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وقف فی سبیل اللہ

55۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَأْمِرُهُ فِيهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ، فَمَا تَأْمُرُ بِهِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا، وَتَصَدَّقْتَ بِهَا» قَالَ: فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ، وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى، وَفِي الرِّقَابِ، وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَابْنِ السَّبِيلِ، وَالضَّيْفِ، لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ، وَيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ» ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خیبر سے کچھ زمین ملی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اس زمین کے بارے میں مشورہ کرنے آئے۔ کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے خیبر سے ایسی زمین ملی ہے کہ میرے پاس اس جیسا قیمتی اور کوئی مال نہیں ہے۔ پس آپ مجھے اُس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیری مرضی ہو تو اس کی اصل ملکیت کو اپنے پاس رکھ اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دے۔'' (ابن عمر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا، اور کہا: اسے بیچا

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [2737] صحيح مسلم [1632/15]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے، ہبہ کیا جائے اور نہ کوئی اس کا وارث بنے گا۔ انھوں نے وہ فقراء، رشتہ داروں، غلام آزاد کرنے، اللہ کے راستے مسافر اور مہمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ یہ بھی فرمایا: جو اس کا والی ہو اگر وہ کھالے یا کسی محتاج کو کھلا دے، دونوں کاموں میں حد سے تجاوز نہ کرے، تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔

تشریح:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو خیبر کی سرزمین سے تقریباً ایک سو حصوں کے بقدر زمین کا ایک ٹکڑا ملا۔ یہ زمین قیمتی ہونے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پسندیدہ ترین مال تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ذخیرہ ہونے والی نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے، اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ بھی نیکی کی تڑپ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ قرآن مجید میں بھی ایسے ہی لوگوں کا تذکرہ ہوا ہے:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [آل عمران: 92]

”تم پوری نیکی ہرگز حاصل نہیں کرو گے، یہاں تک کہ اس میں سے کچھ خرچ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عمدہ مال صدقہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کے بہترین ذریعے کی طرف اشارہ کر دیا، وہ یہ کہ اس کی اصل ملکیت اپنے پاس رکھ لو اور اس کی پیداوار صدقہ کر دو اور اس میں تمام ایسے تصرفات جو ملکیت کو آگے سے آگے منتقل کر دیں، ان سے منع کر دیا، مثلاً بیچنا، ہدیہ دینا، وارث ٹھہرانا وغیرہ۔ اور پیداوار کو مندرجہ ذیل فلاحی کاموں کے لیے وقف کر دیا:

فقراء، مساکین، رشتہ دار، غلام کو آزاد کرانے یا دیت وغیرہ ادا کرنے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعلائے کلمۃ اللہ اور دین کی مدد کے لیے مجاہدین کی مدد کی جائے، مسافر کو کھلایا جائے جو دیارِ غیر میں اپنا نان ونفقہ ختم کر بیٹھے ہوں، اور مہمان کو کھانا کھلانے کے لیے۔

اور جو شخص اس زمین کی اصلاح ونگرانی کرے گا وہ بھی اس سے کھا لے تو کوئی حرج نہیں لیکن معروف اور مناسب طریقے سے، اسی طرح وہ اپنے کسی ضرورت مند دوست وغیرہ کو بھی کھلا سکتا ہے لیکن اس میں بھی احتیاط کے ساتھ ضرورت سے زائد استعمال نہ کرے کیونکہ یہ صرف نیکی و بھلائی کے لیے وقف کیا گیا ہے نہ کہ امیر اور مالدار بننے کے لیے۔[1]

حدیث پاک کے فوائد:

1. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی خوبی کہ نبی اکرم ﷺ سے اپنے پسندیدہ مال کو وقف کرنے کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں۔
2. ایسا صدقہ کرنے کی ترغیب جو ہمیشہ نفع دیتا رہے، یعنی صدقہ جاریہ۔
3. اس چیز کا بیان کہ جو وقف کر دیا جائے پھر اسے ہبہ کرنا، بیچنا یا وراثت ٹھہرانا جائز نہیں ہے۔
4. وقف کی نگرانی کرنے والے کے لیے جائز ہے کہ وہ معروف مناسب طریقے سے اس سے کھالے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[1] تیسیر العلام شرح عمدۃ الأحکام | ص: 18,17 |

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیادہ سے زیادہ اعمال کرو اگرچہ قیامت قریب آ جائے

56۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: « إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ، وَبِيَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيْلَةٌ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَقُوْمَ حَتّٰى يَغْرِسَهَا فَلْيَفْعَلْ »[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر قیامت قائم ہونے کا وقت آ جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو، پس اگر وہ اسے لگانے کی طاقت رکھتا ہے تو کھڑا ہونے سے پہلے اسے لگا لے۔''

تشریح:

اس حدیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر قیامت قریب آ جائے اور تم میں سے کوئی انسان کسی کام میں مشغول تھا، مثلاً کھجور کا چھوٹا سا درخت ہی لگا رہا تھا تو اسے اپنی جگہ سے کھڑا ہونے سے پہلے اس پودے کو لگا دینا چاہیے۔

اس حدیث میں قیامت قائم ہونے سے رسول اللہ ﷺ کی مراد قیامت کی نشانیاں ہیں، ایک دوسری حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی شخص دجال کے آنے کی خبر سنے اور اس کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو تو وہ اسے لگا لے۔

اس حکم سے رسول اللہ ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ قیامت قائم ہونے

---

[1] صحيح. مسند أحمد [191/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا وقت قریب آ جائے اور کوئی شخص چھوٹا سا عمل بھی کر لے تو اسے اس کا بھی اجر ملے گا۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. نیک عمل کی ترغیب دی گئی ہے، اگرچہ قیامت قریب آ جائے۔
2. کھجور کا درخت لگانے کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔
3. نیکی کے کام میں جلدی کرنا اور سستی نہ کرنا، کہیں وقت نکل نہ جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حقیقی غنی

57۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ الْغِنٰى لَيْسَ عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ، وَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُوَفِّي عَبْدَهُ مَا كَتَبَ لَهُ مِنَ الرِّزْقِ فَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ، وَدَعُوْا مَا حَرُمَ» [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے لوگو! زیادہ مال و متاع والا شخص غنی نہیں ہوتا، بلکہ غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہوتا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے لیے جو رزق لکھا ہے وہ پورے کا پورا اسے دے گا، پس تم میانہ روی اور اچھے طریقے کے ساتھ اسے طلب کرو، جو حلال ہے اسے لے لو اور جو حرام ہے اسے چھوڑ دو۔''

تشریح:

حقیقی معنوں میں غنی وہ نہیں جس کے پاس دنیا کا مال و متاع بہت زیادہ ہو کیونکہ یہ سب تو ختم ہونے والا ہے، یا تو یہ مال ختم ہو جائے گا اور تو دنیا میں اکیلا رہ جائے گا، یا پھر تو دنیا سے چلا جائے گا اور تیرا یہ مال اکیلا رہ جائے گا، اس لیے حقیقی غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہے، اور دل کا غنی وہ ہوتا ہے جو اللہ کی رضا پر راضی ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کے رزق کا ذمہ اٹھایا ہے اور وہ

[1] صحيح. أبو يعلى، رقم الحديث [6583]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کرے گا۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کی راہنمائی ایک ایسے عمل کی طرف کی ہے جس کا کرنا لازمی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میانہ روی سے مانگو۔''

یعنی بہترین رزق مانگو جو تمھیں کافی ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کیفیت کو بیان فرمایا کہ صرف حلال کو اپنے لیے کافی سمجھ کر لے لو اور حرام کو چھوڑ دو اور یہ بھی یقین کر لو کہ یہ حرام ہے یا حلال؟

جب انسان کو یہ یقین ہو جائے کہ جو اس کے مقدر میں لکھا ہے، وہ اسے مل جانا ہے اور جو نہیں لکھا گیا وہ لالچ، حرص اور امید سے بھی نہیں مل سکے گا تو وہ اپنے حلال رزق پر قناعت کرے گا۔

بندہ تقدیر کا غلام ہے، اس کے قبضے میں کچھ نہیں، اس کے سارے کام اللہ کے حکم کے تابع ہیں، بندہ اپنی سوچ بچار کے ساتھ اپنے کاموں میں مصروف ہوتا ہے لیکن اپنی عاجزی و بے بسی کا اعتراف کرتا ہے۔ اور یہ دنیا تو آخرت کے لیے ایک پردہ ہے، جو انسان اپنے دل کی آنکھوں سے پردہ ہٹا لیتا ہے وہ آخرت کو اپنی حقیقی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے اور جو آخرت کی طرف دیکھ لیتا ہے وہ دنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے جبکہ انسان تو حریص اور لالچی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز جب حکمران بنے تو ان سے کہا گیا کہ آپ دنیا سے بے رغبت ہو گئے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا:

''میرا نفس دنیا کے بڑے بڑے منصبوں کی خواہش کرتا ہے لیکن جب میں اس کا تعاقب کرتا ہوں تو وہ آخرت کے منصب کی خواہش کرنے لگ جاتا ہے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک کے فوائد:

1. حلال رزق طلب کرنے کی ترغیب دی ہے۔
2. رزق مقدر کی بات ہے، جو ہر انسان کے لیے لکھ دیا گیا ہے۔
3. حرام کھانے سے منع کیا گیا ہے۔
4. رزق بعض اوقات کم ہو جاتا ہے لیکن ایسے وقت میں بھی حرام کھانے سے بچنا ضروری ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو لوگوں کے پاس ہے، اس سے لاتعلق ہو جاؤ

58۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِيْ وَأَوْجِزْ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيْكَ بِالْإِيَاسِ مِمَّا فِيْ أَيْدِيْ النَّاسِ» ❶

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی مختصر وصیت کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے کہا: تو اس چیز سے لا تعلق ہو جا جو لوگوں کے پاس ہے۔''

تشریح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے اس آدمی کو وصیت کی ہے کہ تو اس چیز کی طمع و لالچ ختم کر دے جو دوسرے لوگوں کے پاس ہے۔ اللہ نے جو تیرے لیے لکھ دیا ہے اس پر راضی ہو جا اور اسی پر قناعت کر۔ یہ ایسی کفایت شعاری ہے جو بہتر اور قابل تعریف ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''اللہ نے جو تیرے لیے لکھ دیا ہے اس پر راضی ہو جا، تو لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہو جائے گا۔''

کیونکہ اس حالت میں وہ اللہ کے ساتھ اس کے سوا ہر چیز سے بے پرواہ

❶ حسن لغيره. الحاكم [362/4]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گا اور یہ حقیقی بے پرواہی (قناعت) ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''کثرتِ مال سے انسان غنی نہیں ہوتا بلکہ غنی وہ ہوتا ہے جو دل کا غنی ہو۔''

البتہ جو شخص لوگوں کی طرف دیکھتا ہے اور جو لوگوں کے پاس ہے اس کی طمع کرتا ہے تو یہ اس کے لیے کئی برائیوں کا راستہ کھولتا ہے، مثلاً لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جب تو اس چیز سے بے رغبت ہو جائے گا جو لوگوں کے پاس ہے تو لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔''

حدیث پاک کے فوائد:

1. دنیاوی آرائش وزیبائش سے بے رغبت ہو جاؤ۔
2. دوسروں کی چیزوں سے بے رغبت ہو جاؤ۔
3. اللہ نے بندے کے لیے جو لکھ دیا ہے وہ اس پر راضی ہو جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دنیا سے بے رغبتی

59۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! دُلَّنِي عَلَىٰ عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللّٰهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوكَ» [1]

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جب میں اس پر عمل پیرا ہو جاؤں تو اللہ مجھ سے محبت کرنے لگ جائے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا سے بے رغبت ہو جا تو اللہ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے، اس سے منہ موڑ لے تو لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔''

تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے دنیا سے بچنے کی ترغیب دی ہے اور فرمایا: دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی اجنبی ہوتا ہے یا کوئی مسافر ہوتا ہے۔ اور فرمایا: دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے: دنیا سے بے رغبتی دنیا اور آخرت دونوں

---

[1] صحیح. سنن ابن ماجه، رقم الحديث [4102]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں دل کو اطمینان دیتی ہے اور دنیا کی طرف رغبت کرنا دنیا اور آخرت دونوں میں دل کو بے چین رکھے گا۔

یہ بھی یاد رکھو کہ جو کوئی دنیا میں ہے وہ مہمان ہے اور جو لوگوں کے پاس ہے وہ ادھار ہے۔ مہمان ایک نہ ایک دن چلا جاتا ہے اور ادھار چیز کبھی نہ کبھی واپس لوٹائی جاتی ہے۔ دنیا تو ظاہری سامان ہے، ہر نیک و بد اسے استعمال میں لاتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ دنیا اللہ کے دوستوں کو پسند نہیں ہوتی بلکہ وہ دنیا والوں کو پسند ہوتی ہے، جو شخص اہل دنیا کی محبوب چیز میں طمع رکھتا ہے وہ اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے سائل کو دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے کا حکم دیا اور وعدہ دیا کہ اللہ تجھ سے محبت کریں گے اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے، اس سے بے رغبت ہونے سے لوگ بھی تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے دنیا کی محبت ترک کرنے کی ترغیب دی ہے کیونکہ دنیا وہ قبیح چیز ہے جس کے لیے لوگ ایک دوسرے سے بغض رکھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

''جو آخرت کا ارادہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے آخرت کو جمع کر دیتے ہیں اور اس کو اس کے دل میں کافی کر دیتے ہیں اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتی ہوئی آتی ہے اور جو دنیا کا ارادہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پھوٹ میں ڈالتے ہیں اور فقیری اس کی آنکھوں کے درمیان ٹپکنے لگتی ہے اور دنیا اسے اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے مقدر میں لکھی گئی ہوتی ہے، سعادت مند وہ ہے جو عارضی اور زوال والی چیز کو ترک کر کے دائمی نعمتوں والی زندگی تلاش کرتا ہے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک کے فوائد:

1. دنیا سے بے رغبتی اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب ہے۔
2. تھوڑی دنیا پر کفایت کرنا مستحب عمل ہے۔
3. بندوں پر اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے ان کی راہنمائی ایسی چیز کی طرف کی جس سے ان کو پسند کیا جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سادگی کی ترغیب

60۔ عن مُعَاذِ بن جَبَلٍ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ بِهِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: «إِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ، فَإِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ» ❶

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا: ''بہت زیادہ عیش وعشرت کی زندگی سے بچنا، کیونکہ اللہ کے بندے (دنیاوی) ناز ونعمت والے نہیں ہوتے۔''

تشریح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو عیش وعشرت کی زندگی سے بچنے کا حکم دیا ہے، اگرچہ حلال عیش وعشرت کا اختیار کرنا جائز ہے لیکن یہ بھی صرف سکون کی حد تک ہو، نہ کہ یہ انسان کو غفلت کی طرف لے جائے۔

اس حدیث کو عیش وعشرت میں مبالغہ آمیزی کرنے اور اسی کی طلب رکھنے پر محمول کریں گے۔ مستدرک حاکم کی وہ حدیث اس کے منافی نہیں ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک چادر تحفہ دی گئی جو 33 اونٹوں کے عوض خریدی گئی تھی، آپ ﷺ نے اسے صرف ایک مرتبہ پہنا۔ اگرچہ آپ اسے

❶ حسن. مسند أحمد [244/5]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمیشہ بھی پہنتے لیکن آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور اس جیسا نہیں ہوسکتا کہ وہ اتنی قیمتی چادر لے اور اس میں عیش وعشرت نہ آئے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. عیش وعشرت سے منع کیا گیا ہے۔
2. اللہ کے بندوں کی صفت ہے کہ وہ بہت زیادہ ناز ونعمتوں میں زندگی بسر نہیں کرتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امانت لوٹانے کی وصیت

61۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ» [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تجھے امانت دے اس کی امانت کو اسی طرح لوٹاؤ۔ اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کر۔''

تشریح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے دو چیزوں کی وصیت کی ہے:

1. امانت بالکل اسی طرح واپس کرنا جس طرح دی گئی تھی۔ مراد یہ ہے کہ اس کو حقیقی شکل میں لوٹانا، مثلاً کتاب، کاغذ، نقدی، ہتھیار یا کوئی بھی چیز تجھے بطور امانت دی جائے تو تو اسے اسی شکل میں واپس کر دے۔
2. خیانت سے منع فرمایا۔ یہاں اس صورت میں بھی خیانت منع ہے کہ اگر تجھ سے کوئی خیانت کرے تو تو اس سے ہرگز خیانت نہ کرنا بلکہ اسے اس کی غلطی معاف کر دے اور اس کی امانت کو اسی طرح لوٹا دے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. امانت لوٹانے کی ترغیب دی ہے۔

[1] صحیح. سنن أبي داود، رقم الحدیث | 3535 |

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

② خیانت سے منع کیا ہے۔

③ رسول اللہ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کہ مختصر الفاظ میں جامع مفہوم بیان کر دیا۔

④ حدیث میں ایک اسلامی و اخلاقی قاعدے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو تجھے نقصان دے تو اسے بدلے میں نقصان نہ پہنچا بلکہ اس کے ساتھ نیکی کر۔

⑤ اس حدیث میں اس بات کا رد ہے کہ جو شخص تیرا مال خیانت سے لے تو اس کا مال چوری کر لے یا اس سے جھگڑا کرے، یہ نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ صاحبِ مال قاضی کی طرف رجوع کرے اور شرعی طریقے سے اپنا مال واپس لے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں اجنبی اور مسافر کی طرح رہو

62۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِي فَقَالَ: «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ، أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ» [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑا اور فرمایا: ''دنیا میں ایک اجنبی اور راہ چلتے ہوئے مسافر کی طرح رہو۔''

تشریح:

حدیث میں مذکور دونوں کلمے انسان کے لیے راہنما اور روشن چراغ بن کر اس کی زندگی کو اس پر آسان کر سکتے ہیں۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ''عَابِرُ سَبِيلٍ'' ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف جانے والا جو مسلسل چلتا جا رہا ہو۔

اور ''غَرِيبٌ'' جو ایک جگہ پر ٹھہرا ہوا ہے وہ وہاں دو، تین، دس دن یا مہینا ٹھہرے گا، پھر آخر ایک نہ ایک دن اس نے واپس اپنی منزل اور وطن روانہ ہونا ہی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے انسان کی جو مثال بیان کی ہے واقعتاً انسان کا یہی معاملہ ہے کہ انسان اس دنیا میں مسافر ہے، دنیا اس کا ہمیشہ کا ٹھکانہ نہیں ہے،

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6416]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جبکہ ایک مسافر کہیں جاتا ہے تو وہ وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر آرام کر لیتا ہے لیکن دنیا کا مسافر کہیں رکتا نہیں، وہ مسلسل چل رہا ہے۔ اے دنیا کے مسافر! تیرا ایک ایک لمحہ تجھے دنیا سے دور اور آخرت کے قریب کر رہا ہے۔

تمھارا کیا خیال ہے کہ مسافر اپنے سفر کی طرف رواں دواں نہیں ہے؟ بالکل رواں دواں ہے، تیزی کے ساتھ سفر طے کر رہا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴾

[النازعات: 46]

''گویا وہ جس دن اسے دیکھیں گے وہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے، مگر دن کا ایک پچھلا حصہ، یا اس کا پہلا حصہ۔''

انسان کو اپنے آنے والے وقت کا گزرے ہوئے وقت کے ساتھ موازنہ کرنا چاہیے، جو وقت گزر گیا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے، اس کی حیثیت ایک خواب کی سی ہے، اسی طرح آنے والا وقت بھی ماضی کی طرح گزر جائے گا، پس انسان کو دنیا کے ساتھ راضی ہونا، اسی پر بھروسا کرنا اور دنیا ہی کو ہمیشہ کا ٹھکانا نہیں سمجھنا چاہیے۔

اسی لیے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جب تو شام کر لے تو صبح کا انتظار نہ کرنا اور جب صبح کر لے تو شام کا انتظار نہ کرنا اور بیماری سے پہلے اپنی صحت اور موت سے پہلے اپنی زندگی کو غنیمت سمجھنا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طلبائے علم سے حسنِ سلوک کی وصیت

63۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عن رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «سَيَأْتِيْكُمْ أَقْوَامٌ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمْ فَقُوْلُوْا لَهُمْ: مَرْحَبًا مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاقْنُوْهُمْ»[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تمھارے پاس لوگ آئیں گے جو علم حاصل کرنا چاہیں گے۔ جب تم ان کو دیکھو تو انھیں خوش آمدید کہو، رسول اللہ ﷺ کی وصیت کی وجہ سے، اور ان کو قابل ذخیرہ چیز دے دو۔''

تشریح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے علم حاصل کرنے والوں کو عزت و اکرام دینے کی ترغیب دی ہے۔ سنن ترمذی میں ابو ہارون سے مروی ہے کہ ہم ابو سعید کے پاس آئے تو وہ ہمیں خوش آمدید کہنے لگے۔

امام مناوی فرماتے ہیں:

''اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ بہت زیادہ ہو جائیں گے، پھر وہ تمھارے پاس آئیں گے، پس تم ان کو دیکھ کر پریشان نہ ہونا، رسول اللہ ﷺ کی وصیت سمجھ کر ان کی عزت کرنا، ان کو راضی کرنا اور ان کو علم سکھانا۔''

[1] حسن۔ سنن ابن ماجه، رقم الحديث [247]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک کے فوائد:

① علم حاصل کرنے کی فضیلت۔

② نبی اکرم ﷺ کی وصیت ہے کہ علم حاصل کرو۔

③ علم حاصل کرنے والوں کو تعلیم دینا اور ان کا اکرام کرنا افضل اعمال میں سے ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پانچ چیزیں

64۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ: «اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ؛ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ» ❶

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو؛ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، فقیری سے پہلے آسودہ حالی کو، مشغولیت سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے زندگی کو۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو یعنی پانچ وقت آنے سے پہلے پانچ کام کرلو۔

① «شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ» (بڑھاپے سے پہلے جوانی کو غنیمت جانو)

انسان پر واجب ہے کہ وہ جوانی کے لمحات کو غنیمت سمجھے اور ان سے فائدہ اٹھائے، کیونکہ جوانی کے بعد بڑھاپا ہے اور بڑھاپے میں انسان کمزور ہوجاتا ہے۔ اے انسان! اگر تو جوانی میں کوئی عمل نہیں کرسکا تو بڑھاپے میں کیا

❶ صحیح۔ الحاکم [341/4]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرے گا؟ جس نے جوانی میں بڑھاپے کے لیے عمل نہ کیا تو اس نے اپنے آپ کو ضائع کرلیا۔

② «وَصِحَّتَكَ قَبْلَ مَرَضِكَ» (بیماری سے پہلے صحت کو غنیمت جانو)

صحت اور بیماری اللہ کے ہاتھ میں ہے، بیماری کے وقت انسان کے بہت سے اعمال رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مسلمان پر بہت بڑا فضل ہے کہ جب وہ صحت کی حالت میں عمل کرتا ہے، عبادت پر ہیشگی کرتا ہے، پھر بیماری، سفر یا کسی وجہ سے وہ اپنی عبادت پوری طرح نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اس کے تندرستی والے ایام کی عبادت کی وجہ سے یہ خلا پر کردو اور ان مجبوری والے ایام کی اتنی ہی عبادت لکھ دو جتنی یہ پہلے کرتا تھا، یہاں تک کہ وہ تندرست ہوجائے یا سفر سے واپس لوٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''تو اللہ کو خوشحالی میں یاد رکھ، اللہ تجھے سختی میں یاد رکھیں گے۔''

اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کی قدر کرنے والے ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بندہ رب کو یاد رکھے اور رب مصیبت میں بندے کو چھوڑ دے؟

۳۔ «غِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ» (آسودہ حالی کو فقیری سے پہلے غنیمت جانو)

جب تیرے پاس مال ہو تو اسے نیکی کے کاموں پر خرچ کر، تو نہیں جانتا کہ یہ کب تجھ سے تلف ہوجائے۔ فقیر یہ نہیں جانتا کہ کب وہ غنی ہوجائے گا اور مالدار یہ نہیں جانتا کہ کب وہ فقیر بن جائے گا؟ انسان رات کے وقت کچھ ہوتا ہے صبح کا سورج طلوع ہوتے ہی وہ کہاں کا کہاں پہنچ جاتا ہے۔ پس جب تک تیرے پاس وافر مال ہے تو اسے بھلائی اور نیکی پر خرچ کر، ہوسکتا ہے جس نیکی پر تو مال خرچ کرتا ہے یہی نیکی تیری حفاظت کر رہی ہو۔ جو نیکی کا کام کرتا ہے وہ ہمیشہ اس کا بدلہ پاتا ہے، نیکی کی اللہ بھی قدر کرتے ہیں اور لوگ بھی نیکی کی قدر کرتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴۔ «وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغُلِكَ» (مشغولیت سے پہلے فارغ اوقات کو غنیمت جانو)

یہاں ہم سب سے پہلے طالب علموں کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ علمی زندگی میں قدم رکھنے سے پہلے مدرسے میں اپنے فارغ اوقات سے فائدہ اٹھاؤ، تمھارے پاس علم میں پختگی حاصل کرنے کا یہ بہترین موقع ہے، یہاں سے فارغ ہونے کے بعد جب تم عملی زندگی میں جاؤ گے تو یہ تم کو بہت زیادہ مشغول کر دے گی، تمھاری سب سے پہلی مشغولیت تمھاری بیوی اور بچوں کی ہوگی۔

اسی لیے بعض سلف کہتے تھے: عورتوں کی محبت علم کو ختم کر دیتی ہے۔ بسا اوقات بیوی خاوند کی تعلیم کا خیال کر لیتی ہے لیکن اولاد کی محبت ایک ایسی تلوار ہے جسے وقت دینا ہی پڑتا ہے۔ اسی طرح بعض مشاغل حصولِ علم کے علاوہ ایسے ہوتے ہیں جنھیں وقت دینا ضروری ہوتا ہے۔ طالب کی کوشش بھی ہوتی ہے کہ وہ ایسے حالات میں پڑھے لیکن وہ اس طرح وقت نہیں دے پاتا جس طرح مدرسے وغیرہ میں اس کے پاس وقت ہوتا ہے۔

اسی لیے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ قاضی بننے کے لیے ضروری ہے کہ انسان دو سال سے زیادہ وقت علم میں پختگی حاصل کرنے کے لیے صَرف کرے۔ وجہ پوچھی گئی تو بتایا علم بھول جانے کے ڈر سے، کیونکہ لوگوں کی مشغولیت علم بھلا دیتی ہے۔ لیکن بعض دوسرے علماء کہتے تھے: قاضی بننے سے پہلے علم میں ماہر ہونا اور اس کی اچھی طرح مشق کر لینی چاہیے اور جھگڑوں والے معاملات وغیرہ کی اچھی طرح چھان بین کرنی چاہیے۔

۵۔ «وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ» (موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جانو)

پہلے زندگی کا وقت ہے بعد میں موت ہے، لیکن موت نہ کسی کے پاس ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور نہ کسی کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کا مقررہ وقت لکھا ہوا ہے۔

﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾

[النحل: 16]

''پھر جب ان کا وقت آجاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے بڑھتے ہیں۔''

عقل مند انسان کو چاہیے کہ مندرجہ بالا پانچ چیزوں کو غنیمت سمجھے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن بندہ اپنی جگہ سے ایک قدم بھی حرکت نہ کر سکے گا جب تک چار سوالوں کا جواب نہ دے لے گا: عمر کہاں گزاری؟ جسم و بدن کن کاموں میں لگایا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اپنے حاصل کردہ علم پر کتنا عمل کیا؟

حدیث پاک کے فوائد:

1. نبی اکرم ﷺ کا اپنی امت کی اصلاح کا جذبہ۔
2. انسان کو اللہ کی نعمتوں کا شکر کرنا چاہیے اور ان کو غنیمت جاننا چاہیے۔
3. سستی، کاہلی اور لیت و لعل چھوڑ کر عمل کی طرف آنا چاہیے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کلمات کو مضبوطی سے پکڑ لو

65۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ يَأْخُذُ عَنِّي هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ، أَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ؟» فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَعَدَّ خَمْسًا وَقَالَ: «اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ، وَأَحْسِنْ إِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ»[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون مجھ سے یہ کلمات لے گا اور ان پر عمل کرے گا یا آگے اس کو سکھائے گا جو ان پر عمل کرنے والا ہو؟'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں تیار ہوں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ چیزوں کو شمار کیا اور فرمایا: ''حرام چیزوں سے بچ، تو لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والا بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں جو لکھا ہے اس پر راضی ہو جا، تو لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہو جائے گا۔ اپنے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، تو مومن بن جائے گا۔ تو لوگوں کے لیے

[1] حسن. سنن الترمذي، رقم الحديث [2305]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھی وہی پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو مسلمان بن جائے گا اور زیادہ ہنسا نہ کر اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔"

تشریح:

یہ جامع ترین وصیتوں میں سے ایک وصیت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ کہنا: کون مجھ سے یہ کلمات لے گا اور ان پر عمل کرے گا اور آگے لوگوں تک پہنچائے گا؟ اس لیے تھا تاکہ سامعین کے ذہنوں پر زیادہ اثر پڑے اور وہ اس پر توجہ کریں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جلدی کے ساتھ جواب دیا کہ میں یہ کام سر انجام دوں گا۔

1. حرام سے بچ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کام حرام کر دیے ہیں، ان میں واقع ہونے سے ڈر، تو تیرا شمار عبادت گزار لوگوں میں ہو جائے گا۔ پس حرام سے بچنا نامۂ اعمال کو گناہوں کی غلاظت سے پاک صاف رکھتا ہے، اگر انسان اس کے ساتھ ساتھ نفلی عبادت بھی کرتا رہے تو یہ پرہیز گاروں کی لسٹ میں شامل ہو جاتا ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں:

"یہاں سے سبق ملتا ہے کہ جب انسان حرام کاموں سے بچنا شروع کر دیتا ہے تو ہر فرض کام کرنا اس پر آسان ہو جاتا ہے اور وہ پہچان لیتا ہے کہ کیا چیز حرام ہے، پھر وہ اس سے اجتناب کرتا ہے۔"

2. اللہ کی تقسیم پر راضی ہو جا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھے تیرے حصے کا جو رزق دے دیا ہے، اس پر راضی ہو جا، زیادہ مال و دولت والا غنی نہیں بلکہ غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہے۔ قناعت انسان کو لوگوں سے بے پرواہ کر دیتی ہے، جو قناعت اختیار نہیں کرتا اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔

قناعت میں عزت اور آزادی ہے۔ اگر قناعت نہ ہو تو انسان ذلت اٹھاتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے اور غیروں کے سامنے گھٹنے ٹیکتا ہے، دنیا کا طالب ہلاک ہوگیا، مال و دولت کا پجاری ہلاک ہوگیا۔ ہر عقل مند کو جان لینا چاہیے کہ رزق عقل اور علم سے نہیں ملتا بلکہ یہ مقدر سے ملتا ہے، بہت زیادہ دوڑ دھوپ کوئی فائدہ نہیں دیتی، ہوتا وہی ہے جو قدرتِ خداوندی ہوتی ہے۔ حکماء فرماتے ہیں:

''اگر رزق کی تقسیم عقل کو مدِ نظر رکھ کر کی جاتی تو حیوان کبھی زندہ نہ رہتے۔''

ابو تمام نے اس بات کو شعروں میں یوں بیان کیا ہے: ؎

يَنَالُ الْفَتىٰ مِنْ عَيْشِهٖ وَهُوَ جَاهِلٌ
وَيَكْدىٰ الْفَتىٰ فِيْ دَهْرِهٖ وَهُوَ عَالِمٌ
وَلَوْ كَانَتِ الْأَقْسَامُ تَجْرِيْ عَلَى الْحِجَا
هَلَكْنَ إِذَنْ مَنْ جَهِلْنَ الْبَهَائِمَ

''نوجوان نے زندگی کی آسائش کو پالیا حالانکہ وہ جاہل (بے علم) تھا، کتنے نوجوان مصیبت میں ہوتے ہیں، حالانکہ وہ علم والے ہوتے ہیں۔ اگر رزق کی تقسیم عقل پر ہوتی تو چوپائے، جو عقل سے عاری ہیں، وہ ہلاک ہوجاتے۔''

③ اپنے قول اور فعل سے ہمسائے کے ساتھ احسان کرنا۔ تیرا ہمسایہ وہ ہے جو عُرف کے مطابق تیرے گھر کے قریب ہے، ہمسائے سے نیکی کرنے سے تو مومن بن جائے گا، یعنی مکمل ایمان والا مومن بن جائے گا، اگر تو ہمسائے کے ساتھ احسان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے تکلیف نہ پہنچا، اگر وہ تجھے نقصان پہنچائے تو تو صبر کر، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے کوئی آسانی کا راستہ پیدا فرما دیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام راغب فرماتے ہیں:

''احسان کا مطلب ہے کسی دوسرے پر انعام کرنا۔ احسان اس کام کے بدلے میں ہوتا ہے، جب کسی کو کوئی اچھی خبر دے یا اچھے کام کرے تو گویا اس نے احسان کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ لوگ احسان ہی کی بدولت پہچانے جاتے ہیں، یعنی ان کی طرف اچھی خبر اور اچھا کام منسوب ہوتا ہے۔ احسان انعام اور عدل سے زیادہ معنی خیز ہے، عدل میں پورا پورا بدلہ ہوتا ہے اور احسان میں اصل سے زیادہ دیا جاتا ہے اور حق لیتے وقت اصل سے کم لیا جاتا ہے۔''

4 اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی وہی خیر و بھلائی کی چیز پسند کر جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو تُو مومن بن جائے گا۔ یعنی کامل اسلام والا ہو جائے گا، دوسروں کے لیے پسندیدگی کا تیرا معیار ایسا ہو کہ وہ تجھ سے مزاحمت نہ کریں، اگر یہ پسندیدگی حسد و بغض وغیرہ کی وجہ ختم ہو جاتی ہے تو جان لے کہ تیرے اسلام میں ابھی کمی ہے۔

یہاں دو مختلف لفظ ایمان اور اسلام محض کلام کی خوبصورتی کے لیے ہیں، حقیقت میں دونوں سے ایک ہی معنی مراد ہیں۔ امام سدی فرماتے ہیں:

''میں صرف ایک موقع پر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہنے کی وجہ سے 30 سال تک استغفار کرتا رہا ہوں۔ وہ اس طرح کہ جب بغداد میں آگ لگی تو ایک آدمی میرے پاس آیا، اس نے کہا تمھاری کھیتی بچ گئی ہے، میں نے جواب میں ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہہ دیا، لیکن فوراً ہی مجھے شرمندگی ہونے لگی کہ میں نے دوسرے مسلمانوں کو چھوڑ کر صرف اپنی بھلائی چاہی۔''

5 زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرنا۔ یہ ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ انسان کا دل کسی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خوشی کی وجہ سے خوش ہوتا ہے اور اس کا اظہار چہرے سے ہوتا ہے، زیادہ ہنسنا دل کے لیے نقصان کا باعث ہے، اسی لیے اس سے منع کیا گیا ہے۔
زیادہ ہنسنا بے وقوفوں کا کام ہے اور یہ نفسیاتی بیماریوں کا موجب ہے جو دل کو مردہ کر دیتا ہے، یعنی میت کی طرح تاریک کر دیتا ہے، جیسے میت اپنے آپ کو کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتی، ایسے ہی دل بھی غلط و صحیح محسوس کرنے سے عاری ہو جاتا ہے۔

دل کا زندہ ہونا ہر خیر کا موجب ہے اور اس کا مردہ ہونا ہر برائی کا موجب ہے۔ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! بغیر کسی خوشی کے کثرت سے نہ ہنسنا، ضرورت کے بغیر نہ چلنا، فضول چیز کے بارے میں سوال نہ کرنا، اپنے مال کو ضائع نہ کرنا اور دوسرے کے مال کی اصلاح کرنا تیرا مال وہ ہے جو تونے آگے بھیج کر ذخیرہ کر لیا اور دوسروں کا مال وہ ہے جسے تو چھوڑ جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے کچھ وصیت مانگی تو انھوں نے کہا: مسکراتا رہ، غصہ نہ کرنا۔ نفع مند ثابت ہونا، نقصان کا باعث نہ بننا۔ ضد اور ہٹ دھرمی سے دور رہنا۔ بغیر ضرورت کے نہ چلنا۔ خوشی کے علاوہ نہ ہنسنا۔ گناہ گاروں کو ان کے گناہ کی عار نہ دلانا اور اپنی خطاؤں پہ روتے رہنا۔

موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں ہے کہ تعجب ہے اس آدمی پر جو آگ کا یقین رکھتا ہے لیکن پھر ہنستا ہے۔ تعجب ہے اس آدمی پر جو موت کا یقین رکھتا ہے لیکن پھر بھی دنیا کے لیے اتنی محنت کرتا ہے۔ تعجب ہے اس آدمی پر جس نے دیکھ لیا کہ دنیا کیسے لوگوں سے علیحدہ ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی اس کے ساتھ مطمئن ہو چکا ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

① حرام کام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

② اللہ کی رضا اور تقسیم پر راضی ہونا چاہیے۔

③ ہمسائے کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی گئی ہے۔

④ اس بات کی ترغیب کہ انسان دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

⑤ اس بات کی ترغیب دی ہے کہ آدمی مسلمان ہو اور اس کا اسلام ارکانِ اسلام سے مزین ہو اور دوسرے مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ ہوں۔

⑥ نبی اکرم ﷺ کا شوق کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نفع مند علم حاصل کریں۔

⑦ نبی اکرم ﷺ کا صحابہ کی تربیت کا طریقہ کہ ہاتھ پکڑ کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کلمات سکھائے تا کہ ان پر زیادہ سے زیادہ اثر ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كتاب المنهيات

(ممنوعات)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دین میں غلو اور مبالغہ کرنے سے بچو

66۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ؛ فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ»[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! دین میں غلو اختیار کرنے سے بچو، کیونکہ اسی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔''

تشریح:

غلو سے مراد تعریف یا مذمت کرتے ہوئے حد سے تجاوز کرنا ہے، جیسے کہا جاتا ہے: تعریف، عبادت اور عمل کرتے ہوئے حد سے بڑھنا۔

''أَهْلَكَ'' (ہلاک کر دیا) اس کے دو معنی ہیں:

1. غلو کی وجہ سے دین کا ہلاک ہونا مراد ہے۔
2. غلو جسموں کی ہلاکت کا سبب ہے، یعنی جب انھوں نے غلو کیا تو وہ اللہ کی اطاعت سے نکل گئے، پھر اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو غلو سے ڈرایا ہے کیونکہ وہ ہلاکت کا سبب اور شریعت کے خلاف ہے، سابقہ امتیں بھی اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ اس حدیث سے غلو کے حرام ہونے کی دو وجوہات سامنے آتی ہیں:

[1] **صحیح**۔ سنن ابن ماجه، رقم الحدیث [3029]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(1) غلو گزشتہ امتوں کی تباہی کا سبب ہے، جیسا کہ سابقہ امتوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا، اور جو چیز ہلاکت کا سبب بنے وہ حرام ہوتی ہے۔

(2) عبادت میں لوگوں کی قسمیں۔ اس معاملے میں لوگوں کی تین قسمیں ہے:

① مقررہ حد سے بڑھ جانا۔

② حد سے زیادہ غفلت اختیار کرنا۔

③ درمیانی راہ اختیار کرنا۔

اللہ کے دین میں ایک گروہ غلو کرنے والا ہے، دوسرا بالکل ہی سستی کرنے والا اور تیسرا گروہ معتدل لوگوں کا ہے، جو غلو کرتے ہیں نہ سستی کرتے ہیں بلکہ درمیانی راہ پر چلتے ہیں، لہٰذا دین میں تشدد جائز ہے اور نہ ہی غفلت جائز ہے۔

غلو کی مندرجہ ذیل چار قسمیں ہیں: ① عقیدے میں غلو۔ ② عبادت میں غلو۔ ③ معاملات میں غلو۔ ④ عادات میں غلو۔

عقیدے میں غلو سے مراد:

جس طرح فلسفی لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنے میں اتنا تشدد اور باریکی والا عقیدہ اپنایا کہ وہ یقینی طور پر ہلاکت کے گھڑے میں گر گئے۔ اپنے عقیدے کی رو سے وہ دو میں سے ایک رائے اختیار کرنے کے پابند ہوگئے کہ یا تو وہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ کر دیں یا مکمل طور پر اس کی نفی کر دیں۔

ایک گروہ ان لوگوں کا بن گیا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ قرار دے دیا اور صفات ثابت کرتے کرتے اس حد تک پہنچ گئے کہ جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے نفی کی تھی، انھوں نے وہ بھی ثابت کر دیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرا گروہ ان لوگوں کا بن گیا جنھوں نے اللہ کی صفات کی نفی کر دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی مشابہت سے بالکل پاک اور منزہ ہیں۔ اس گروہ نے اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی بھی نفی کر دی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کی ہیں۔

تیسرا گروہ متوسط لوگوں کا ہے، جنھوں نے درمیانی راہ اختیار کرتے ہوئے اثبات میں تشدد کا راستہ اپنایا اور نہ ہی صفات کی نفی کی بلکہ ظاہری الفاظ کا اعتبار کرتے ہوئے یہ کہا کہ جو صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کی ہیں، ان پر اسی طرح ہمارا ایمان ہے۔ یہ آخری گروہ ہلاکت سے بچ گیا اور سیدھے راستے پر رہا۔

عبادت میں غلو سے مراد:

عبادت میں تشدد سے کام لینا۔ یہ خیال کرنا کہ کسی کمی کوتاہی کی وجہ سے انسان کافر بن جائے گا اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، مثلاً خوارج اور معتزلہ کا غلو کہ وہ کہتے ہیں جس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا، اسے قتل کرنا اور اس کے مال پر قبضہ کرنا حلال ہے۔ انھوں نے حکمرانوں سے بغاوت کرنا اور انھیں قتل کرنا جائز قرار دیا۔ اسی طرح معتزلہ کہتے ہیں کہ جس نے کبیرہ گناہ کیا وہ ایمان پر ہے اور نہ کفر پر بلکہ درمیان میں رہ جاتا ہے۔ یہ تشدد انھیں ہلاکت کی طرف لے گیا۔

اس سختی اور تشدد کے مقابلے میں مرجیہ نے اتنی آسانی اور نرمی والا موقف اپنایا اور کہا کہ قتل، زنا، چوری، شراب خوری اور دیگر کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے انسان کے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ اس کا ایمان بدستور حضرت جبرئیل اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جیسا ہی ہے۔ (نعوذ باللہ)

ان کے نزدیک ایمان صرف اقرار کا نام ہے، اس میں اعمال ضروری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہیں بلکہ وہ یہاں تک کہتے ہیں کہ ابلیس بھی مومن ہے کیونکہ اس نے بھی اقرار کیا تھا۔ اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اسے تو اللہ تعالیٰ نے کافر قرار دیا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اب اس کا اقرار سچا نہیں رہا بلکہ وہ جھوٹا ہو چکا ہے۔

یہ آج کے دور میں لوگوں کی اصلاح کا جذبہ رکھتے ہیں لیکن ان کے راہِ راست سے دور ہونے میں کوئی شک نہیں اور وہ بھی ہلاکت میں پڑ گئے ہیں۔

تیسرا گروہ اہل سنت کا ہے، جو کہتے ہیں کہ ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی، نافرمانی کرنے والے شخص کا ایمان اس کی نافرمانی کے بقدر ناقص ہوتا ہے، وہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا الا یہ کہ کوئی شرعی نص ہو کہ اس نے کفریہ کام کیا ہے۔

معاملات میں غلو سے مراد:

معاملات میں اتنا تشدد کہ ہر چیز کو حرام قرار دینا، مثلاً کوئی ذریعہ استعمال کرنا حرام ہے۔ یا اپنی ضروریاتِ زندگی سے زائد مال رکھنا حرام ہے وغیرہ، یہ صوفیاء کا عقیدہ ہے۔ وہ کہتے ہیں جو دنیا میں مشغول ہو گیا گویا وہ آخرت کی بھتری کا خواہشمند نہیں ہے، اسی طرح ان کے نزدیک ضروریاتِ زندگی سے زائد کچھ خریدنا بھی جائز نہیں ہے۔

اس کے مقابلے میں حد سے زیادہ نرمی اور آسانی کا مظاہرہ کرنے والا گروہ کہتا ہے کہ مال وغیرہ بڑھانے کے لیے سب کچھ جائز ہے، حتی کہ سود، دھوکے وغیرہ سے مال جمع کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، یہ لوگ سودا بیچنے میں قیمت اور وصف وغیرہ کا جھوٹ بول کر مال جمع کرتے ہیں۔

تیسرا صحیح مسلک یہ ہے کہ شریعت کے موافق تمام معاملات حلال ہیں۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [البقرۃ: 275]

''حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔''

لہٰذا ہر چیز حرام نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ خرید و فروخت کرتے تھے، اسی طرح صحابہ کرام بھی خرید و فروخت کرتے تھے۔

عادات میں غلو:

جب ایسی عادت ہو کہ اس کو چھوڑنے سے کوئی دوسری ایسی عادت پڑ جائے جو انسان کو عبادت کی طرف منتقل کر دے تو اسے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ کوئی ایسی عادت جو کسی دوسری اس سے اچھی اور مفید عادت کی طرف منتقل نہ ہونے دے تو یہ غلو ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔

اگر کوئی ایسی عادت ہو جو مصالح کے برابر (بری نہ ہو) لیکن اس میں یہ خطرہ ہو کہ یہ لوگوں کو آہستہ آہستہ دین سے دور کر دے گی اور غفلت کا باعث بنے گی تو اس سے بھی احتیاط و اجتناب کی ضرورت ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

① دین میں غلو اور سختی کرنا مذموم عمل ہے، اور دین غالب ہونے آیا ہے نہ کہ مغلوب ہونے۔

② صحابہ کرام کی تربیت کرنے میں نبی ﷺ کی فہم و فراست کا بیان اور ان کو آگاہ کرنا کہ غلو کے نتائج سابقہ امتوں میں اچھے نہ تھے۔

③ غلو ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو

67۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ» ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو''، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے دن میدانِ جنگ سے بھاگنا، پاکدامن، مومن عورتوں پر بہتان لگانا۔''

تشریح:

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے سات مہلکات سے ڈرایا ہے۔ فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو، یعنی ان سات کاموں سے دور رہو، کیونکہ یہ دنیا اور آخرت دونوں میں سزا اور عذاب کا سبب ہیں، اس سے مراد کبیرہ گناہ ہیں جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [2766] صحيح مسلم [89/145]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں کہ سات کے عدد سے مراد یہ نہیں کہ صرف یہی سات مہلکات ہیں، بلکہ یہ تو ستر کے قریب ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اختصار کے پیش نظر آپ ﷺ نے سات بیان کیے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی حکمت کے پیش نظر آپ ﷺ نے صرف سات بیان کیے ہیں تاکہ سائل پہلے ان کو اچھی طرح جان لے پھر بعد ازاں مزید بھی بتا دیے جائیں گے۔

ذیل میں ان مہلکات کی قدرے تفصیل بیان کی جاتی ہے:

① اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ یہ بہت بڑی تباہی کا باعث ہے کہ جس اللہ نے تجھے پیدا کیا، تیرے اوپر پیدائش سے پہلے بھی اور بعد میں بھی انعامات کیے لیکن اے انسان! تو اسی کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی پکارتا ہے!! یہ تو بہت بڑا ظلم ہے۔

اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی کئی ایک صورتیں ہیں:

ا۔ انسان مخلوق کی تعظیم اسی طرح کرے جس طرح خالق کی تعظیم کی جانی چاہیے۔ مثلاً اپنے امیر، بادشاہ، وزیر کی تعظیم اللہ سے زیادہ کرنا۔ جب بادشاہ، امیر، وزیر یا اس کا سردار اسے حکم دے کہ یہ کام کرو، ادھر نماز کا بھی وقت ہوجائے وہ نماز چھوڑ دے اور بادشاہ کا کام کرنے لگ جائے، حتی کہ نماز کا وقت ختم ہوجاتا ہے لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی، اس آدمی نے مخلوق کی عزت وعظمت کے سامنے اللہ کی عزت وعظمت کا خیال نہیں کیا۔

ب۔ مخلوق میں سے کسی سے ایسے محبت کرنا جیسے اللہ سے کی جانی چاہیے تھی، یہ محبت جنونی عاشقوں میں پائی جاتی ہے، چاہے وہ عورتوں سے ہو یا مَردوں سے، ان کا دل غیر اللہ کے لیے محبت سے بھرا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ [البقرة: 165]

''اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو غیر اللہ میں سے کچھ شریک بنا لیتے ہیں، وہ ان سے اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں۔''

ج۔ ریاکاری بھی ایک قسم کا شرک ہی ہے، انسان نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، بڑی بنا سنوار کر نماز پڑھتا ہے تاکہ کوئی اسے دیکھ لے۔ روزوں کا اہتمام کرتا ہے تاکہ یہ کہا جائے کہ بڑا عبادت گزار اور روزہ دار آدمی ہے۔ صدقہ اس لیے کرتا ہے تاکہ کہا جائے بڑا سخی ہے۔ یہ سب شرک کی صورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں شرک کرنے والوں کے شرک سے بے پرواہ ہوں، جو شخص اپنے عمل میں میرے علاوہ کسی اور کو شریک کرتا ہے میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔[1]

د۔ شرک خفی کی ایک اور صورت یہ ہے کہ انسان اپنی عقل و فکر، جسم، سونا، جاگنا سب کچھ دنیا میں صَرف کر دے، اس کو کتنا نفع ہوا؟ کتنا نقصان ہوا؟ دنیا کے حلال، حرام، جھوٹ، دھوکا، فریب وغیرہ کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ دنیا ہی اس کا محور ہوتی ہے۔ اللہ ہمیں اس سے بچائے۔

اس شرک کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا مندرجہ ذیل فرمان ہے:

''دینار کا بندہ ہلاک ہوگیا۔'' اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دینار کو سجدہ کرتا ہے بلکہ دینار اور پیسے اس کے دل کی پسندیدہ چیز بن جاتے ہیں۔

نیز فرمایا:

دینار، درہم، چادر وغیرہ کا بندہ ہلاک ہوگیا۔''

یعنی اسے اپنے کپڑوں کی خوبصورتی، عمدگی؛ نماز اور اللہ کی عبادت سے

[1] صحيح. سنن ابن ماجه، رقم الحديث [4202]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دور کر دیتے ہیں، اگر اسے یہ مال و متاع مل جاتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور اگر نہیں ملتا تو ناراض ہو جاتا ہے، یعنی اگر اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی کرتا ہے تو یہ انسان کہتا ہے یہ سب کچھ میرے رب نے مجھے دیا ہے۔ اگر انسان کو یہ مال و متاع نہیں ملتا تو ناراض ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ نِ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ﴾

[الحج: 11]

”جو اللہ کی عبادت ایک کنارے پر کرتا ہے، پھر اگر اسے کوئی بھلائی پہنچ جائے تو اس کے ساتھ مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اسے کوئی آزمائش آپہنچے تو اپنے منہ پر الٹا پھر جاتا ہے۔ اس نے دنیا اور آخرت کا نقصان اٹھایا۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا آدمی ہلاک ہو گیا، تباہ و برباد ہو گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے اس معاملے کو فساد کا شکار کر دیتے ہیں۔ جب اسے کوئی کانٹا چبھتا ہے تو وہ نکالنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا، یعنی اللہ تعالیٰ اس پر اس کے معاملے کو تنگ کر دیتا ہے حتی کہ وہ اپنے جسم سے ایک کانٹا نکالنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا۔

رسول اللہ ﷺ نے شرک کے مقابلے میں اخلاص کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”اس بندے کے لیے خوشخبری ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر اللہ کے راستے میں نکلتا ہے۔“

یعنی اس بندے کے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں پاکیزہ زندگی ہوگی جو اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر پراگندہ بال اور غبار آلود قدموں کے ساتھ اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے راستے میں نکلتا ہے۔

غور فرمائیں! پہلا دولت و جائیداد کا پجاری اور دوسرا جسے اپنی کوئی پرواہ نہیں بلکہ اس کے نزدیک اللہ کی عبادت اور اللہ کی رضا زیادہ اہم ہے۔ وہ غبار آلود ہو کر حالتِ جنگ میں جہاد کی مصلحت جہاں اسے ٹھہراتی ہے وہاں ٹھہر جاتا ہے، یہ شخص دنیا میں بھی کامیاب ہو گیا اور آخرت میں بھی۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ایسے بھی لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں لیکن انھیں شعور نہیں ہوتا۔

اے میرے بھائی! جب تو دیکھے کہ دنیا نے تیرے دل کو خواہشوں سے بھر دیا ہے اور تیرا سونا جاگنا دنیا کے لیے بن چکا ہے تو سمجھ لے کہ تیرے دل میں شرک پیدا ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دینار کا بندہ ہلاک ہو گیا۔''

یہ دلیل ہے کہ وہ ہر وقت مال کی حرص میں رہتا ہے۔ اسے یہ احساس نہیں ہوتا کہ حلال ہے یا حرام۔ جو شخص واقعی اللہ کی عبادت کرنے والا ہوتا ہے، اس کے لیے ممکن نہیں کہ وہ مطلق طور پر حرام مال حاصل کرے کیونکہ حرام میں اللہ کی ناراضگی ہے اور حلال میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ یہ آدمی کوئی مال حرام طریقے سے کماتا ہے اور نہ ہی اسے ناجائز خرچ کرتا ہے۔

(2) جادو۔ یعنی گرہ لگانا اور پھونکنا۔ شیطانوں کی صورت میں جادوگر کا منتر وغیرہ پڑھ کر جادو کرنا، اور جنوں کی خباثت جسے جادوگر پھونکتا ہے اور دوسرے آدمی کو جادو کے ذریعے بیماری میں مبتلا کرنے کے بعد مار دیتا ہے، کسی کو جادو کے ذریعے الگ الگ کر دیتا ہے اور کسی کو مائل بہ محبت کر دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ ﴾

[البقرۃ: 102]

''پھر وہ ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے جس کے ساتھ وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے۔''

یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ جادوگر کی سزا قتل ہے، اگرچہ وہ توبہ کرے یا نہ کرے۔ اس کی اتنی بڑی سزا اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگوں کو شدید نقصان میں مبتلا کرتا ہے۔ جادوگر کی حد تلوار کی ضرب یعنی موت ہے۔

③ ناحق کسی کو قتل کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے چار جانوں کو قتل کرنا حرام قرار دیا ہے:

① مسلمان۔ ② ۔ ذمی۔ ③ ۔ معاہد۔ ④ ۔ مستأمن۔

یہ چاروں جانیں قابل احترام ہیں اور ان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، مسلمان کا معاملہ تو ظاہر ہے۔ ذمی وہ ہوتا ہے جو اہل کتاب یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتا ہو اور ہمارے ملک میں ہمیں جزیہ دے کر رہائش پذیر ہو۔ ہم پر واجب ہے کہ ہر تکلیف دہ چیز سے اس کی حفاظت کریں اور اس کا احترام کریں۔ معاہد وہ ہوتا ہے جس کا ہمارے ساتھ عہد ہو چکا ہو، جیسا کہ نبی کریم ﷺ اور قریش میں صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہوا تھا، اسے بھی قتل کرنا حرام ہے۔

مستأمن وہ ہوتا ہے جو ہمارے ملک میں داخل ہو اور ہم اس کو امان دے دیں۔ وہ تاجر ہو، کاروبار کی غرض سے آیا ہو یا اسلام کے بارے میں معلومات کے حصول کی خاطر ہمارے ملک میں آیا ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴾

[التوبۃ: 6]

''اور اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سنے، پھر اسے اس کی امن کی جگہ پر پہنچا دے۔ یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو علم نہیں رکھتے۔''

حربی وہ ہوتا ہے کہ اس کے اور ہمارے درمیان جنگ ہو، ہمارا اس کے ساتھ کوئی عہد، ذمہ یا امان والا معاملہ نہ ہو، اسے قتل کرنا حلال ہے کیونکہ ہمارے اور اس کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«اَلَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ»

''جسے اللہ نے قتل کرنا حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔''

یعنی مندرجہ بالا چار نفوس محترم ہیں، البتہ کسی حق کی وجہ سے ان کو قتل کرنا جائز ہے، مثلاً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مسلمان کا خون تین میں سے کسی ایک صورت کے علاوہ حلال نہیں ہے: ① شادی شدہ زانی۔ ② جان کے بدلے قتل کرنا۔ ③ دین کو چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہونے والا (مرتد)۔''

4 سود کھانا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سود کھانے کی جتنی سخت وعید بیان ہوئی ہے اتنی شرک کے علاوہ کسی اور گناہ کی بیان نہیں ہوئی ہے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے، یہاں تک کہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴾ [البقرۃ: 279,278]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سود میں سے جو باقی ہے چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو۔ پھر اگر تم نے یہ نہ کیا تو اللہ اور اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے رسول کی طرف سے بڑی جنگ کا اعلان سن لو اور اگر توبہ کر لو تو تمھارے لیے تمھارے اصل مال ہیں، نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ جو شخص سود نہیں چھوڑتا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہے، اور جب سودی آدمی توبہ کرے تو اپنے اصل مال سے زائد رقم لینا اس پر حرام ہے، بلکہ وہی مال لے جو اصل تھا۔

بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ طریقے کے مخالف استحسان کے طور پر کہا ہے کہ جب انسان اپنا مال سودی لوگوں کو جمع کروائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ سود کا مال بھی لے لے اور صدقہ کر دے تاکہ سود سے نجات حاصل کر لے، لیکن یہ بات قرآن مجید کے خلاف ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَکُمۡ رُءُوۡسُ اَمۡوَالِکُمۡ لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَ لَا تُظۡلَمُوۡنَ﴾ [البقرۃ: 279]

"اور اگر توبہ کر لو تو تمھارے لیے تمھارے اصل مال ہیں، نہ تم ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔"

وہ یہ بات استحسان کے طور پر کہتے ہیں کہ اگر ہم سودی رقم کو بنک میں ہی چھوڑ دیں تو بنک والے اس رقم سے اپنے کنیسہ (عبادت خانہ) کو تعمیر کر لیں گے یا مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کریں گے، اسی طرح کے دیگر اقوال جو صریحاً نص قرآنی کے خلاف ہیں، وہ بیان کرتے ہیں۔

ہماری طرف سے ان اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ پہلے نمبر پر یہ نفع اس کی ملکیت نہیں ہے، بلکہ یہ بنک کی طرف سے بطورِ ہدیہ ہوتا ہے، وہ بنک میں جو رقم جمع کرواتا ہے، بنک اس سے خرید و فروخت کرتا ہے، جس میں اسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خسارہ بھی ہوتا ہے، اس کے باوجود اس کی ملکیت میں اضافہ نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ وہ اس رقم کو کنیسہ بنانے اور مسلمانوں کے خلاف اسلحہ وغیرہ خریدنے میں صَرف کرتے ہیں؟

تیسری بات یہ ہے کہ اگر ہم یہ سود کی رقم ان سے لے لیں تو پھر کیا وہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے سے باز آجائیں گے؟

چوتھی بات یہ ہے کہ جب ہم یہ کہیں کہ سود کی رقم لے لو (اور صدقہ کرو) گویا پہلے نجاست میں لت پت ہو جاؤ اور پھر اس سے ہاتھ دھولو۔ اس میں کیا فائدہ ہے؟ اے مسلمانو! اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے، لہٰذا اس سے بچو۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر انسان سود کی رقم لے لیتا ہے تو پھر اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ واقعتاً اسے صدقہ کر دے گا، جبکہ رقم بھی بہت زیادہ ہو؟!

پہلے وہ صدقے کی نیت سے یہ رقم لے لے، پھر اس کا نفس اس پر غالب آجائے اور وہ اس رقم کو کھا جائے اور صدقہ نہ کرے۔ لہٰذا ان تمام خطرات کے پیش نظر ہم کہتے ہیں کہ ایسی رقم کو چھوڑ دو۔

5 یتیم کا مال کھانا۔ یتیم وہ ہوتا ہے جس کا باپ اس کے بالغ ہونے سے پہلے ہی فوت ہو جائے اور کوئی دوسرا انسان اس کا سرپرست بن جائے، پھر اس کا مال خود ہڑپ کر جائے یا اپنے گھر والوں پر خرچ کر دے یا کسی بھی طرح سے اس پر قبضہ کر بیٹھے تو یہ بھی ہلاک کر دینے والی بات ہے۔

6 لڑائی کے دن میدان جنگ سے بھاگنا۔ یعنی میدان جنگ میں لڑائی والی صف سے نکل آنا بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ اس میں دو مفاسد ہیں، پہلی برائی مسلمانوں کا دل توڑنا اور دوسری برائی کافروں کو تقویت پہنچانا ہے کیونکہ جب مسلمان ذرا شکست خوردہ ہونے لگیں گے تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ایسے لوگوں کی وجہ سے کافروں کے حوصلے اور بلند ہوں گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض لوگوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ﴾ [الأنفال: 16]

''اور جو کوئی اس دن ان سے اپنی پیٹھ پھیرے، ماسوائے اس کے جو لڑائی کے لیے پینترا بدلنے والا ہو، یا کسی جماعت کی طرف جگہ لینے والا ہو تو یقیناً وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹا۔''

ان دو صورتوں میں پیچھے آنا جائز ہے:

ا۔ کسی دوسرے لشکر میں شامل ہونے کے لیے جسے دشمن نے گھیر رکھا ہو اور خطرہ ہو کہ دشمن اس لشکر کا صفایا کر دے گا اور وہاں جانا پہلے کی نسبت زیادہ فائدہ مند ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ب۔ جہاد کی مصلحت کی خاطر مثلاً اسلحہ کی درستگی یا جنگی چال چلنے کے لیے واپس آنا بھی جائز ہے۔

⑦ پاکدامن مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔ مومن پاکدامن عورت پر تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے، یعنی اسے زانیہ وغیرہ کہنا۔ تہمت لگانے والے کو اسّی (80) کوڑے لگائے جائیں، اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور وہ فاسقوں میں شامل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا﴾

[النور: 4]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو انھیں اسی (۸۰) کوڑے مارو اور ان کی کوئی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔“

اس کی تین سزائیں ہیں۔ اگر وہ توبہ کر لے تو اس سے فسق کا حکم اٹھا لیا جائے گا اور وہ اہل عدل میں شمار ہوگا۔ اللہ ہمیں ایسے فتنوں سے بچائے اور اپنی پناہ میں رکھے، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. کبیرہ گناہوں کا مرتکب جہنم کی آگ میں داخل ہوگا۔
2. اللہ کے ساتھ شرک کرنا سب سے بڑا گناہ ہے۔
3. جادو کے خطرات بہت زیادہ ہیں۔
4. ناحق کسی کو قتل کرنا حرام ہے۔
5. سود کھانا کبیرہ گناہ ہے۔
6. یتیم کا مال کھانا کبیرہ گناہ ہے۔
7. مسلمان کا میدانِ جہاد سے فرار ہونا حلال نہیں ہے، الا یہ کہ وہ کسی دوسرے لشکر سے ملنے کے لیے یا جنگی حکمت عملی کے پیش نظر بھاگے۔
8. لوگوں کی عزت پامال کرنا حرام ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کبیرہ گناہوں سے بچو

68۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ: «أَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا؛ فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ»[1]

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے دلی دوست حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی: ''تو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، اگرچہ تجھے کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے، اور فرضی نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا، کیونکہ جس نے جان بوجھ کر فرضی نماز چھوڑی اس سے (اللہ کی حفاظت کا) ذمہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور شراب نہ پینا اس لیے کہ وہ ہر برائی کی چابی ہے۔''

تشریح:

اس حدیث میں جامع ترین انداز میں اخلاق رذیلہ سے ڈرایا گیا ہے۔ حدیث میں لفظ ''خَلِیْل'' رسول اللہ ﷺ کا متبادل آیا ہے، جو آپ ﷺ کے لیے محبت کا اظہار ہے۔ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے تین وصیتیں کی ہیں:

① اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

یہاں نہی کا صیغہ آیا ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ شرک کرنا تو دور کی

[1] حسن. سنن ابن ماجه، رقم الحديث [4034]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بات ہے تجھ سے شرک ظاہر بھی نہیں ہونا چاہیے، اگر چہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا کر راکھ کر دیا جائے، یعنی شرک سے بچنے کے لیے اگر چہ تجھے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے یا قتل کر دیا جائے۔ یہ افضل عمل ہے، لیکن مجبوری کے وقت کلمہ کفر یا شرک زبان سے نکالنا بھی جائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ﴾ [النحل 106]

''سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔''

② جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑنا۔

یہ بھی اتنا قبیح عمل ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ذمہ چلا جاتا ہے بلکہ یہ بھی کفریہ عمل بن جاتا ہے، اگر فرض نماز غلطی سے، بھول کر، نیند کی وجہ سے، کسی بڑی اشد ضرورت کی وجہ سے یا اس میں اتنی قدرت ہی نہ ہو کہ وہ فرض نماز وقت پر ادا کر سکتا ہے تو یہ سب صورتیں مندرجہ بالا وعید سے خارج ہیں۔

③ شراب نہ پینا۔

صاحب مرقاۃ فرماتے ہیں کہ امام طیبی نے کہا: نماز چھوڑنے اور شراب پینے کو شرک کے ساتھ ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بڑے قبیح عمل ہیں۔ نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے چھوڑا گویا اس کے دین میں شگاف پڑ گیا۔ شراب خوری گویا بتوں کی پوجا ہے، اور نماز اعمال کی اصل اور جڑ ہے، اس کے مد مقابل شراب ام الخبائث ہے، لہٰذا یہ دونوں ایک آدمی میں کیسے جمع ہو سکتی ہیں؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ﴾ [العنکبوت: 45]

''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔''

پس نماز خیر کی چابی ہے اور شراب، شر کی چابی ہے کیونکہ یہ عقل کو زائل کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیتی ہے، اس آدمی کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ جب اس کی عقل قید ہو جاتی ہے تو اس کے لیے برائی اور شر کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. نبی اکرم ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم و تربیت کا جذبہ۔
2. شرک کی مذمت بیان ہوئی ہے۔ شرک اور اسلام کا دور دور کا کوئی تعلق نہیں ہے، اگر انسان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے پھر بھی وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے۔
3. نماز کی اہمیت، جو جان بوجھ کر اسے چھوڑتا ہے اس کے لیے وعید ہے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔
4. شراب خوری سے روکا گیا ہے کیونکہ وہ ہر شر کی جڑ ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بغض کی مذمت

69۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: « إِيَّاكُمْ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ »[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے دشمنی اور بغض رکھنے سے بچو اس لیے کہ یہ دونوں چیزیں باہمی قطع تعلقی کر دیتی ہیں یا اجر وثواب مٹا دیتی ہیں۔''

تشریح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں یا دو قبیلوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کے وقت ایک دوسرے کو گالیاں دینے سے منع فرمایا کیونکہ اس سے فساد لازم آتا ہے، ''اَلْبَیْنُ'' دو متضاد معنوں کے لیے آتا ہے، یعنی ملاپ اور جدائی کے لیے۔ ''اَلْحَالِقَة'' یعنی یہ اجر وثواب کو ختم کر دیتی ہیں اور سزا و ہلاکت کی طرف لے جاتی ہیں، جس طرح سر مونڈھ کر بالوں کا صفایا کیا جاتا ہے، ایسے ہی یہ نیکیوں کا صفایا کر دیتی ہیں۔ امام زمخشری فرماتے ہیں:

'''' ''اَلْحَالِقَة'' کا مطلب ہے قطع رحمی کرنا، ایک دوسرے پر ظلم کرنا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان میں ایسی مصیبت آ گئی جس نے سب کچھ تباہ و برباد کر دیا۔''[2]

---

[1] حسن. سنن الترمذي، رقم الحديث [2508]

[2] فيض القدير [163/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پاک کے فوائد:

① نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے سے دشمنی اور بغض رکھنے سے منع کیا ہے۔

② گناہ نیکیوں کو مٹا دیتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعریف میں مبالغہ آرائی کی مذمت

70۔ عن مُعاويَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ فَإِنَّهُ الذَّبْحُ» [1]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے کی خوشامد کرنے سے بچو کیونکہ یہ ذبح کرنا ہے۔''

تشریح:

نبی کریم ﷺ نے تعریف میں مبالغہ آرائی کرنے کو کسی کا خون کرنے سے تشبیہ دی ہے۔ اس میں تعریف کرنے والے اور جس کی تعریف کی جا رہی ہے، دونوں کے لیے بربادی ہے، یہ تعریف دل کو مردہ کرنے کے مترادف ہے اور وہ بندہ دین سے دور ہو جاتا ہے۔ اس میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ جس کی تعریف کی جا رہی ہے اس میں غرور اور تکبر نہ آ جائے اور وہ اپنے آپ کو واقعی اسی طرح نہ سمجھنا شروع کر دے۔

یہ انسان ایسی صورت حال میں لوگوں کی خوشامد کا طالب ہو جائے گا اور خواہشات کا غلام بن جائے گا۔ ذبح کرنے کے ساتھ تشبیہ اس لیے دی کیونکہ جو چیز ذبح ہو جاتی ہے اس کا عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے، اسی طرح یہ آدمی بھی

[1] حسن. سنن ابن ماجه، رقم الحديث [3743]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمل چھوڑ دے گا اور بس خوشامد کی تمنا کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا۔

امام ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مقصد یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کی حد سے زیادہ تعریف کرے گا اور اس کی ایسی صفات بیان کرے گا جو اس میں موجود نہ ہوں تو ممدوح یہ سوچے گا کہ اس کے اندر یہ صفت اور خوبی بھی موجود ہے، پھر کہیں اسی پر اعتماد نہ کر بیٹھے اور عمل کو چھوڑ دے۔'' [1]

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو آدمی تیرے ساتھ نیکی کرے اگر وہ پسند کرتا ہے کہ اس پر اس کی تعریف اور اس کا شکریہ ادا کیا جائے تو تُو ہرگز اس کی تعریف نہ کر، تو اس کی نیکی کا بدلہ ظلم کے ساتھ نہ دے کیونکہ اس کی فکر ظلم ہے، لہٰذا تو اس کا شکریہ اس انداز سے کر کہ اسے خیر اور بھلائی کی ترغیب دے۔''

جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی کرے، تو اسے بھی نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کو یاد رکھنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے اس طرح نہ بڑھاؤ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں نے بڑھایا تھا۔''

اس سے وہ الفاظ مستثنیٰ ہیں جو نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے لیے استعمال کرتے تھے، مثلاً آپ ﷺ کا یہ کہنا کہ عبداللہ اچھا آدمی ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. ایک دوسرے کی تعریف میں مبالغہ آرائی کرنا مذموم عمل ہے۔

---

[1] فتح الباري [477/10]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

② نبی اکرم ﷺ کی حرص اور تمنا کہ سچائی اور سیدھی سیدھی بات ہونی چاہیے، کیونکہ ناجائز خوشامد سے نفاق اور جھوٹ کی بُو آتی ہے۔

③ نبی اکرم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کہ فرمایا: مبالغہ آرائی سے تعریف کرنا، ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ ہمیں یہ حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ جب ہم کسی کے بارے میں اچھی سوچ رکھتے ہیں تو اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں، کیونکہ ہم اپنے خیال کے مطابق اسے بہتر سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ سے بہتر اسے کوئی نہیں جانتا، جب کسی کی تعریف میں مبالغہ آرائی کی جاتی ہے تو اس میں حقیقت حال کے علاوہ بھی بہت کچھ کہا جاتا ہے، جس سے ممدوح اپنے آپ کو بہت اچھا سمجھ کر گڑھے میں گر جاتا ہے۔ پھر یا تو وہ ریاکاری کا شکار ہو جاتا ہے یا خوش فہمی میں آ کر اس خوبی سے مکمل طور پر کٹ جاتا ہے یا پھر وہ اپنے آپ پر فخر کرتا ہے، اور یہ ساری چیزیں اسے ہلاک کرنے کے مترادف ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اختلاف کی مذمت

71۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: « أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا » فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: « لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ـ ثُمَّ قَالَ ـ ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ »[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمھارے اوپر حج فرض کیا ہے، پس تم حج کرو"، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہر سال حج فرض ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے، اس آدمی نے تین بار یہی سوال دہرایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہوجاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "جو چیز میں چھوڑ دیتا ہوں تم بھی چھوڑ دو، بے شک تم سے پہلے لوگوں کو کثرتِ سوال اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے نے ہلاک کر دیا تھا، جب میں کسی چیز کا حکم دوں تو طاقت کے مطابق اسے کرو اور جب کسی چیز سے منع کر دوں تو اسے چھوڑ دو۔"

[1] صحیح مسلم [1337/412]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

حج سے مراد مناسک کی ادائیگی کے ساتھ اللہ کی عبادت کے لیے مکہ کا ارادہ کرنا ہے۔ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ ارکانِ اسلام میں سے ہے۔ اس کی فرضیت کی دلیل مندرجہ ذیل قرآن مجید کی آیت ہے:

﴿ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [آل عمران: 97]

''اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج (فرض) ہے، جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے، اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بہت بے پروا ہے۔''

یہ آیت 9 ہجری میں نازل ہوئی جسے ''عام الوفود'' کہتے ہیں۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم کی حرص اور سنت کی معرفت کے لیے نبی اکرم ﷺ سے ایسی چیزوں کے بارے میں سوال کرتے تھے جو حرام نہ ہوتی تھیں لیکن ان کے سوال کی وجہ سے حرام ٹھہرا دی جاتی تھیں، اسی طرح بعض چیزیں فرض نہ ہوتی تھیں لیکن ان کے سوال کی وجہ سے فرض ہو جاتی تھیں۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کے بارے میں کوئی واضح حکم نہ ہو اس کو چھوڑ دیا کرو اور اللہ کا شکر کیا کرو۔''

پھر نبی اکرم ﷺ نے اس کی علت بیان کی کہ تم سے پہلے لوگ کثرتِ سوال اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے، یعنی وہ لوگ جو ہم سے پہلے تھے، وہ اپنے نبیوں سے بہت زیادہ سوال کرتے تھے، جس کے نتیجے میں ان پر سختی کی جاتی تھی، پھر وہ انبیاء سے اختلاف کرتے تھے کیونکہ ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے سوالوں کی وجہ سے انھیں مزید اعمال کا پابند کر دیا جاتا تھا۔ انبیاء سے اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مخالفت کرتے تھے۔ انبیاء سے زیادہ سوال کرنا امت پر سختی کا سبب ہوتا ہے، اسی طرح کا واقعہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو بھی پیش آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، پس تم حج کرو۔''

اُقرع کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہر سال فرض ہے؟ یہ سوال صحیح نہ تھا، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ ہر سال فرض ہو جاتا اور پھر تم ہر سال کرنے کی طاقت نہ رکھتے۔''

نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں یہ جائز نہ تھا کہ اس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے جس سے خود رسول اللہ ﷺ خاموش ہوں لیکن آج ہمارے زمانے میں جبکہ وحی منقطع ہو چکی ہے، ہر اس چیز کے بارے میں پوچھنا چاہیے جس کا علم نہ ہو اور جس کی ضرورت ہو کیونکہ اب دین مکمل ہو چکا ہے، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا ممکن تھا۔

بعض لوگ قرآن مجید کی آیت:

﴿لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [المائدۃ: 101]

''ان چیزوں کے بارے میں سوال مت کرو جو اگر تمھارے لیے ظاہر کر دی جائیں تو تمھیں بری لگیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ''جسے میں چھوڑ دوں تم بھی اسے چھوڑ دو۔'' کا غلط معنی مراد لیتے ہیں اور حرام کام کا ارتکاب کرتے ہیں، فرض چھوڑ دیتے ہیں اور اس بارے میں کسی سے سوال نہیں کرتے، اور دلیل کے طور پر یہ آیت اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حدیث پیش کرتے ہیں، حالانکہ یہ غلط بات ہے، اللہ ہمیں اس سے بچائے۔ انسان پر ضروری ہے کہ وہ اللہ کے دین میں سوجھ بوجھ حاصل کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ جس بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ دے دیتے ہیں۔''

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جب میں تم کو کسی چیز سے منع کر دوں تو تم اس سے پرہیز کرو اور جب میں کسی چیز کا حکم دوں تو طاقت کے مطابق اس پر عمل کرو۔''

اس حدیث میں نہی کو عام رکھا اور اَمر کو خاص کر دیا ہے۔ یعنی جس چیز سے بھی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع کیا ہے، ہم اس سے رک جائیں۔ نہی کسی چیز کو کلی طور پر چھوڑنے کا حکم ہوتا ہے، کسی چیز کو چھوڑنے میں کوئی مشقت نہیں ہوتی، ہر انسان اس کی طاقت رکھتا ہے، پس جس چیز سے منع کیا گیا ہے، اس سے رکنا ضروری ہے، البتہ اگر انسان اضطراری حالت میں ہو اور حرام چیز سے فائدہ اٹھانے کے بغیر کسی قسم کا چارہ نہ ہو تو ایسا کر سکتا ہے، ایسی صورت میں بھی اس کے لیے صرف بقدر ضرورت ہی حلال ہوگا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾ [الأنعام: 119]

''حالانکہ بلاشبہ اس نے تمھارے لیے وہ چیزیں کھول کر بیان کر دی ہیں جو اس نے تم پر حرام کی ہیں، مگر جس کی طرف تم مجبور کر دیے جاؤ۔''

اور فرمایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ﴾ [المائدة: 3]
''تم پر مردار حرام کیا گیا ہے اور خون اور خنزیر کا گوشت۔''

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ''جس چیز سے میں منع کر دوں اس سے رک جاؤ'' یہ ضرورت کے وقت کے ساتھ مقید ہو جائے گا، یعنی جب حرام چیز کے استعمال کی ضرورت ہو تو دو شرطوں کے ساتھ اس کا استعمال حلال ہوگا، پہلی شرط یہ ہے کہ وہ علاوہ کسی اور چیز سے ضرورت دور نہ ہو سکتی ہو۔ دوسری شرط صرف بقدر ضرورت اس کا استعمال جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان: ''جب میں کسی چیز کا حکم دوں تو اسے طاقت کے مطابق کرو۔'' یہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے موافق ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [التغابن: 16]
''سو اللہ سے ڈرو جتنی طاقت رکھو۔''

یعنی جب ہمیں کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے تو ہم اپنی استطاعت کے مطابق اس کے کرنے کے ذمہ دار ہیں اور جس کی ہمیں استطاعت نہ ہو اس کے ہم مکلّف نہیں ہیں، مثلاً ہمیں فرض نماز کھڑے ہو کر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، جب ہم کھڑے ہونے کی استطاعت نہ رکھیں تو بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے، اگر بیٹھ کر پڑھنے کی استطاعت بھی نہ ہو تو لیٹ کر پڑھنا جائز ہے، جیسا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا:

((صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ))[1]
''کھڑے ہو کر نماز پڑھ، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ،

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [1117]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز پڑھ لے۔''

غور کریں کہ نبی اکرم ﷺ کا قول ''جب میں کسی چیز کا حکم دوں اسے طاقت کے مطابق ادا کرو۔'' اس کا معاملہ نہی سے علیحدہ ہے، کیونکہ کسی کام کے کرنے کا حکم اس کو واجب کر دیتا ہے، جو ہر کسی پر کرنا مشکل ہوتا ہے، بسا اوقات ایک انسان اسے نہیں کر سکتا، اس لیے اس میں طاقت کی قید لگا دی ہے۔ اب اس اَمر کے حکم کو بھی ایک دوسری قید سے مقید کر دیا ہے، وہ یہ کہ جب کوئی شرعی مانع موجود ہوگا اس وقت یہ رعایت ہوگی۔ علماء کرام فرماتے ہیں:

''جب بندہ واجب کے کرنے سے عاجز آ جائے تو وہ واجب نہیں رہتا اور جب کوئی ضرورت آ جائے تو حرام کام حرام نہیں رہتا۔''

حدیث پاک کے فوائد:

1. حج کی فرضیت کا بیان اور یہ کہ حج صرف ایک دفعہ ہی فرض ہوتا ہے۔
2. نبی کریم ﷺ کی اپنی امت کے ساتھ شفقت۔
3. کثرتِ سوال اور انبیاء سے اختلاف کرنا مکروہ عمل اور ہلاکت کا سبب ہے۔
4. اللہ تعالیٰ انسان کو اس چیز کا مکلف نہیں ٹھہراتے جس کی اسے طاقت نہ ہو۔
5. جس چیز سے اللہ اور رسول ﷺ نے منع کر دیا ہے، اس کو چھوڑنا واجب ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تجارت میں زیادہ قسمیں اٹھانے کی مذمت

72۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:
«إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ»[1]

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تجارت میں کثرت کے ساتھ قسمیں اٹھانے سے بچو کیونکہ وہ مال کو اس کے حال پر چھوڑ دیتی ہیں، پھر اس سے برکت ختم کر دیتی ہیں۔''

تشریح:

تجارت کے معاملات میں نبی اکرم ﷺ نے زیادہ قسمیں کھانے سے منع کیا ہے، اگرچہ سچی قسم ہی کیوں نہ ہو پھر بھی منع ہے، کیونکہ زیادہ قسموں سے انسان کے جھوٹ میں پڑنے کا شبہ ہوسکتا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک چرواہا چراگاہ کے اردگرد بکریاں چراتا ہے تو اس بات کا خدشہ ہوتا ہے کہیں وہ چراگاہ میں نہ چلی جائیں۔ پھر اس میں یہ بات بھی ہے کہ زیادہ قسمیں نہ تو اللہ کا ذکر ہیں اور نہ اس کی کوئی تعظیم کے لیے ہوتی ہیں، بلکہ یہ تو محض سودے کی اہمیت بڑھانے کے لیے ہوتی ہیں۔ رہی جھوٹی قسم وہ تو ہے ہی حرام۔[2]

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح مسلم [1607/132]

[2] فیض القدیر [160/3]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اگر وہ قسم کے ساتھ سودے کی اہمیت بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے برکت کھینچ لیتے ہیں اور اس کی کمائی برکت سے خالی رہ جاتی ہے، کیونکہ یہ کمائی رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کر کے حاصل کی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی گویا اللہ کی نافرمانی ہے۔ آج کل اکثر لوگ اس چیز میں مبتلا ہیں، مثلاً دکاندار گاہک سے کہتا ہے: اللہ کی قسم یہ پاک چیز ہے، اچھی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے ایسے ایسے خریدی ہے، اس کی یہ قسمیں سچی ہوں یا جھوٹی، بہرصورت ان سے منع کیا گیا ہے، جب تمھارا ارادہ ہو کہ اللہ تیری کمائی میں برکت ڈال دے تو قسم کے بغیر خریدو اور قسم کے بغیر بیچو۔''

حدیث پاک کے فوائد:

1. تجارت میں زیادہ قسمیں اٹھانے سے نبی اکرم ﷺ نے منع کیا ہے۔
2. زیادہ قسمیں اٹھانا تجارت سے برکت کو ختم کر دیتا ہے، اگرچہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہوں۔
3. جھوٹی قسم کی مذمت۔ جب سچی قسم تجارت میں مذموم ہے تو جھوٹی قسم تو بالاولیٰ مذموم ہوگی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کے پاس جانے سے بچو

73۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عامر رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: «الْحَمْوُ الْمَوْتُ» ❶

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ انصار کے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ دیور کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیور تو موت ہے۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے غیر محرم عورتوں پر داخل ہونے اور ان کے ساتھ خلوت اختیار کرنے سے ڈرایا ہے۔ جب آدمی کسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں ہوتا ہے تو تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ یہ نفس بڑا کمزور ہے اور اسے نافرمانی کی طرف دھکیلنے والے عوامل بڑے مضبوط ہوتے ہیں، جس وجہ سے یہ حرام کام کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ لہٰذا نبی اکرم ﷺ نے خلوت اختیار کرنے سے منع کر کے ان اسباب سے بچایا ہے جو شر کا موجب ہوتے ہیں۔

ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ خاوند کے قریبی رشتہ دار دیور وغیرہ کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟ کیونکہ بسا اوقات خاوند کے

❶ صحیح البخاري، رقم الحدیث [5232] صحیح مسلم [2172/20]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قریبی رشتہ دار کو گھر میں جانے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہاں اس کی بیوی بھی ہوتی ہے، کیا اسے رخصت ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دیور تو موت ہے۔''

کیونکہ اس کا گھر میں داخل ہونا کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا اور نہ ہی اسے کوئی روکتا ہے، پس وہ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں آ جاتا ہے۔ بسا اوقات یہ معاملہ فحاشی کا باعث بن جاتا ہے، اور یہ فحاشی والے تعلقات کسی دوسرے کے علم میں آئے بغیر بڑھتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ دین بھی برباد ہو جاتا ہے اور ہمیشہ کی ذلت بھی مقدر بن جاتی ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کی رخصت نہیں دی، اس سے خود بھی بچو اور اپنی عورتوں کو غیرت مند بن کر اس سے بچاؤ۔

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دیور تو موت ہے۔ یہ بڑا سخت حکم ہے، یعنی انسان جیسے موت سے فرار ہوتا ہے ایسے ہی اپنے قریبی غیر محرم رشتہ داروں کو اپنی بیوی کے پاس جانے کی اجازت دینے سے فرار اور دور ہو جائے۔''

خاوند کے قریبی رشتہ داروں کا اس کی بیوی کے گھر داخل ہونا دوسرے رشتہ داروں یا غیر رشتہ داروں کے داخل ہونے سے زیادہ خطرے والا ہے، کیونکہ ان پر اعتبار ہوتا ہے اور یہ بغیر اجازت آ جا سکتے ہیں، اگر یہ دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگیں تو انھیں کوئی انکار بھی نہیں کرتا، اس لیے انسان پر حرام ہے کہ اپنے بھائی کا اپنی بیوی کے پاس داخلہ ممکن بنائے۔

بعض لوگ اس معاملے میں اتنے نرم ہو چکے ہیں کہ آدمی خود کام پر چلا جاتا ہے اور گھر میں اس کی بیوی اور اس کا بالغ بھائی دونوں اکیلے ہوتے ہیں، یہ حرام ہے، کیونکہ شیطان ابن آدم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایسی صورت میں جبکہ ایک ہی گھر ہو تو مندرجہ ذیل طریقے سے نجات ممکن ہے کہ خاوند عورتوں اور مردوں کا علاحدہ علاحدہ دروازہ مقرر کر دے اور ان کی چابیاں ان کے پاس ہوں، پھر اپنے بھائی سے کہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے اور اپنی بیوی سے کہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے، اور بیوی کو سختی سے حکم دے کہ اپنا دروازہ کھلا نہ رکھے تاکہ کوئی دوسرا اس کے کمرے میں داخل نہ ہو، ورنہ شیطان پھسلا کر ان کو برائی پر آمادہ کر سکتا ہے۔ اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھیں۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. غیر محرم عورتوں پر داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے۔
2. خاوند کے بھائی یا اس کے قریبی رشتہ داروں کا اس کی بیوی پر داخلہ ممنوع ہے۔
3. نبی اکرم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا بیان کہ فرمایا: ”اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ“ دیور موت ہے، یعنی یہ ہلاکت کا سبب ہے، اگر واقع ہی وہ گناہ میں مبتلا ہو گئے تو ان کو رجم کر دیا جائے گا یا کوڑے لگائے جائیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مظلوم کی بد دعا کا اثر

74۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِيَّاكُمْ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، وَإِنْ كَانَ كَافِرًا، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُونَ اللّٰهِ»[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مظلوم کی بد دعا سے بچو اگرچہ وہ کافر ہی ہو، اس لیے کہ مظلوم کی پکار اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔''

تشریح:

نبی کریم ﷺ نے ظلم کی تمام قسموں سے ڈرایا ہے تا کہ مظلوم تمھارے خلاف اللہ کو نہ پکارے، اس لیے کے مظلوم کی پکار کو اللہ تعالیٰ لازمی طور پر قبول کرتے ہیں اور اللہ کے آگے کوئی پردہ بھی نہیں ہوتا جو اس کی مخلوق سے آڑ بن سکے۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

ظلم دو نافرمانیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ① کسی کے حق پر ناجائز قبضہ جمانا۔ ② مخالفت اور نافرمانی کرتے ہوئے اللہ سے اعلانِ جنگ کرنا جو بڑا سخت گناہ ہے۔ ظالم عام طور پر کمزور آدمی کو ظلم کا نشانہ بناتا ہے جو بے یار و مددگار ہوتا ہے، ظلم بندے کے دل کی اندھیر

[1] صحیح الجامع، رقم الحدیث [2682]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نگری سے نشو ونما پاتا ہے، اس لیے اگر بندے کا دل ہدایت کے نور سے روشن ہو تو ایسی نافرمانی سے بچ جاتا ہے، جب متقی لوگ اپنے تقویٰ کے سبب اللہ کو پکارتے ہیں تو ظالم اپنے ظلم کے اندھیروں میں چھپ جاتا ہے حتی کہ اس کا ظلم بھی اس سے کچھ کفایت نہیں کرتا۔''

حدیث پاک کے فوائد:

1. ظلم سے ڈرایا گیا ہے کیونکہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔
2. ظلم کی حرمت کا بیان ہوا ہے اگرچہ یہ کافر پر ہی کیا جائے۔
3. قبول کی جانے والی دعاؤں میں مظلوم کی بد دعا بھی شامل ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی مین لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کنکر پھینکنے سے بچو

75۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «إِيَّاكُمْ وَالْخَذْفَ فَإِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ، وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ، وَلَا تَنْكِيءُ الْعَدُوَّ» ❶

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنکر پھینکنے سے بچو، اس لیے کہ یہ کسی کے دانت توڑ دے گا یا آنکھ پھوڑ دے گا اور دشمن کو قتل نہ کرے گا۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے اس کام سے منع فرمایا ہے کہ انسان اپنی دو انگلیوں سے کنکری پکڑے اور اسے پھینک دے۔ ہوسکتا ہے اس کا یہ فعل کسی کا دانت توڑ دے اور اسے قصاص کا موجب بنا دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ﴾ [المائدة: 45]

''اور دانت کے بدلے دانت۔''

اسی طرح ہوسکتا ہے وہ کنکر کسی کی آنکھ میں لگے اور اسے پھوڑ دے اور اسے قصاص کا موجب بنا دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ﴾ [المائدة: 45]

❶ صحیح. الطبراني في الكبير [227/18] رقم الحديث [566]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔''

نبی اکرم ﷺ نے ایسی چیزوں سے ڈرایا ہے جن سے لوگوں میں جھگڑا پیدا ہوسکتا ہے اور قصاص کا معاملہ پیش آسکتا ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. کنکر پھینکنے سے منع کیا گیا ہے۔
2. کنکر وغیرہ پھینکنا فضول کام ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

راستے کے آداب

76۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «إِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيْسَ عَلىٰ جَوَادِّ الطَّرِيْقِ، وَالصَّلَاةَ عَلَيْهَا؛ فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ، وَقَضَاءَ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا فَإِنَّهَا مِنَ الْمَلَاعِنِ» ❶

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستے کے درمیان رات کے وقت پڑاؤ ڈالنے اور نماز پڑھنے سے بچو اس لیے کہ وہ سانپوں اور درندوں کا ٹھکانہ ہے اور راستے میں پیشاب و پاخانہ کرنے سے بچو کیونکہ یہ لعنت کا سبب بنتا ہے۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے رات کے وقت راستے میں ٹھہرنے، نماز پڑھنے اور سونے وغیرہ سے منع کیا ہے۔ اس کی دو علتیں ہیں:

① اس لیے کہ وہ سانپوں اور دیگر موذی جانوروں کی جگہ ہے، اور انسان اس وقت ان سے محفوظ نہیں ہوتا۔

② یہ مسافروں اور دیگر گزرنے والوں کی ضرورت کی جگہ ہے، جبکہ وہاں اگر قضائے حاجت کے لیے بھی کوئی جگہ نہ ہو جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں ہے، تو یہ چیزیں لعن طعن کا سبب بن جاتی ہیں۔

❶ حسن. سنن ابن ماجه، رقم الحديث [329]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے خیر خواہ ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے اپنی امت کی راہنمائی فرما دی کہ ایسی تکلیف کا باعث بننے والی چیزوں سے بچو۔

سنن ابن ماجہ کی شرح میں ہے کہ یہ نبی ﷺ کا ایک نصیحتی حکم ہے کیونکہ کیڑے مکوڑے اور دیگر زہریلے جانور رات کے وقت راستے پر چلتے ہیں تاکہ وہ کسی لشکر وغیرہ کا گرا پڑا کھانا کھالیں۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. سفر میں راستے کے درمیان رات گزارنے سے ڈرایا گیا ہے۔
2. نبی ﷺ کی حرص اور جذبہ کہ ان کی امت تکلیف دہ چیزوں سے محفوظ رہے۔
3. ایک قاعدہ بیان ہوا ہے کہ بعض جائز کام اس لیے چھوڑ دیے جاتے ہیں کہ وہ حرام تک نہ لے جائیں۔ نبی کریم ﷺ نے سفر میں راستے کے درمیان رات گزارنے سے منع کیا ہے، اگرچہ رات کے وقت پڑاؤ کرنا اور سفر بذات خود بھی مباح ہے لیکن اس لیے منع کر دیا کہ کہیں یہ کام لعن طعن کا سبب نہ بن جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بدگمانی سے بچو

77۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا إِخْوَانًا» [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچو، کیونکہ اکثر گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہوتے ہیں، کسی کے عیوب تلاش نہ کرو، چھپ چھپ کر لوگوں کی باتوں کی ٹوہ نہ لگاؤ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔''

تشریح:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے چار چیزوں سے منع کیا ہے:

(1) بدگمانی کرنے سے۔ نبی ﷺ کا یہ حکم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے موافق ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ﴾ [الحجرات: 12]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں۔''

لیکن اس آیت مبارکہ میں کہا گیا ہے کہ اکثر گمان کرنے سے بچو، یہ نہیں حکم دیا گیا کہ مکمل طور پر گمان سے بچو کیونکہ بعض گمان حقائق پر مبنی ہوتے ہیں،

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5143] صحيح مسلم [3563/28]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ان میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ انسان کی فطرت ہے کہ جب کسی چیز کے بارے میں مضبوط دلائل اس کے پاس موجود ہوں تو وہ اچھا یا بُرا خیال بنا لیتا ہے۔ضروری ہے کہ وہ جو بھی خیال لائے یا گمان بنائے وہ قرائن کے تابع ہو، البتہ بغیر دلائل محض گمان رکھنا درست نہیں، اس سے نبی اکرم ﷺ نے ڈرایا ہے اور فرمایا یہ سب سے جھوٹی بات ہے۔ کیونکہ انسان جب کسی کے بارے میں کوئی گمان پیدا کر لیتا ہے تو اس کا نفس اس دوسرے آدمی کے بارے میں بار بار اسی گمان کو بیان کرتا ہے، مثلاً تو اپنے دل میں اسے یہی کہے گا کہ وہ ایسا ہے، اس نے ایسے کیا، وہ یہ کرتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

② تجسس یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے دوسرے مومن بھائی کے عیوب کی تلاش کرے، یہ حرکت وہ کسی بھی طرح سے کر سکتا ہے، مثلاً بنفسِ نفیس اس کے پاس جا کر اس کے عیوب دیکھے، یا کسی خفیہ آلے کے ساتھ اس کی آواز ریکارڈ کر لے یا ٹیلی فون وغیرہ سے، یعنی کسی بھی طرح سے وہ اپنے مسلمان بھائی کی پردہ دری کرتا ہے تو یہ حرام کام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱجْتَنِبُواْ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُواْ﴾ [الحجرات: 12]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت زیادہ گمان سے بچو، یقیناً بعض گمان گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کرو۔“

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں جاسوسی سے منع کیا ہے، جاسوسی ایک تکلیف دہ چیز ہے، جاسوسی کرنے والا بذاتِ خود اپنے آپ کو بھی تکلیف سے دوچار کرتا ہے کبھی اِدھر، کبھی اُدھر، کبھی کسی کی طرف دیکھتا ہے کبھی کسی کی طرف، اللہ کے بندوں کو تکلیف دینے کے لیے اپنے نفس کو بھی تھکاوٹ میں ڈالتا ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ جاسوسی بغض اور دشمنی کا سبب بنتی ہے۔ اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔

جاسوسی کی ایک صورت یہ بھی ہے، کہ آدمی کسی کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کر آواز سنتا ہے، پھر اپنے جھوٹے اور من گھڑت گمان کے ساتھ اسے آگے مجلس میں بیان کرتا ہے، حالانکہ اس کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔

③ التَّحَسُّسُ: کہا گیا ہے کہ تجسس اور تحسس کے ایک ہی معنی ہیں۔ ''الکذب، المین، البھتان'' جس طرح یہ تینوں مترادف الفاظ ہیں، سب کا ایک ہی معنی ہے، ایسے ہی مندرجہ بالا دونوں لفظ مترادف ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ دونوں میں فرق ہے لیکن میرے نزدیک دونوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ عون المعبود میں کہا گیا ہے کہ دونوں میں فرق ہے، امام مناوی بھی یہی فرماتے ہیں، یعنی ''حِسُّ'' کے ساتھ کسی چیز کو طلب نہ کرو، جیسے خفیہ طور پر کانوں اور آنکھوں سے کوئی چوری کی جاتی ہے، اور ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ یعنی جاسوس کی طرح لوگوں کی خبروں کو نہ پہچانو۔

④ التَّبَاغُض: یعنی تم میں سے کوئی کسی دوسرے سے بغض نہ رکھے۔ یہ حکم مومنوں کو ہے، کسی انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مومن بھائی سے بغض رکھے یعنی اس کو دل میں بُرا جانے، اگر وہ مومن بھائی نافرمان یا فاسق ہو تو تیرے لیے جائز ہے کہ تو اس سے اس کی نافرمانی کی وجہ سے بغض رکھے، مطلقاً بغض نہ ہو، اس کی نافرمانی کے بقدر اس سے نفرت کر اور اس کے ایمان کے بقدر اس سے محبت کر۔ مثلاً اگر ایک مسلمان آدمی شراب پیتا ہے، سگریٹ نوشی کرتا ہے اور تکبر کرتے ہوئے اپنی شلوار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہے تو ہم اس سے اس طرح بغض نہیں رکھیں گے جس طرح کسی کافر سے بغض رکھتے ہیں، جس نے اس سے کافر کی طرح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بغض رکھا اس نے غلط کیا۔ کیونکہ اس نے ایک مومن نافرمان اور کافر کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جو بہت بڑا جرم ہے۔

«وَكُونُوا إِخْوَانًا» بھائی بھائی بن جاؤ، یعنی ایسے کام کرو جو تم کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیں۔

جو چار چیزیں بیان کی گئی ہیں ان کو چھوڑ دو گے تو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ گے اور جب نہیں چھوڑو گے تو دشمن بن جاؤ گے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. نبی اکرم ﷺ نے بدگمانی سے منع کیا ہے۔
2. جاسوسی سے منع کیا گیا ہے۔
3. آپس میں بغض رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔
4. اللہ کے دین میں بھائی بھائی بننے کی ترغیب دی گئی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گالی گلوچ کرنا منع ہے

78۔ عَنْ أَبِي جَرِيٍّ جَابِرِ بْنِ سَلِيْمٍ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسَ عَنْ رَأْيِهِ، لَا يَقُوْلُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَرَّتَيْنِ قَالَ: « لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ، عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى، قُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ » قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: « أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِيْ إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِذَا أَصَابَكَ عَامٌ سَنَةٌ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرٍ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ »، قُلْتُ: اعْهَدْ لِيْ، قَالَ: « لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا »، قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا، وَلَا بَعِيْرًا وَلَا شَاةً، « وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ، إِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ »[1]

---

[1] صحيح. سنن أبي داود، رقم الحديث [4084]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا وہ لوگوں کو حکم دیتا تھا اور لوگ بغیر کچھ کہے اس کی بات کو قبول کرتے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ''عَلَیْكَ السَّلَام'' آپ پر سلامتی ہو۔ دو دفعہ یہ کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ نہ کہہ: ''عَلَیْكَ السَّلَامُ'' یہ تو مُردوں کا سلام ہے، بلکہ تو یہ کہہ ''السَّلَامُ عَلَیْكَ''۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے کہا: کیا آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔ میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ جب تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو اسے پکارے تو وہ تیری تکلیف کو دور کر دے گا، اور جب تیرے پاس قحط سالی آئے تو اسے پکارے تو وہ تیرے لیے پھل، کھیتیاں اُگائے گا اور جب تو کسی غیر آباد زمین میں ہو، تیری سواری وہاں گم ہو جائے تو اس اللہ کو پکارے تو وہ تیری سواری لوٹا دے گا۔

''میں نے کہا: مجھ سے کوئی عہد لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو گالی نہ دو۔'' جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے نہ کسی آزاد کو، نہ غلام کو، نہ اونٹ اور نہ بکری کو کبھی گالی دی ہے (آپ ﷺ نے فرمایا) کسی بھی اچھے کام کو حقیر نہ سمجھنا۔ اگر چہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے بات کرے تو اسے بھی حقیر نہ سمجھنا، یہ بھی اچھا کام ہے۔ اور اپنے کپڑے (شلوار، تہبند) کو نصف پنڈلی سے اوپر رکھ، اگر اتنا نہیں کر سکتا تو ٹخنوں سے اوپر رکھ اور کپڑے کو ٹخنے سے نیچے رکھنے سے بچ کیونکہ وہ تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتے اور اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے اور تجھے تیرے وہ عیب یاد دلائے جسے وہ جانتا ہے تو تو اسے اس کا وہ عیب یاد نہ دلانا جسے تو جانتا ہے، اور اس کی غلطی کا وبال اسی پر ہوگا۔''

تشریح:

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی لوگوں کو جو کہتا ہے اور جس چیز کی طرف توجہ دلاتا ہے، لوگ اس کی طرف جاتے ہیں اور اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ اس آدمی کو نہیں پہچانتے تھے، انھوں نے لوگوں سے ان کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور پوچھا: کیا آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں؟ آپ ﷺ نے ہاں میں جواب دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے آپ کو ''عَلَيْكَ السَّلَامُ'' (آپ پر سلامتی ہو) کہہ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے کہا: ''عَلَيْكَ السَّلَامُ'' نہ کہو کیونکہ یہ تو فوت شدگان کا سلام ہے۔ تم ''السَّلَامُ عَلَيْكَ'' کہو، یعنی ''عَلَيْكَ السَّلَامُ'' جاہلیت میں مُردوں کے لیے کہا جاتا تھا، جیسے ایک شعر میں بھی ہے۔ شاعر کہتا ہے:

عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ قَيْسَ بْنَ عَامِرٍ
وَرَحْمَتُهُ مَا شَاءَ أَنْ يَتَرَحَّمَ

''قیس بن عامر تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو۔ اور اس کی رحمتیں ہوں جتنی وہ چاہتا ہے۔''

جاہلیت میں جب وہ مُردوں کو سلام کہتے تھے تو ''عَلَيْكَ السَّلَامُ'' کا لفظ بولتے تھے، لیکن اسلام نے اسے منسوخ کر دیا اور ''السَّلَامُ عَلَيْكَ'' کہا جانے لگا، حتی کہ مُردوں کے لیے بھی یہی الفاظ ہیں، نبی اکرم ﷺ جب قبرستان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تشریف لے کر جاتے تو کہتے: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ" آپ ﷺ "عَلَيْكُمُ السَّلَامُ" نہ کہتے تھے۔ نبی مکرم ﷺ کے فرمان: "السَّلَامُ عَلَيْكَ" میں دلیل ہے کہ انسان جب ایک آدمی کو سلام کہے تو "السَّلَامُ عَلَيْكَ" کہے۔ اسی طرح "مُسِیئُ الصَّلَاۃ" (وہ آدمی جو نماز غلط طریقے سے پڑھ رہا تھا) والی حدیث میں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا، اس نے "السَّلَامُ عَلَيْكَ" کہہ کر سلام کیا، یعنی آپ ﷺ اکیلے تھے، لہٰذا واحد کی ضمیر لگائی، یہی افضل ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ تم "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کہو اور تمھاری اس سے مراد یہ ہو کہ تم انسان پر اور اس کے ساتھ فرشتوں پر بھی سلام کہہ رہے ہو، لیکن سنت طریقہ بہتر ہے اور اچھا ہے، اور وہ یہ کہ اکیلے کو "السَّلَامُ عَلَيْكَ" کے ساتھ اور زیادہ کو "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کے ساتھ سلام کرو۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے واضح کیا کہ وہ اس اللہ کے پیغمبر ہیں جو نقصان دور کرتا ہے، نفع عطا کرتا ہے، جب تیرا اونٹ کسی بیابان جنگل میں گم ہو جائے تو اسے پکارے تو وہ لوٹا دیتا ہے، جب تجھے قحط گھیر لے تو اس کو پکارے تو وہ خوشحالی عطا کر دے گا۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''مصیبت میں تو اللہ کو پکارے گا تو وہ تیری مصیبت کو دور کر دے گا۔'' قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتے ہیں:

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ﴾ [النمل: 62]

''یا وہ جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمھیں زمین کے جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے خیر جمع کرتے ہیں اور بندہ جب رب کو پکارتا ہے تو وہ خسارے میں نہیں رہتا۔ اے انسان تو جب بھی اللہ کو پکارتا ہے، اگر تجھے اس کا کوئی جواب نظر نہ آئے تو سمجھ لے کہ تیری یہ دعا عبادت بن گئی ہے اور اس عبادت کا تجھے دس گنا سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر ملتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھ کہ جب تیری دعا میں قبولیت سے مانع کوئی چیز نہ ہو تو تیری وہ دعا تین طرح سے تیرے لیے نفع مند ثابت ہوسکتی ہے، پہلی صورت یہ ہے کہ تو جو اللہ سے مانگے گا اللہ تعالیٰ تجھے فوراً وہ دے دیں گے اور تو اپنی آنکھوں سے دعا قبول ہوتی دیکھ لے گا۔ یا پھر تیری دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تیری کسی مصیبت کو دور کر دیں گے، یہ بھی بڑی عظیم چیز ہے، یا پھر اللہ تعالیٰ تیری دعا کو ذخیرہ کر لیں گے۔

لہٰذا اے انسان! تو اللہ تعالیٰ کو پکار کر کسی بھی طرح سے گھاٹے میں نہیں رہتا، لیکن اے انسان! تو دعا کی قبولیت کے معاملے میں مایوسی اور ناامیدی کا شکار نہ ہو اور اپنی زبان سے ایسے کلمات نہ کہہ کہ میں دعا کرتا ہوں، لیکن میری دعا قبول نہیں ہوتی۔ یہ تو شیطانی جملہ ہے، وہ تیرے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ تو کتنا اللہ کو پکارتا ہے لیکن تجھے اس کے صلے میں کیا ملتا ہے؟ پھر وہ تجھے اللہ کی رحمت سے مایوس کر دیتا ہے جبکہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اے انسان! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اگرچہ تیری دعا تاخیر سے قبول ہو کیونکہ تو نہیں جانتا کہ بہتری کس چیز میں ہے؟

اللہ تعالیٰ نے تو خود تجھے حکم دیا ہے کہ تو دعا کر اور میں تیری دعا قبول کرتا ہوں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ [المؤمن: 60]

''اور تمھارے رب نے فرمایا مجھے پکارو، میں تمھاری دعا قبول کروں گا۔''

لیکن اے انسان! تو جلدی میں آجاتا ہے، تجھے انتظار کرنا چاہیے اور اصرار کے ساتھ اللہ سے مانگنا چاہیے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا اس لیے تاخیر سے کرتے ہیں تاکہ تو زیادہ اللہ سے مانگے اور وہ تجھے زیادہ نیکیاں دے۔ اے انسان! تو اپنی جان کو اور اپنی ضرورتوں کو پہچان، تیرے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے، جلد بازی سے بچ اور اصرار کے ساتھ دعا کیا کر، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اصرار کرنے والے لوگ بہت پسند ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں، جتنا ہو سکے اس سے مانگو۔ چاہے حالتِ نماز میں ہو یا نماز کے علاوہ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''سجدے میں کثرت کے ساتھ اللہ کو پکارو۔''

تشہد کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا:

''پھر تو جو چاہے اللہ سے دعا کر۔''

اللہ کے علاوہ انسان کا کوئی اور حاجت روا نہیں ہے، یہاں تک کہ حدیث میں ہے تم میں سے ہر ایک اپنی ہر ضرورت اللہ سے مانگے، یہاں تک کہ اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ سے مانگو۔ جوتے کا تسمہ حقیر سی چیز ہے لیکن وہ بھی اللہ کے علاوہ کسی اور سے نہ مانگو۔

سوال کرنا بھی عبادت ہے، لہٰذا انسان کو اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اسی کے ساتھ جڑ جانا چاہیے، تیرا دل ہمیشہ اللہ کے ساتھ لگ جانا چاہیے، پس لہٰذا تم زیادہ سے زیادہ دعا کرو۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اچھے کام کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حقیر نہ سمجھنا، ہر اچھا کام کرنا اور اسے چھوٹا نہ خیال کرنا۔ کیونکہ یہ احسان ہے اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

پس اگر تو کسی انسان کے کام آئے، اس صورت میں کہ تو اس کا سامان اپنی گاڑی میں رکھ لیتا ہے تو یہ اچھا کام ہے، یا کسی کو اس کی ضرورت والی چیز مہیا کر دیتا ہے، یا کسی کو لکھنے کے لیے قلم دے دیتا ہے یا کسی کو اپنا رجسٹر وغیرہ دے دیتا ہے کہ وہ اس سے کچھ یاد کر لے، تو یہ سب کام معروف ہیں، اس لیے احسان کر، کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ ایک اصول یاد رکھ کہ جب تک انسان اس کو یاد رکھے گا تو اس کے لیے کسی پر احسان کرنا آسان ہو جائے گا، یہ اصول نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں رہتے ہیں۔

تیرا کیا خیال ہے کہ کیا تو اکیلا اپنے معاملات پر قابو پا لے گا؟ نہیں ہرگز نہیں، جب اللہ تعالیٰ تیری ضرورت کا خیال کریں گے تو تیری مدد بھی کریں گے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد تیرے لیے آسانی کا باعث ہو گی، جب بھی تو اپنے مومن بھائی کی مدد کرے گا، اللہ تیری مدد کریں گے، لہٰذا بڑھ چڑھ کر نیکی کے کام میں حصہ لے اور تھوڑی سی چیز کو بھی حقیر نہ سمجھ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمسایہ اپنے پڑوس والی عورت کی چیز (تحفے) کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ وہ بکری کا پاؤں ہی کیوں نہ ہو۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے کہا: خندہ پیشانی سے اپنے بھائی سے بات کر۔ یہ بھی اچھی صفت اور نیک کاموں میں سے ہے، آپ ﷺ نے واضح کیا کہ اپنے بھائی سے خوشی کے موڈ میں ملنا کہ چہرے پر تیور اور بل نہ ہوں تو یہ بھی معروف کے زمرے میں آتا ہے۔ اس لیے کہ تیرا رویہ تیرے بھائی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لیے خوشی کا باعث ہوگا اور جب بھی تو اپنے بھائی کو خوشی دے گا تو یہ تیرا عمل احسان ہوگا اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

البتہ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ کوئی آدمی تجھ سے مخاطب ہوتا ہے لیکن تو اس سے خندہ پیشانی سے نہیں ملتا کیونکہ اس نے کوئی قابل تعریف کام نہیں کیا تھا، اس لیے تو اسے ادب سکھانے کے لیے سزا کے طور پر اس سے سختی سے بات کرتا ہے تو یہ دوسری صورت ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے صحابی کو حکم دیا کہ اپنے کپڑے کو نصف پنڈلی سے اوپر رکھو، لیکن ٹخنوں تک رکھنے میں بھی حرج نہیں ہے۔ نصف پنڈلی سے اوپر رکھنا لازم نہیں بلکہ رخصت کے طور پر ہے۔ یہ خیال کرنا کہ نصف پنڈلی سے اوپر رکھنا لازمی ہے اور جو ایسا نہیں کرتا اس نے سنت کی مخالفت کی، یہ نظریہ غلط ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تو پنڈلی تک نہیں رکھنا چاہتا تو ٹخنوں سے اوپر رکھ۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر تو پنڈلی تک نہ رکھے گا تو یہ یہ وعید ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ اس معاملے میں وسعت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: میرا تہبند کا ایک حصہ نیچے لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں بہت زیادہ اس کا خیال رکھوں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کپڑا نصف پنڈلی سے نیچے آجاتا تھا، لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

انسان کے شایانِ شان نہیں کہ اس معاملے میں اپنے اوپر یا دوسرے لوگوں پر سختی کرے اور یہ موقف اپنائے کہ نصف پنڈلی تک کپڑا اونچا رکھنا ضروری ہے، بلکہ اس معاملے میں وسعت ہے اور یہی سنت ہے، نبی اکرم ﷺ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی رخصت پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو تکبر سے ڈرایا، یعنی اپنے چلنے، کپڑے، عمامے، بات یا کسی چیز میں تکبر کرنے کو اللہ پسند نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴾ [لقمان: 18]

"بے شک اللہ کسی اکڑنے والے، فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔"

پس انسان کو ہمیشہ اپنے لباس، چال، شکل وصورت اور ہر حالت میں میانہ روی اور تواضع میں رہنا چاہیے کیونکہ جو آدمی اللہ کے لیے تواضع رکھتا ہے، اللہ اسے بلند کر دیتے ہیں۔ یہ وہ آداب ہیں جو نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو سکھائے ہیں، انسان کو ان آداب پر عمل کرنا چاہیے۔ اس سے دو چیزیں سامنے آئیں:

1. نبی اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل کرنا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ﴾ [الفتح: 17]

"اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے گا وہ اسے ان باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔"

2. ان آداب کو اپنا کر اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے مزین کرنا کیونکہ یہ ایسے آداب ہیں جن کی طرف کوئی عام آدمی لوگوں کی توجہ نہیں کروا سکتا۔ یہ شریعت نے ہمیں بہترین آداب سکھائے ہیں۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اگر کوئی آدمی تجھے گالیاں دے اور تجھے تیرا وہ عیب یاد دلائے جسے وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جانتا ہے تو تو اسے اس کا عیب یاد نہ دلانا جسے تو بھی جانتا ہے، اور اس کے جرم کا گناہ اسی کو ہوگا۔

انسان کو چاہیے کہ درگزر کرے، معاف کر دے اور چشم پوشی سے کام لے کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے درگزر کرنے والے کو پسند کرتے ہیں اور اس پر اجر بھی دیتے ہیں، پھر یہ بات بھی ہے کہ جب تو اس کے جواب میں اس کو گالی دے گا یا اسے اس کا عیب یاد دلائے گا تو لڑائی بڑھے گی اور ہوسکتا ہے کہ دشمنی اور بغض پیدا ہو جائے۔

یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ جب تو خاموش رہے گا تو معاملات درست ہو جائیں گے۔ انسان جب کسی کو گالی دیتا ہے اور دوسرا بھی جواب میں گالی دیتا ہے تو ان کا یہ سلسلہ بڑھتا ہے اور آپس میں دوری اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے، لہٰذا چپ رہنے میں زیادہ نفع ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا وصف بیان کرتے ہیں:

﴿ وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴾ [الفرقان: 63]

''اور جب جاہل لوگ ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں سلام ہے۔''

یعنی ایسی بات کہتے ہیں جس سے وہ صحیح سلامت رہتے ہیں، مثلاً کہہ دیتے ہیں اللہ آپ کو جزا دے یا یہ بات چھوڑو وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾

[الأعراف: 199]

''درگزر اختیار کر اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کر۔''

یعنی جو درگزر کرے اور لوگوں کے اخلاق کے لیے آسان ہو۔ لوگوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے یہ امید نہ رکھو کہ وہ مکمل طور پر تمھاری مرضی کے مطابق تم سے سلوک کریں گے، لیکن جو آسان کام ہو اس کی ان سے توقع کرو اور جو مشکل ہو وہ ان سے طلب نہ کرو۔ اسی لیے فرمایا:

﴿وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ [الأعراف: 199]

''اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کر۔''

یعنی جب جاہل آدمی تجھے گالی دے یا بُرا بھلا کہے تو اس سے اعراض کر لو، اس میں بہتری ہے اور یہ نفع والا کام ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. صحابہ کرام کی نبی اکرم ﷺ سے نصیحت حاصل کرنے کی حرص۔
2. گالی دینا منع ہے، اگرچہ کوئی حیوان ہو یا کوئی عام آدمی ہو۔
3. صحابہ کرام کا نبی اکرم ﷺ کی وصیتوں پر عمل کرنے کا شوق اور تڑپ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جھوٹی حدیث بنانے کا انجام

79۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَىٰ هٰذَا الْمِنْبَرِ: «إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنِّي، فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلْيَقُلْ حَقًّا أَوْ صِدْقًا، وَمَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»[1]

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میری طرف سے زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے بچو۔ جو کوئی میری طرف سے کوئی بات کرے، پس وہ حق اور سچ بات کرے، اور جس نے میری طرف سے کوئی ایسی بات کی جو میں نے نہ کہی تھی تو اسے اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھنا چاہیے۔''

تشریح:

''میری طرف سے بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے بچو۔'' یعنی ڈرو، کیونکہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ انسان کثرت میں غلطی اور غفلت سے بچ سکے پھر آپ نے فرمایا کہ جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی بات کرنا چاہے تو اسے حق اور سچ بات کرنی چاہیے۔ راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ نے حق یا سچ کا لفظ بولا۔ حق سچ کے مترادف نہیں ہے کیونکہ سچ بات کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور حق کا اطلاق عقائد اور مذاہب وغیرہ پر ہوتا ہے۔ پھر فرمایا:

---

[1] حسن. سنن ابن ماجه، رقم الحديث [35]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص میری طرف کوئی ایسی بات منسوب کرے گا جو میں نے نہ کہی تھی تو اسے اپنے لیے جہنم کا ٹھکانہ سمجھنا چاہیے۔''

یعنی اسے اپنا گھر بنانے اور ٹھہرنے کے لیے جہنم ملے گی۔

بڑے بڑے صحابہ حدیث کے معاملے میں بڑے محتاط نظر آتے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے:

''میں آسمان سے گر جاؤں، یہ میرے لیے اس بات سے پسندیدہ ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کروں جسے میں نے سنا نہ ہو۔''

حدیث پاک کے فوائد:

1. حق اور سچ بات کرنا ضروری ہے۔
2. آخرت میں جھوٹ کا بدترین انجام ہوگا۔
3. رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی بڑی سخت وعید ہے۔
4. حدیثِ رسول ﷺ بیان کرنے میں صحابہ کرام کا اہتمام حتی کہ انھوں نے یہ بھی یاد رکھا کہ یہ حدیث کس جگہ بیان کی گئی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حرام نظر کی ممانعت

80۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عن أبيه رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: «يَا عَلِيُّ، لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ؛ فَإِنَّ لَكَ الْأُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ»[1]

حضرت ابن بریدۃ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے علی! پہلی نظر کے پیچھے دوسری نظر کو نہ لگاؤ، کیونکہ تیرے لیے تو پہلی ہے، دوسری تیرے لیے نہیں ہے۔''

تشریح:

''پہلی نظر کے پیچھے دوسری نظر کو نہ لگاؤ۔'' یعنی غیر ارادی طور پر پہلی نظر کسی پر پڑ جائے تو دوسری دفعہ قصداً اس کی طرف نہ دیکھو، اس لیے کہ پہلی دفعہ بچنا تیرے اختیار میں نہ تھا لیکن اب دوسری دفعہ بچنا تیرے اختیار میں ہے۔

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس سے ثابت ہوا کہ پہلی نظر فائدہ مند ہے اور دوسری نظر نقصان کا باعث ہے کیونکہ دیکھنے والا جب دوسری دفعہ دیکھنے سے اپنے آپ کو روک لے گا تو یہ اس کے لیے اجر کا باعث ہوگا۔''

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کی طرف کھلے عام اور آزادی

[1] حسن. سنن أبي داود، رقم الحديث [2149]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ دیکھنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ عورتوں کی طرف دیکھنا زنا کا پیغام ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ﴾

[النور: 31,30]

''مومن مردوں سے کہہ دے اپنی کچھ نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دے اپنی کچھ نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔''

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''آنکھ سے زنا کی ابتداء ہوتی ہے، اس لیے آنکھ کی حفاظت کرنا بڑا اہم کام ہے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے لیکن اس کی نگرانی نہیں کی جاتی اور نہ اس سے زیادہ خطرہ محسوس کیا جاتا ہے حالانکہ ساری آفات اسی کی وجہ سے آتی ہیں۔''

علاء بن زیاد فرماتے ہیں:

''اپنی نظر عورت کے پیچھے نہ لگاؤ، اس لیے کہ یہ نظر دل میں شہوت پیدا کرتی ہے۔''

حدیث پاک کے فوائد:

1. حرام نظر سے منع کیا گیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

② اللہ تعالیٰ کی اپنے مخلوق کے ساتھ شفقت کا بیان کہ اس نے پہلی نظر کا محاسبہ نہیں کیا کیونکہ یہ بازار، راستے وغیرہ میں غیر شعوری طور پر دوسروں پر پڑ جاتی ہے، جبکہ اصلاً مقصود نہیں ہوتی، البتہ دوسری نظر جو جان بوجھ کر ڈالی جائے، اس کا حساب ہوگا۔

③ حدیث میں عورتوں اور مردوں دونوں کو خطاب ہے۔

④ اسلام کی حفاظت کا بیان کہ لوگوں کو خامیوں سے بچاتا ہے، اور عفت و پاکدامنی کی ترغیب دیتا ہے۔ اور ان اسباب سے بھی روک دیا گیا جو پاکیزگی کو داغدار کر سکتے ہیں۔

⑤ نوجوانوں کے لیے اسلامی طرزِ زندگی کا اہتمام کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی جوانی میں عفت و پاکدامنی کی ترغیب دی، کیونکہ جوانی میں گناہ کے محرکات زیادہ ہوتے ہیں۔

⑥ حدیث میں عمر رسیدہ افراد بھی داخل ہیں، یہ صرف نوجوانوں کے لیے نہیں ہے، البتہ نوجوانوں کو اس معاملے میں بوڑھوں سے زیادہ محتاط رہنا چاہیے کیونکہ جوانی میں کھیل کود اور شہوت بڑھاپے سے زیادہ ہوتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشکوک چیز سے بچو

81۔ عَنِ الحَسَنِ بُنِ عَلِيٍّ رضي الله عنهما قَالَ: حَفِظْتُ مِنُ رَسُوُلِ اللّٰهِ ﷺ: «دَعُ مَا يَرِيُبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيُبُكَ، فَإِنَّ الصِّدُقَ طُمَأْنِيُنَةٌ، وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيُبَةٌ» ❶

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کیا: (آپ ﷺ نے فرمایا) ''اس چیز کو چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے، ایسی چیز کے لیے جو تجھے شک میں نہ ڈالے، کیونکہ سچائی میں اطمینان ہے اور جھوٹ میں شک اور تردد ہے۔''

تشریح:

یہ حدیث احتیاط اور شک والی چیزوں سے دور رہنے والے اسباب میں سے ایک بنیادی سبب ہے۔

اس حدیث سے اہل علم نے فقہ کے کئی ایک مسائل اخذ کیے ہیں، مثلاً انسان کے کپڑوں کو گندگی لگ جائے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ کپڑے کے آگے والے حصے پر گندگی لگی تھی یا پیچھے؟ اگر وہ اگلا حصہ دھو لیتا ہے تو اسے شک رہتا ہے کہ کہیں گندگی پیچھے نہ رہ گئی ہو یا اگر وہ پیچھے والا حصہ دھو لیتا ہے تو اسے شک رہتا ہے کہ کہیں اگلا حصہ گندگی والا نہ ہو تو احتیاط کس چیز میں ہے؟

اسی طرح یہ مسئلہ کہ اگر انسان اپنی نماز کے متعلق شک میں پڑ جائے کہ

❶ صحیح۔ سنن الترمذی، رقم الحدیث: 2518۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین؟ اور وہ کسی ایک بات پر مطمئن بھی نہ ہو تو اسے اس بات پر یقین کر لینا چاہیے جس میں شک نہ رہے، مثلاً اگر تین یا چار رکعتوں میں شک ہے تو تین پر اعتماد کر لے۔ اصول فقہ میں یہ حدیث ایک قاعدے کی حیثیت رکھتی ہے کہ جو چیز تم کو شک میں مبتلا کرتی ہے، اسے چھوڑ دو۔

اکثر لوگ جب شک میں پڑ جاتے ہیں تو ان کو پریشانی ہوتی ہے اور ان کا سکون و اطمینان جاتا رہتا ہے، لہٰذا انسان کی اپنی بہتری بھی اسی میں ہے کہ اطمینان کے لیے شک کو چھوڑ دے، جب بندے کا دل زندہ ہوتا ہے تو یہ شک کو ختم کر دیتا ہے اور یقین پیدا کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''سچ میں اطمینان ہے۔''

سچا آدمی کبھی ندامت نہیں اٹھاتا اور نہ ہی کبھی اسے شرمندگی والے الفاظ کہنے پڑتے ہیں کہ کاش میں یہ کر لیتا وغیرہ۔ کیونکہ سچ نجات دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سچوں کو ان کے سچ کی وجہ سے نجات دیتے ہیں، آپ سچے آدمی کو ہمیشہ پرسکون پائیں گے، اسے حال اور مستقبل میں کسی بات پر افسوس نہیں ہوگا۔

رہا جھوٹ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جھوٹ شک میں ڈال دیتا ہے۔''

سب سے پہلے انسان اپنے آپ کو شک میں ڈالتا ہے، وہ اس طرح کہ پتا نہیں لوگ میری بات مانیں گے یا نہیں؟ اسی لیے جھوٹا آدمی جب کوئی خبر دیتا ہے تو ساتھ قسمیں اٹھاتا ہے تاکہ لوگ اس کی بات پر شک نہ کریں۔

آپ منافقین کو دیکھیں کہ وہ جو کہتے ہیں اس پر اللہ کی قسمیں اٹھاتے ہیں، حالانکہ اندر سے وہ خود شک میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِمَا لَمْ يَنَالُوا﴾ [التوبة: 74]

”حالانکہ بلاشبہ یقیناً انھوں نے کفر کی بات کہی اور اپنے اسلام کے بعد کفر کیا اور اس چیز کا ارادہ کیا جو انھوں نے نہیں پائی۔“

پس ثابت ہوا کہ جھوٹ میں شک اور پریشانی ہوتی ہے اور جھوٹے آدمی کو ہمیشہ یہی خطرہ رہتا ہے کہ کہیں لوگوں کو حقیقتِ حال کا علم نہ ہو جائے اور میرا جھوٹ پکڑا نہ جائے۔

اس حدیث کے پیش نظر انسان پر واجب ہے کہ وہ جھوٹ کو چھوڑ دے اور سچائی اختیار کرے کیونکہ جھوٹ میں شک ہے اور سچ میں اطمینان ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ شبہات سے بچے۔
2. سچائی کی فضیلت کہ یہ اطمینان دیتی ہے۔
3. جھوٹ کی برائی کہ یہ شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دودھ والا جانور ذبح کرنے کی ممانعت

82۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ، فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ: « مَا أَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ »، قَالَا: الْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: « وَأَنَا وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَخْرَجَنِي الَّذِيْ أَخْرَجَكُمَا، قُوْمُوْا » فَقَامُوْا مَعَهُ فَأَتَى رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا هُوَ لَيْسَ فِي بَيْتِهِ، فَلَمَّا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ قَالَتْ: مَرْحَبًا، وَأَهْلًا. فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: « أَيْنَ فُلَانٌ؟ » قَالَتْ: ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَاءِ. إِذْ جَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَنَظَرَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، مَا أَحَدٌ الْيَوْمَ أَكْرَمَ أَضْيَافًا مِنِّي ۔قَالَ:۔ فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ، فِيْهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطَبٌ، فَقَالَ: كُلُوْا مِنْ هٰذِهِ، وَأَخَذَ الْمُدْيَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: « إِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ » فَذَبَحَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ، وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ، وَشَرِبُوْا، فَلَمَّا أَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: « وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُسْأَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى أَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ »[1]

---

[1] صحيح مسلم [2038/140]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن (یا رات) کے وقت باہر نکلے تو وہاں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس وقت تم دونوں کو کس چیز نے گھر سے نکالا ہے؟'' دونوں نے جواب دیا: بھوک نے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے بھی اسی چیز نے نکالا ہے، جس چیز نے تمھیں نکالا ہے۔تم چلو۔'' پس وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلنے لگے حتی کہ ایک انصاری آدمی کے پاس آئے لیکن وہ گھر میں نہیں تھے۔ جب اس کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اس نے کہا: خوش آمدید۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: فلاں کہاں ہے؟ عورت نے جواب دیا: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اتنی دیر میں وہ انصاری بھی آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے دو ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' آج کے دن کسی کے پاس اتنے معزز مہمان نہیں آئے ہوں گے جتنے میرے پاس آئے ہیں۔ پھر وہ باغ میں گئے اور کھجوروں کا خوشہ لائے جس میں خشک، تر اور ایسی کھجوریں تھیں جو پوری طرح پکی ہوئی نہ تھیں۔ پھر کہنے لگے کھاؤ، اور چھری پکڑی تو رسول اللہ ﷺ نے کہا: ''دودھ والی بکری سے بچنا'' پس اس انصاری نے بکری ذبح کی۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے گوشت اور کھجوریں کھائیں، پھر پانی پیا، جب وہ سیر ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر و عمر سے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ تم کو گھروں سے بھوک نے نکالا تھا، پھر تم ان نعمتوں کے ساتھ گھروں میں واپس گئے ہو۔"

تشریح:

اس حدیث میں دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور کبار صحابہ کے پاس دنیاوی مال و متاع بہت کم تھا اور بسا اوقات وہ بھوک اور تنگدستی کی وجہ سے آزمائش سے بھی دوچار ہو جاتے تھے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ فتوحات سے پہلے کا واقعہ ہے حالانکہ یہ خیال باطل ہے، کیونکہ اس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہوسکتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بذاتِ خود نبی اکرم ﷺ سے نہ سنی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات ظاہر کے خلاف ہے، اس طرح کی تاویل کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ خوشحالی اور تنگدستی کے درمیان رہتے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے، کبھی آپ ﷺ کے پاس بہت مال ہوتا تھا اور کبھی آپ ﷺ کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔

جیسا کہ صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے اس حال میں کہ کبھی آپ ﷺ نے پیٹ بھر کر جَو کی روٹی نہ کھائی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آلِ محمد ﷺ جب سے مدینہ میں آئے مسلسل تین راتوں سے زیادہ کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ اس حال میں فوت ہوئے کہ آپ ﷺ کی زرہ جَو کے بدلے گروی رکھی ہوئی تھی، جو آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں کے لیے قرض لیے تھے۔ اس کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کے زہد کے بے شمار واقعات ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ ایک وقت میں بڑے آسودہ حال ہوتے تھے لیکن تھوڑی ہی دیر بعد آپ سب کچھ اللہ کی اطاعت میں خرچ کر دیتے تھے، مثلاً محتاجوں کی ضرورت پوری کر دیتے، مہمانوں کی ضیافت کر دیتے اور لشکروں کی تیاری پر صَرف کر دیتے تھے۔ یہی طریقہ آپ ﷺ کے دونوں جانثاروں بلکہ اکثر صحابہ کرام کا تھا، مہاجرین و انصار کے آسودہ حال لوگ نبی کریم ﷺ کے احترام، عزت اور تحائف دینے میں دوسروں سے آگے آگے ہوتے تھے، ہوسکتا ہے ان کو آپ ﷺ کی ضرورت کا اس وقت احساس نہ ہوا ہو۔

ان کے خیال میں یہی ہو کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہ کچھ ہوگا یا یہ بھی ممکن ہے کہ جن کو آپ ﷺ کی حالت کا علم ہوا ہو وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح اس وقت تنگدست ہوں کیونکہ صحابہ میں سے جسے بھی رسول اللہ ﷺ کی ضرورت کا علم ہوتا وہ اسے پورا کرنے کے لیے سرگرم ہوجاتا تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ اپنی ضرورتیں صحابہ کرام سے چھپاتے تھے، تاکہ صحابہ کرام ان کی وجہ سے مشکل میں نہ پڑ جائیں۔

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ ہمیں بھوک نے نکالا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی کہنا کہ مجھے بھی بھوک ہی نے نکالا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ کی اطاعت و عبادت اور ذکر و اذکار میں مشغول تھے، لیکن بھوک نے ان کو زچ کر دیا اور وہ بھوک ختم کرنے کے لیے گھر سے باہر آ گئے، تاکہ وہ کسی جائز سبب سے اس کو ختم کر لیں۔

نبی کریم ﷺ کا یہ کہنا کہ اللہ کی قسم مجھے بھی اسی چیز نے گھر سے نکالا ہے جس نے تم کو نکالا ہے، اس میں اس بات کے جواز کی دلیل ہے کہ انسان اپنے کسی غم اور دکھ وغیرہ کا تذکرہ کر سکتا ہے اور یہ بطورِ شکوہ و شکایت اور اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی رضا پر عدم اطمینان کی وجہ سے نہ ہو بلکہ صرف صبر اور اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے ہو، جیسے نبی اکرم ﷺ نے بھوک کے ازالے کے لیے کسی سبب کی کوشش میں کیا، یہ بات قابل مذمت نہیں ہے، البتہ جب بطور شکایت اور ناراضگی کے ہو تو اس وقت یہ چیز مذموم ہوگی۔

آپ ﷺ انصار کے جس آدمی کے گھر آئے، اس کا نام ابوالہیثم مالک تھا۔ انصاری کی بیوی کا کہنا: ''مَرْحَباً وَأَهْلاً'' یہ دونوں کلمے عرب میں معروف تھے، ان کے معنی یہ ہیں آپ کا آنا خوشی اور سعادت کا باعث ہے، اس سے مہمان کی عزت و احترام کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔'' اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کی بات سنی جا سکتی ہے اور ضرورت کے وقت اس کا جواب بھی دیا جا سکتا ہے، یہ جواز بھی ایسے حالات میں ہے جب وہ اپنے گھر میں ہو اور اس کے خاوند کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ بتا سکتی ہے کیونکہ وہ اس بارے میں بہتر جانتی ہے، اس میں کوئی عیب بھی نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی خلوت والا معاملہ ہے۔

انصاری کی بیوی کا بتانا کہ وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں، اس میں پاک اور میٹھے پانی کے استعمال کا جواز ہے۔

صحابی کا رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر خوشی کا اظہار اور یہ کہنا کہ آج جتنے معزز مہمان میرے پاس آئے ہیں، اتنے کسی اور کے پاس نہ آئے ہوں گے۔ اس جملے میں بھی کئی ایک فائدے ہیں، مثلاً نعمت کے حصول کے وقت اللہ کی تعریف کرنا مستحب ہے، اسی طرح مہمان کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کرنا اور اللہ کی تعریف کرنا مستحب ہے اور مہمان کی تعریف کرنا جسے وہ سن بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لے تو مستحب ہے، البتہ جب کسی فتنہ وغیرہ کا خطرہ ہو تو مہمان کے منہ پر اس کی تعریف نہ کی جائے۔

صحابی کا مختلف قسم کی کھجوریں لے کر آنا اس لیے تھا کہ تمام قسم کی کھجوریں جمع ہو جائیں، کوئی کسی طرح کی کھجور پسند کرتا ہے اور کوئی کسی طرح کی۔ اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ روٹی اور سالن سے پہلے پھل پیش کرنا بھی مستحب ہے، اور یہ بھی مستحب ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے مہمان کی خاطر مدارت کی جائے اور اس کے لیے کھانا بنایا جائے، اگر اس کی ضرورت ہو۔

سلف کی ایک جماعت نے مہمان کے لیے تکلف سے کام لینے کو مکروہ خیال کیا ہے، لیکن اسے اس پر محمول کریں گے کہ اگر میزبان مشقت اٹھا کر مہمان کی خدمت کرے تو یہ مکروہ ہے، کیونکہ یہ مشقت اور مشکل اس کے اخلاص اور مہمان کے آنے کی خوشی میں کمی کر دے گا۔ بسا اوقات مہمان کی وجہ سے میزبان کو تکلیف اٹھانا پڑتی ہے اور مہمان بھی محسوس کر لیتا ہے کہ میزبان کو میری وجہ سے پریشانی ہو رہی ہے تو مہمان کو چاہیے کہ وہ میزبان کی مجبوری کا لحاظ کرے اور اس سے شفقت سے پیش آئے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی مندرجہ بالا حدیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ مہمان کا اکرام اسی میں ہے کہ اسے آرام پہنچایا جائے اور اس کے آنے پر خوشی کا اظہار کیا جائے۔

انصاری صحابی کا رسول اللہ ﷺ کی ضیافت میں بکری ذبح کرنا بطورِ مشقت نہ تھا بلکہ یہ تو بھرپور خوشی کا اظہار تھا جس پر ہمیں رشک کرنا چاہیے۔

صحابی کا چھری پکڑ کر بکری ذبح کرنا اور رسول اللہ ﷺ کا کہنا کہ دودھ والی بکری سے بچنا، یعنی ایسا جانور ذبح نہ کرنا جو دودھ دیتا ہو۔

جب انھوں نے پیٹ بھر کر کھا لیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جانا ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا کھایا جا سکتا ہے، البتہ جن احادیث میں اسے ناپسند کیا گیا ہے ان کو ہمیشگی پر محمول کریں گے کہ ہمیشہ پیٹ بھر کر کھانا کھانا مکروہ ہے، کیونکہ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے اور محتاجوں کی ضرورتوں کو بھلا دیا جاتا ہے، بس اپنے پیٹ کی ہی فکر ہوتی ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ سوال سے مراد یہ ہے کہ کیا تم نے اس طرح شکر ادا کیا جس طرح شکر کرنے کا حق تھا؟ ہم کہتے ہیں کہ یہاں نعمتوں کی تعداد کا سوال مراد ہے اور اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اپنا احسان مقصود ہے نہ کہ ڈانٹ اور محاسبہ مراد ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے قطعی طور پر بشر ہونے کی دلیل ہے اور یہ کہ دوسرے انسانوں کی طرح آپ ﷺ بھی آسودہ حالی اور تنگدستی میں رہتے تھے۔ اللہ آپ پر سلامتی کرے۔
2. نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کا زہد۔
3. انسان اپنی کسی پریشانی کا اظہار کر سکتا ہے، جب وہ بطورِ شکایت اور ناراضگی نہ ہو۔
4. مہمان کی تکریم کی فضیلت اور اس کے سامنے خوشی و فرحت کا اظہار کرنا۔
5. ضرورت کے وقت اجنبی عورت سے بات کرنے کا جواز۔
6. دودھ دینے والی بکری کو ذبح کرنے سے منع کیا ہے۔
7. اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرنا کیونکہ ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حیوانات پر زیادہ بوجھ ڈالنے کی ممانعت

83۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَة رضي الله عنه عن النّبيّ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا ظُهُورَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ، فَإِنَّ اللَّهَ إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُبَلِّغَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ، وَجَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فَعَلَيْهَا فَاقْضُوا حَاجَتَكُمْ» ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمھارے تابع کر دیا ہے تاکہ تم ان کے ذریعے ایک شہر سے دوسرے شہر تک جا سکو، اس کے بغیر تم بڑی مشقت اٹھاتے تھے۔ اور تمھارے لیے زمین بنائی، پس تم اسی پر اپنی ضرورتوں کو پورا کرو۔''

تشریح:

اس وصیت میں نبی کریم ﷺ نے حیوانات کو استعمال کرنے کا اصول بیان فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بلا ضرورت جانور پر سوار ہونے اور بیٹھے رہنے سے منع فرمایا ہے، انسان کو ضرورت کے وقت ہی ان کو استعمال میں لانا چاہیے، مثلاً سفر کے وقت یا کسی خاص ضرورت کے وقت، جیسے رسول اللہ ﷺ عرفہ میں اپنی اونٹنی پر ٹھہرے تھے، البتہ اگر انسان سواری پر بیٹھ جائے اور لوگوں

❶ صحیح. سنن أبي دواد، رقم الحدیث [2567]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے اِدھر اُدھر کی فضول باتیں شروع کر دے جو نیچے اتر کر بھی ہو سکتی تھی، اور اس طرح آرام کے ساتھ بیٹھا رہے جیسے منبر پر بیٹھا جاتا ہے، تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں جانور کو تکلیف ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو یہ جانور ضرورت کے وقت سوار ہونے اور آسانی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے کے لیے بنائے ہیں، انسان کا جب باتیں کرنے کا ارادہ ہو تو سواری سے اتر کر زمین پر بیٹھ جائے اور جانور کو ایذاء سے بچائے، اگر کوئی ایسی ضرورت ہو کہ بلند جگہ پر کھڑا ہو کر بات کرنا پڑے جیسے رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن اپنی اونٹنی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا تھا تو یہ ایک ضرورت ہے جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جس چیز سے ڈرایا ہے وہ بلا ضرورت سواری پر ٹھہرے رہنا ہے۔ سواری پر ٹھہرنے سے مراد یہ نہیں کہ دونوں پاؤں کے ساتھ اوپر کھڑا ہو جائے کیونکہ اس صورت میں سواری کے حرکت کرنے کی وجہ سے وہ گر جائے گا، بلکہ اس طرح سواری پر بیٹھے جیسے زمین پر بیٹھا جاتا ہے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. بازار وغیرہ میں ضروریات کے لیے سواری پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔
2. اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان، اور یہ حیوانات بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمارے لیے مسخر کر دیا ہے تا کہ ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ آسانی کے ساتھ آ جا سکیں۔
3. نبی اکرم ﷺ کی حیوانوں کے ساتھ شفقت و رحمت کا بیان، آپ ﷺ وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلے انسان ہیں جنھوں نے آج سے چودہ سو سال پہلے جانور کے حقوق کی بنیاد رکھی۔

④ اللہ تعالیٰ کی دیگر نعمتوں کا بیان، مثلاً زمین کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مسخر کیا اور فرش بنا دیا تا کہ ہم اپنی ضرورتوں کو پورا کریں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بخل سے بچو

84۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: « إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِّ، أَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوْا، وَأَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا، وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا »[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''بخیلی سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو بخیلی نے ہلاک کیا تھا، اس (حرص) نے ان کو بخل کا حکم دیا، تو انھوں نے بخیلی کی۔ اس (حرص) نے ان کو قطع رحمی کا حکم دیا، تو انھوں نے قطع رحمی کی۔ اس (حرص) نے ان کو برائی کا حکم دیا تو انھوں برائی کی۔''

تشریح:

''اَلشُّحُّ'' سے مراد ہے بہت زیادہ بخل کرنا۔ الشّح خاص ہے اور بخل عام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بخل خاص ہے اور الشّح عام ہے، خرچ نہ کرنے کی طرف بخل کی نسبت کی جاتی ہے، اور الشّح یہ ہے کہ انسان میں سخاوت اور احسان کی رغبت ہی نہ ہو۔ اسی لیے قرآن پاک میں ہے:

﴿ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [الحشر: 9]

''اور جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔''

---

[1] صحیح. سنن أبي داود، رقم الحديث [1698]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ نفس کے تابع ہوتا ہے، جب نفس غنی ہو تو ہاتھ کے لیے خرچ کرنا آسان ہوتا ہے، اور جب ہاتھ غنی ہو لیکن نفس غنی نہ ہو بلکہ اس میں حرص اور بخیلی ہو تو ہاتھ بھی اس کے تابع ہو جاتا ہے، ہاتھ اسی صورت میں سخاوت کرتا ہے جب نفس (دل) سخاوت پر آمادہ ہو اور دل نیکی میں رغبت رکھنے والا ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنن ابوداود میں مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ میں لوگوں سے ارشاد فرمایا:

''بخل سے بچو، کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔''

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ بخل یعنی خرچ نہ کرنا، دل میں پائی جانے والی بے حسی کا نتیجہ ہوتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: برائی پر ابھارنے والا نفس ان کو بخل کا حکم دیتا تھا، پس اس بے حسی اور حرص کا نتیجہ بخل ہوا۔

آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ اس نے ان کو قطع تعلقی کا حکم دیا، تو انھوں نے قطع تعلقی کی۔ یعنی نفس امارہ نے ان کو رشتہ داری توڑنے کا حکم دیا تو انھوں نے رشتہ داری توڑ دی اور اس نے ان کو برائی کا حکم دیا تو انھوں نے برائی کی۔ یعنی جھوٹ اور سیدھے راستے سے دور ہونے اور حق سے دور ہونے کا حکم دیا جو سب کنجوسی اور بخل کا نتیجہ تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ [الحشر: 9]

''اور جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اسی چیز کو دوسری آیت مبارکہ، جس میں انصار کی سخاوت، فیاضی، ان کی نیکی اور بھلائی کا ذکر ہوا، میں بیان فرمایا:

﴿ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ ﴾ [الحشر: 9]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اور (ان کے لیے) جنھوں نے ان سے پہلے اس گھر میں اور ایمان میں جگہ بنا لی ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ [الحشر: 9]

''وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کی طرف آئیں اور وہ اپنے سینوں میں اس چیز کی کوئی خواہش نہیں پاتے جو ان (مہاجرین) کو دی جائے اور اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، خواہ انھیں سخت حاجت ہو۔''

یعنی وہ خرچ کرتے ہیں۔

حدیث پاک کے فوائد:

① بخل سے ڈرایا ہے کیونکہ وہ ہلاکت کا سبب ہے۔

② بخل قطع رحمی کا سبب ہے اور اس کی ضد سخاوت رشتہ داروں کے غضب و حسد سے بچنے کا سبب ہے۔

③ فسق و فجور کا بڑا سبب بخل اور کنجوسی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كتاب الفتن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امیر کی اطاعت

85۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰه عَنه أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الرَّبَذَةِ، وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَإِذَا عَبْدٌ يَؤُمُّهُمْ فَقِيلَ: هٰذَا أَبُو ذَرٍّ، فَذَهَبَ يَتَأَخَّرُ، فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ.[1]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ ربذہ پہنچے تو وہاں نماز کا وقت تھا اور اقامت ہو چکی تھی، ایک غلام ان کی امامت کرانے لگا تھا تو اس کو کہا گیا: ابو ذر آ گئے ہیں۔ وہ پیچھے ہٹنے لگا تو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے میرے دوست (رسول اللہ ﷺ) نے وصیت کی تھی کہ میں حکم سنوں اور اطاعت کروں، اگرچہ حبشی غلام (امیر) ہو جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں۔“

تشریح:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے تاکید کی ہے کہ امیر کی اطاعت واجب ہے اگرچہ وہ حبشی اور کٹے ہوئے اعضاء والا غلام ہی کیوں نہ ہو۔

اس حدیث میں اس زمانے کی صفت بیان ہوئی ہے جس میں اللہ کے احکام اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کا بول بالا ہوگا، لوگ اس چیز سے نفرت نہیں کریں گے کہ ان کی امامت ایک غلام کروا رہا ہے، جبکہ وہ ان میں سب سے زیادہ علم

[1] صحیح۔ سنن ابن ماجه، رقم الحدیث [2862]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والا اور قرآن جاننے والا ہوگا۔ اسی طرح صحابی رسول ﷺ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی شدید تمنا کہ رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا اہتمام کیا جائے۔

اشکال:

نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث ''امام قریش سے ہوگا'' سے بعض لوگوں کے ذہن میں ابو ذر رضی اللہ عنہ والی حدیث کا مفہوم متعارض ہوسکتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شرط اس وقت ہے جب سَر کردہ لوگوں کے اختیار سے کسی کو امارت کا منصب دیا جائے۔ لیکن جسے لوگ اپنی طاقت وقوت سے اپنے اوپر امیر منتخب کریں تو اس کے احکامات واجب ہوں گے، اس کی اطاعت لازم ہوگی اور اس کی مخالفت حرام ہوگی، سوائے اللہ کی معصیت کے، اگرچہ وہ غلام ہو یا آزاد یا کوئی فاسق انسان ہو۔

فوائد:

1. امیر اگرچہ غلام ہو، اس کے پیچھے نماز پڑھنی واجب ہے۔
2. غلام کی امامت جائز ہے۔
3. اللہ کی نافرمانی کے علاوہ امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلے خلیفہ کی بیعت

86۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ، خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ» قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ»[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کے لوگوں پر انبیاء حکومت کرتے تھے، جب ایک نبی فوت ہوجاتا تو دوسرا اس کا نائب بن جاتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، البتہ خلیفہ بہت ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ایسے حالات میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پہلے خلیفہ کی بیعت کو پورا کرو، پھر اس کے بعد جو پہلا ہے اس کی بیعت کرو (اسی طرح آگے)۔ ان کو ان کا حق دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں سوال کریں گے۔''

تشریح:

بنی اسرائیل میں جب فساد ہوجاتا تھا تو اللہ تعالیٰ ان میں نبی کو مبعوث کرتے تھے، جو ان کے معاملات چلاتا تھا اور تورات کے جو احکام انھوں نے

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [3455] صحیح مسلم [1842/44]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بدل دیے ہوتے تھے، ان کو درست کرتا تھا۔ اس میں اشارہ ہے کہ ریاست کے امیر و حکمران اور ان کے امور سر انجام دینے والے پر لازم ہے کہ ریاست کو صحیح سمت پر قائم رکھے اور مظلوم کو ظالم سے نجات دلا کر انصاف فراہم کرے۔

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ کا یہ کہنا کہ انبیاء ان کے معاملات چلاتے تھے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا پسندیدہ دین، دینِ اسلام ہے، ہر جگہ اور ہر وقت یہی حقیقی نفع مند سیاست ہے۔ وہ حقیقی اور فائدہ مند سیاست نہیں جسے اسلام کے دشمن کافر نافذ کرتے ہیں۔''

حقیقی سیاست وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشروع کر دیا ہے، اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ اسلام شریعت بھی ہے اور سیاست بھی ہے، جس نے سیاست اور شریعت میں فرق کیا وہ گمراہ ہو گیا۔

اسلام میں مخلوق کے اصول حکمرانی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کی اطاعت و عبادت میں رہتے ہوئے سر انجام دیے جاتے ہیں، انسان کے معاملات کی نوعیت اپنے گھر والوں، پڑوسیوں، رشتہ داروں، دوستو، ہمعصروں، اساتذہ وغیرہ کے ساتھ الگ الگ ہے۔ دشمنوں، کفار، معاہدین، ذمی اور حربیوں وغیرہ کے ساتھ بھی ایک نوعیت کی سیاست ہوتی ہے، اسلام نے ہر جماعت کے حقوق بیان کیے ہیں اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان کے ساتھ اسی طریقے سے پیش آئیں، مثلاً حربی (لڑائی کرنے والے) سے ہم لڑیں، ان کا خون، مال اور ان کی زمینیں ہمارے لیے حلال ہیں، اور جن کا ہم سے معاہدہ ہو چکا ہے، ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ﴾ [التوبة: 6]

''اور اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دے، یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سنے، پھر اسے اس کی امن کی جگہ پر پہنچا دے۔''

جنھوں نے ہم سے عہد کر لیا ہے، ہم پر ان کا عہد پورا کرنا واجب ہے، پھر اس کے بعد تین طرح کے حالات ہوں گے، اور قرآن مجید نے ان تینوں کو بیان کیا ہے، یا تو ہم ان سے مطمئن رہیں گے، یا ان کے فتنے سے خوف زدہ رہیں گے یا وہ عہد توڑ دیں گے۔

اہم بات یہ ہے کہ دین اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے، ہمارے شرعی و معاشرتی معاملات، خواہ مسلمانوں کے ساتھ ہوں یا کسی اور کے ساتھ، یہ دین سب کے لیے کافی ہے، جس شخص نے دین اور سیاست کو جدا کر دیا وہ راہِ راست سے ہٹ گیا۔

اس لحاظ سے دو طرح کی صورت ہوگی:

1. دین سے جاہل انسان یہ خیال کرے گا کہ دین صرف بندے اور رب کے درمیان عبادت کا نام ہے اور چند متعین حقوق دین ہیں، ایسے آدمی پر کافروں کی مادی ترقی کا اثر ہوگا۔
2. جس نے اسلام کو اس طرح پہچان لیا جس طرح پہچاننے کا حق ہے، وہ بخوبی سمجھ جائے گا کہ دین ہی اصل شریعت اور اصل سیاست ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے تاکید کی ہے کہ آپ ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ [الأحزاب: 40]

''محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں اور لیکن وہ اللہ کا رسول اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہے۔''

جس نے آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا اور کافر ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ خلیفہ بہت زیادہ ہوں گے، صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے پہلے نامزد ہونے والے کی بیعت کرو، پھر اس کے بعد بھی یہی طریقہ اپناؤ، ان کا حق ادا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں سوال کریں گے۔''

امام نووی فرماتے ہیں:

''علماء کا اتفاق ہے کہ ایک وقت میں دو خلیفہ کا انعقاد ناجائز ہے، اگرچہ اسلام نافذ ہو یا نہ ہو۔''

پہلے خلیفہ کی بیعت میں رہنا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے بارے پوچھیں گے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حقوق ضائع نہیں ہوتے۔

حدیث پاک کے فوائد:

① بنی اسرائیل کی سیاسی زندگی کا حال کہ ان کے معاملات انبیاء کے سپرد ہوتے تھے۔

② یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ نبی اکرم ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

3. نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت کہ نبی کریم ﷺ آنے والے حالات کی خبر دے رہے ہیں۔
4. پہلے خلیفہ کی بیعت کو پورا کرنا واجب ہے۔
5. اللہ تعالیٰ حکمرانوں کا احتساب کریں گے۔
6. لفظ "هَلَكَ" وہاں پر بولنا جائز ہے، جہاں کوئی فوت ہوگیا ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فتنوں کا خطرہ

87۔ عَنْ أَبِي مُوسیٰ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا، وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا، وَيُصْبِحُ كَافِرًا، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالقَائِم فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي » قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «كُونُوا أَحْلَاسَ بُيُوتِكُمْ»[1]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تمھارے بعد اندھیری رات کے ایک ٹکڑوں کی مانند فتنے رونما ہوں گے، آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا تو شام کو کافر بن جائے گا، اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر بن جائے گا۔ ایسے حالات میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے آدمی سے بہتر ہوگا، اور کھڑا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور پیدل چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔'' صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ ہمیں (ایسے حالات میں) کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ایسے حالات میں) تم اپنے گھروں میں ٹھہر جاؤ۔''

[1] صحيح. سنن أبي داود، رقم الحديث [4262]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے امت میں واقع ہونے والے تند و تیز فتنوں کے بارے میں کی خبر دی ہے کہ جن میں انسان کے لیے اپنا دین بچانا بھی مشکل ہو جائے ہو جائے گا، پھر نبی ﷺ نے راہنمائی فرمائی کہ ایسے وقت میں کیا کرنا ہے۔

فرمایا: ''تمھارے درمیان تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے رونما ہوں گے۔'' یعنی تمھارے بعد آنے والے وقت میں اندھیری رات کی طرح سخت اور مشکل فتنے رونما ہوں گے، آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کو کافر بن جائے گا۔ یعنی اپنے بھائی کے خون، عزت اور مال کی حرمت کے لیے مومن بن جائے گا اور اس کی حلت کے لیے کافر بن جائے گا۔ واللہ اعلم

اسی معنی کی ایک اور حدیث نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''فتنوں کے وقت سے پہلے جلدی نیک اعمال کر لو، اندھیری رات کی طرح کے فتنے ہوں گے، آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر بن جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر بن جائے گا، اپنے دین کو دنیا کے عوض بیچ دے گا۔''[1]

''فتنوں کے دوران بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا۔'' یعنی جو جتنا دور ہوگا اس کے لیے اتنا ہی بہتر ہوگا، بیٹھا ہوا آدمی کھڑے کی نسبت فتنوں سے زیادہ دور ہوگا اور کھڑا پیدل چلنے والے کی نسبت زیادہ دور ہوگا، اسی طرح پیدل چلنے والا دوڑنے والے کی نسبت دور ہوگا۔

فتنوں کے دور میں وہی کچھ دیکھنے میں آیا جس کی طرف نبی اکرم ﷺ نے اشارہ کیا تھا۔ ایسے حالات میں اپنے دین کو مضبوطی سے تھامنے والا گویا

[1] صحیح مسلم [110/11]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہاتھ میں آگ کا انگارہ پکڑنے والا ہے۔

فتنوں کی دو قسمیں ہیں:

① شہوات کا فتنہ:

شہوات اکثر لوگوں کو پھسلا دیتی ہیں اور ان کو ہلاک کر کے رکھ دیتی ہیں، حتی کہ یہ لوگ انھیں کے غلام بن کر رہ جاتے ہیں، کسی کو مال، کسی کو منصب و شہرت اور کسی کو پیٹ اور شرم گاہ کی شہوت ہوتی ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے بڑی سختی کے ساتھ اس سے ڈرایا ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: اللہ کی قسم! مجھے ڈر نہیں کہ تم محتاج ہو جاؤ گے، مجھے تو یہ ڈر ہے کہ تم پر دنیا کی فراوانی ہوگی، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی، پس تم بھی کہیں ان کی طرح دنیا میں مقابلہ بازی نہ شروع کر دو اور پھر یہ مقابلہ بازی تمھیں بھی ہلاک کر دے گی، جیسے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔[1]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے تم پر گمراہ کرنے والی پیٹ اور شرم گاہ کی خواہشات کا ڈر ہے۔''[2]

② شبہات کا فتنہ:

شبہات کا فتنہ شہوات کے فتنے سے زیادہ نقصان دہ ہے، اس فتنہ کا سبب ایسی آراء کا ظاہر ہونا ہے جو راہِ راست سے دور لے جانے والی ہوں۔ یہ آراء باطلہ ایسے لوگوں کی طرف سے آتی ہیں جو نفس کی پیروی اور دل کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں، اسی چیز کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فتنے دل پر ایسے لوٹ لوٹ کر آئیں گے جیسے چٹائی کو لپیٹتے وقت ایک دوسرے کے اوپر کیا جاتا ہے،

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [3158] صحیح مسلم [2961/6]

[2] **صحیح**. مسند أحمد [24/4]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پس جس دل میں یہ فتنہ رچ بس جائے گا، اس پر ایک سیاہ داغ لگ جائے گا اور جس دل نے فتنہ کو قبول نہ کیا، اس پر ایک سفید چمکتا ہوا نکتہ لگ جائے گا، یہاں تک کہ دلوں کی دو قسمیں بن جائیں گی، ایک دل اوندھے برتن کی طرح ہو جائے گا جسے اچھی اور بری کسی بات کا احساس نہیں رہے گا، البتہ وہی چیز اس کے دل کو اچھی لگے جو اچھی بن جائے گی۔ دوسرا سفید دل جسے کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچا سکے گا، جب تک آسمان اور زمین قائم رہیں گے۔[1]

پھر نبی اکرم ﷺ نے ان فتنوں سے بچانے والے ذرائع کا تذکرہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے وقت میں اپنے گھر میں ٹھہر جاؤ۔ تاکہ تم کسی فتنہ میں نہ پڑ سکو جو تمھارے دین کو برباد کر کے رکھ دے۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. فتنے اتنی خطرناک چیز ہیں کہ جو صبح کے وقت مومن تھا، شام کو کافر بن جائے گا، اور جو شام کو مومن تھا، صبح کے وقت کافر بن جائے گا۔
2. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نجات کی تمنا۔
3. فتنوں کے وقت ان سے دور رہنا واجب ہے۔

[1] صحیح مسلم [144/231]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فتنوں سے بچو

88۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ فِيهِ: «كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بِالْوَصِيفِ؟» قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، أَوْ قَالَ: مَا خَارَ اللّٰهُ لِي وَرَسُولُهُ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ» أَوْ قَالَ: «تَصْبِرُ» ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا أَبَا ذَرٍّ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: «كَيْفَ أَنْتَ إِذَا رَأَيْتَ أَحْجَارَ الزَّيْتِ قَدْ غَرِقَتْ بِالدَّمِ؟» قُلْتُ: مَا خَارَ اللّٰهُ لِي وَرَسُولُهُ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِمَنْ أَنْتَ مِنْهُ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا آخُذُ سَيْفِي وَأَضَعُهُ عَلَى عَاتِقِي؟ قَالَ: «شَارَكْتَ الْقَوْمَ إِذَنْ» قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «تَلْزَمُ بَيْتَكَ» قُلْتُ: فَإِنْ دُخِلَ عَلَى بَيْتِي؟ قَالَ: «فَإِنْ خَشِيتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ فَأَلْقِ ثَوْبَكَ عَلَى وَجْهِكَ يَبُوءُ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِهِ» ❶

حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: ''اے ابوذر! میں نے کہا: جی حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے حدیث بیان فرمائی، اس میں یہ بھی فرمایا: ''تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جب لوگ مرنے لگیں گے اور گھر (قبر) ایک غلام کے

❶ صحیح. سنن أبي داود، رقم الحديث [4261]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بدلے ہوگا'' میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ بہتر جانتے ہیں یا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ حکم دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت صبر کرنا''۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ابوذر! میں نے کہا حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جب تو دیکھے گا کہ ''أَحْجَارُ الزَّيْت'' (مدینہ میں ایک جگہ) خون میں ڈوب چکی ہوگی؟ میں نے عرض کیا: جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ مجھے حکم دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تو جہاں پر ہو وہیں رہنا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اپنی تلوار پکڑ کر اپنے کندھے پر نہ رکھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو تو بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائے گا؟ میں نے کہا: پھر آپ ﷺ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھر میں ٹھہرو'' میں نے عرض کیا: اگرچہ وہ (دشمن) میرے گھر میں گھس آئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو ڈر جائے کہ تلوار کی چمک تیرے اوپر غالب آ جائے گی (قتل کر دیا جائے گا) تو اپنے منہ پر اپنا کپڑا ڈال لے۔ وہ (دشمن) اپنے اور تیرے گناہ کے ساتھ لوٹے گا۔''

تشریح:

نبی اکرم ﷺ کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ''اے ابوذر!'' کہہ کر پکارنا اس لیے تھا تاکہ وہ پوری طرح متوجہ ہو جائیں کہ ان کو کوئی اہم بات بتائی جانے لگی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے جواب ''لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَعْدَيْكَ'' میں انتہا درجے کا ادب پایا جاتا ہے، یعنی میں آپ کے لیے حاضر ہوں اور جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کہنا چاہتے ہیں میں اس کا شدت کے ساتھ منتظر ہوں اور آپ ﷺ کے حکم کا پابند ہوں۔

"فَذَكَرَ الْحَدِيثَ" حدیث بیان فرمائی۔ یعنی یہاں اختصار ہے اور تسلسل کے ساتھ مکمل حدیث بیان نہیں ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب لوگ مرنے لگیں گے؟ گھر (قبر) غلام کے بدلے ہوگا۔ اس میں گھر سے مراد قبر ہے، یعنی قبر ایک غلام کے بدلے نصیب ہوگی۔

"اَلْوَصِيْفُ" کی تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اس سے مراد بذاتِ خود قبر ہے، یعنی دفن کے لیے کوئی جگہ نہیں میسر ہوگی، پس لوگ ایک غلام کے بدلے قبر کی جگہ خریدنے کے محتاج بن جائیں گے تاکہ وہ مردے کو دفن کرسکیں، لہٰذا حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ قبر کی قیمت ایک غلام کی قیمت کے برابر ہوگی۔

اس جملے کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ لوگ اس قدر مشغول ہو جائیں گے کہ ان کے پاس مردوں کو دفن کرنے کا بھی وقت نہ ہوگا، لہٰذا وہ اس کام کے لیے ایک آدمی کو غلام جتنی قیمت دے کر مردے کو دفن کرائیں گے۔

تیسرا معنی یہ بھی بیان ہوا ہے کہ کثرت کے ساتھ موت کی وجہ سے گھر اتنے سستے ہو جائیں گے کہ ان کی قیمت ایک غلام کی قیمت کے برابر ہو جائے گی۔

چوتھا معنی یہ بیان ہوا ہے کہ لوگ کثرت کے ساتھ ہلاک ہو جائیں گے اور چند کمزور لوگ باقی رہ جائیں گے اور ایک غلام ایک گھر والوں کے تمام معاملات کی دیکھ بھال کرے گا۔

پہلے معنی کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "

اے ابوذر! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں اتنی موتیں ہوں گی کہ گھر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غلام کے بدلے ہوں گے حتی کہ قبر کو غلام کے عوض بیچا جائے گا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، یعنی تمام معاملات رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں، پھر نبی ﷺ نے بھی بہتر راستے کی طرف راہنمائی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''صبر کو لازم پکڑ لو۔'' یعنی صبر کرنا اور صبر کے حصول کی کوشش کرنا کیونکہ یہ فتنہ سے بچنے کا ایک بہترین ذریعہ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جب ''أَحْجَارَ الذَّيْت'' خون سے ڈوب جائے گا۔ ''أَحْجَارَ الذَّيْتِ'' مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے۔ اور ہوسکتا ہے یہ حَرّہ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہو جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت کو توڑ دیا تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر بھیجا، جب یہ لشکر مکہ کی جانب روانہ ہوا تو یزید شام میں فوت ہوگیا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہنا۔ یعنی اپنے خاندان اور قبیلے میں ہی رہنا اور لڑائی میں شریک نہ ہونا۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے امیر کی بیعت ہی میں رہنا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ کیا میں تلوار نہ پکڑ لوں؟ تلوار میان سے نکالنا اور کندھے پر رکھنا جنگ میں شریک ہونے اور لڑائی کی تیاری کرنے کی دلیل ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ مجھے ایسے حالات میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گھر میں ٹھہر جا'' میں نے عرض کیا: اگر وہ میرے گھر میں گھس آئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو ڈر جائے کہ تلوار کی چمک تمھیں مغلوب کر دے گی تو تو اپنے چہرے پر اپنا کپڑا ڈال لینا، پس وہ تیرے اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ تو فتنہ میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شریک نہ ہو اور لڑائی نہ کر۔ منہ پر کپڑا ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ تیرے اوپر یہ فتنہ غالب نہ آئے، پس اگر قتل بھی کر دیا گیا تو قاتل گناہ لے کر جائے گا، اور جہنمی ہوگا اور مقتول جنت میں جائے گا۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا اپنے استاد و مربی نبی ﷺ کے سامنے انتہا درجے کا ادب و احترام۔
2. انسان پر وہی چیز تلاش کرنا واجب ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اختیار کرنے کا حکم دیا ہو نہ کہ جسے اس کا اپنا دل چاہے۔
3. فتنوں کے دور میں ان سے دور رہنا واجب ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نماز میں تاخیر

89۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْأَوْدِيِّ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْيَمَنَ، رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْنَا. قَالَ: فَسَمِعْتُ تَكْبِيْرَهُ مَعَ الْفَجْرِ، رَجُلٌ أَجَشُّ الصَّوْتِ، قَالَ: فَأُلْقِيَتْ عَلَيْهِ مَحَبَّتِيْ فَمَا فَارَقْتُهُ حَتّٰى دَفَنْتُهُ بِالشَّامِ مَيِّتًا، ثُمَّ نَظَرْتُ إِلٰى أَفْقَهِ النَّاسِ بَعْدَهُ فَأَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَلَزِمْتُهُ حَتّٰى مَاتَ، فَقَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «كَيْفَ بِكُمْ إِذَا أَتَتْ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُصَلُّوْنَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا؟»، قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِمِيْقَاتِهَا وَاجْعَلْ صَلَاتَكَ مَعَهُمْ سُبْحَةً» [1]

حضرت عمرو بن میمون اودی فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن میں رسول اللہ ﷺ کے پیغامبر بن کر آئے۔ (عمرو) کہتے ہیں کہ میں نے فجر کے وقت ان کی تکبیر کی آواز کو سنا، گویا کوئی موٹی آواز والا آدمی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے ان سے محبت و الفت ہوگئی، پس میں ان سے کبھی جدا نہ ہوا، حتی کہ (وہ فوت ہوگئے)۔ میں نے ان کو شام میں دفن کیا، پھر ان کے بعد میں نے سب سے بڑے فقیہ آدمی کو تلاش کیا، پس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس

[1] صحیح. سنن أبي داود، رقم الحدیث: 432

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آیا، میں ہمیشہ ان کے ساتھ رہا حتی کہ وہ بھی فوت ہو گئے۔ انھوں (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کہا: اس وقت تمھارا حال کیا ہوگا جب تم پر ایسے امیر بن جائیں گے جو بغیر وقت نماز پڑھیں گے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر یہ وقت میرے اوپر بھی آجائے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نماز وقت پر ادا کرنا اور پھر نفل کے طور پر ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لینا۔''

تشریح:

یہ حدیث اول وقت پر ادا نماز کرنے کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اول وقت پر نماز ادا کرنا افضل اعمال میں سے ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم کی ایک روایت اس بات کی دلیل ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز وقت پر ادا کرنا''، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر کونسا عمل محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا''، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر کونسا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا''، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ چیزیں مجھے بتائیں، اگر میں اور زیادہ پوچھتا تو آپ ﷺ اور زیادہ بتا دیتے۔

فقہ الحدیث:

1. نماز اول وقت پر ادا کرنا افضل عمل ہے اور جماعت کی وجہ سے لیٹ کرنا جائز نہیں ہے۔
2. کسی جائز سبب کی وجہ سے ایک ہی نماز ایک دن میں دو دفعہ پڑھی جا سکتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن جب کوئی سبب نہ ہو تو ایسا کرنا منع ہے۔

3. اگر ایک نماز دو دفعہ پڑھی جائے تو پہلی دفعہ والی فرض شمار ہوگی اور دوسری دفعہ والی نفل، اگرچہ پہلی اکیلے پڑھی ہو اور دوسری جماعت کے ساتھ۔

4. رسول اللہ ﷺ نے ظالم و جابر حکمرانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے تاکہ فرقہ نہ بنے اور امت مصیبت سے دو چار نہ ہو۔

حدیث پاک کے فوائد:

1. عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ کی علم حاصل کرنے کی تمنا۔
2. ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی نماز کی حرص۔
3. امیروں کی اقتداء میں نماز ادا کرنا واجب ہے اگرچہ وہ فاسق ہوں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دشمن سے ٹکراؤ کی تمنا کرنا مکروہ ہے

90۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوفىٰ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ، يَنْتَظِرُ حَتّٰى إِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيهِمْ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ» ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: «اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ! اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ»[1]

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے ایک موقع پر جس میں دشمن سے لڑائی بھی ہوئی تھی، آپ ﷺ سورج کے ڈھلنے تک ٹھہرے رہے، پھر آپ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا: ''اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے امن و عافیت کا سوال کرو، پس جب دشمن سے ٹکراؤ ہو جائے تو صبر و استقامت سے کام لو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے''، پھر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے، کافروں کو شکست دینے والے، ان کو شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔''

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [2966] صحيح مسلم [1742/20]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تشریح:

نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو دشمن سے لڑائی کی تمنا رکھنے سے منع کیا ہے، کیونکہ اس میں تکبر اور غرور آ سکتا ہے، مزید یہ کہ انسان دشمن کو حقیر سمجھتا ہے، اور یہ سب چیزیں احتیاط کو ختم کر دیتی ہیں اور شکست کا سبب بن سکتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو حکم دیا کہ وہ اللہ سے امن و عافیت کا سوال کرے۔ عافیت یہ ہے کہ دنیا اور آخرت کی ناپسندیدہ چیزوں سے سلامتی میں رہنا، اور دشمن سے مدبھیڑ بھی ایک ناپسندیدہ چیز ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے دشمن سے لڑائی کی صورت میں مدد الٰہی کے اسباب بیان کیے ہیں، وہ یہ کہ صبر و استقامت اختیار کی جائے اور سورج ڈھلنے کے بعد والے اوقات میں لڑائی کی جائے کیونکہ اس وقت ہوائیں چل رہی ہوتی ہیں اور جسم بھی چاک و چوبند ہوتے ہیں، اس لحاظ سے یہ مدد کا وقت ہے اور یاد رکھو کہ اپنی قوت اور تعداد پر توکل نہ کر بیٹھنا بلکہ اللہ تعالیٰ سے مدد و نصرت اور دشمن کی رسوائی کی دعا کرنا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے اس موقع کی مناسبت سے ایک دعا ارشاد فرمائی کہ اس اللہ سے مدد مانگو جو کتاب کو نازل کرنے والا ہے، جس نے جہاد و قتال کو جاری کیا، جو کتاب اس کے احکامات کو بیان کرنے والی ہے اور وہ دین کی نعمتوں میں سے ہے۔ اور اے اللہ! جیسے تو نے ہماری مدد کر کے اور دشمن کو شکست دے کر ہمارے اوپر انعام کیا ایسے ہی اب بھی ہماری مدد فرما، پس ہم آج بھی اسی مقصد (اعلائے کلمۃ اللہ) کے لیے لڑ رہے ہیں جس مقصد کے لیے اس وقت لڑے تھے، پس تو ان کو شکست دے اور ہماری مدد فرما۔

یہ مدد کے اسباب ہیں یعنی مناسب وقت، مناسب دعا اور صبر و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

استقامت۔ یہ سب کامیابی کے اسباب ہیں، جن کی طرف رسول اللہ ﷺ نے راہنمائی فرمائی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے جہاد کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ جہاد جنت میں داخل ہونے کا بڑا قریب ترین سبب ہے اور جان کے بدلے جنت بڑا سستا سودا ہے، جب جان اللہ کے راستے میں قربان ہوجائے۔

فوائد:

1. دشمن سے لڑائی کی تمنا مکروہ ہے۔
2. اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا مستحب عمل ہے۔
3. لڑائی کے وقت صبر و استقامت اختیار کرنا واجب ہے۔
4. مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ضروری ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

1000 سے زیادہ جنت کے راستے

جمع و ترتیب

فضیلۃ الشیخ محمد امین انصاری حفظہ اللہ

ترجمہ

حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

مدرس جامعہ نصر العلوم اہل حدیث
گوجرانوالہ

مکتبہ بیت السلام الریاض

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کامیاب شادی کے سنہرے اصول

اور

ازدواجی اسرار و رموز کی نقاب کشائی

تالیف
فضیلۃ الشیخ محمد عبدالرحمن عمر حفظہ اللہ

ترجمہ
پروفیسر حافظ عبدالجبار حفظہ اللہ
فاضل کنگ سعود یونیورسٹی ریاض

مکتبہ بیت السلام الریاض

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

صحيح

وصايا الرسول ﷺ

من كتب العلامة محمد ناصر الدين الألباني رحمه الله

ومعه

شروح وتعليقات لجماعة من علماء الأمة

www.minhajusunat.com

مكتبة بيت السلام ص-ب 16737 فون نمبر 4381122-4381155 فیکس 4385991